

# حاجبنا البحرین الوفاقی عن جمع الفسلا تین

«سیدہ کو جاننے سے روکنے والی»

«سیدہ کو جاننے سے روکنے والی»

تخلیق اللیل

اسی حضرت سیدہ «زینب» علیہا السلام  
امام احمد رضا جہان پور مدظلہ العالی

اعلیٰ حضرت سیدہ «زینب» علیہا السلام  
Ala Hazrat Bibi Zainab

## مرسالہ

۱۳ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین ۱۳  
دو دریاؤں کو ملنے سے روکنے والا، دو نمازوں کو جمع کرنے سے بچانے والا

مسئلہ (۲۸۶) از بریل محلہ قراون  
یکم رجب ۱۳۱۲ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سفر کے عذر سے جس میں قصر لازم آتا ہے دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بتواتر جواب۔

## الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی جعل الصلاة على المؤمنین کتبا موقوتا ، وامرهم ان يحافظوا علیہا  
فی حفظہا اسرکانا و شروطا و وقوتا ، مروح المتحرین یلتفتین ، بینہما برئہ کلایفین ، و افضل  
الصلوات ، و اکمل التحیات علی من عین الاوقات و بین العلامات ، و حرم علی امتہ الخیاضة  
الصلوات ، و علی ذلہ الکرام ، و محبہ العظام ، و مجتہدی شرعہ العرفان الختام ، لا سیما

الامام الاقدم، والامام الاعظم، امام الانبیا، مالک الانبیا، کاشف الغم، سراج الامم،  
 نائل علم المشفق الحنفی من اوج الثریا، ناشر علم الدین الحنفی فشرایحہ، نصر اللہ اتباعہ  
 ورضی اتباعہ متبوعاً تبعاً، وعلینا معهم، یا اسحکم الراحمین، الی یوم الدین۔

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے ارشادات سے نماز فرض کا ایک خاص وقت  
 جدا کر مقرر فرمایا ہے کہ اُس سے پہلے نماز کی صحت نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت، تھمیں عرفہ وعشائین مزدلفہ کے  
 سوا دونا زول کا قصد ایک وقت میں بھی کرنا سفر حضر ہرگز کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن عظیم و احادیث صحیحہ  
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کی مخالفت پر شاہ عدلی ہیں۔ یہی مذہب ہے حضرت تائقی باقی والعباد  
 موافق الراستہ بالوحی والکتاب امیر المؤمنین عرفادوق اعظم و حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص احد العشرۃ المبشرۃ  
 و حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود من اجل فقہار الصحابہ البرہ و حضرت سیدنا ابن سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق  
 و حضرت سیدنا امام المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق اعظم صحابہ کرام و خلیفہ راشد امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز و  
 امام سالم بن عبد اللہ بن عمر و امام طغر بن قیس و امام اسود بن یزید و امام من بصری و امام ابن سیرین و امام ابو یوسف  
 و امام کلثومی و امام جابر بن زید و امام طرودین و بنار و امام حاد بن ابی سلیمان و امام اجل ابو حنیفہ اجلہ ائمہ  
 تابعین و امام سفین قرطبی و امام اثیر بن حنبلہ و امام قاضی الشرق ابو یوسف و امام ابو عبد اللہ محمد  
 انشیبانی و امام زفر بن البزیل و امام حسن بن زیاد و امام دار الحجۃ عالم المدینہ مالک بن انس فی روایۃ ابن قاسم  
 اکابر تبع تابعین و امام عبد الرحمن بن قاسم متقی خلیفہ امام مالک و امام عیسیٰ بن ابان و امام ابو جعفر احمد بن محمد  
 مصری و غیرم ائمہ و کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

تحقیق مقام یہ ہے کہ ہم بین الصلوات یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنا دو قسم ہے۔  
 جمع فعلی جسے ہم صوری بھی کہتے ہیں کہ واقع میں ہر نماز اپنے وقت میں واقع گرا د میں مل جائیں جیسے  
 ظہر اپنے آخر وقت میں پڑھی کہ اس کے آخر پر وقت صحر آگیا اب فوراً عصر اول وقت پڑھ لی، یونہی تو دونوں  
 اپنے اپنے وقت اور فصل و صرہ مل گئیں۔ اسی طرح مغرب میں دیر کی یہاں تک کہ شفق ڈوبنے پر آئی اُس وقت  
 پڑھی اور غار شاہ جوئے کہ شفق ڈوب گئی عشاء کا وقت ہو گیا وہ پڑھ لی ایسا طاعنا بعد مرض و ضرورت سفر بلاشبہ  
 جائز ہے۔ ہمارے علماء کے کام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس کی رخصت دیتے ہیں۔ رد المحتار میں ہے۔

للمسافر والمريض تأخير المغرب للجمع  
 وینہا و بین العشاء فعلاً، كما فی الحلیۃ  
 و غیرہا، ای ان قصصی فی آخر وقتہا  
 مسافر اور مریض مغرب میں تاخیر کر سکتے ہیں تاکہ اس  
 اور عشاء کو غلہ اکٹھا کر لیں، جیسا کہ علیہ وغیرہ میں  
 ہے، یعنی مغرب آخری وقت میں پڑھی جائے

والعشاء في اول وقتها۔

اور شام اول وقت میں۔ (ت)

11

**اقول** تاخیر مغرب کا تو یہ خاص جزئیہ ہے اور اسی طرح تاخیر ظہر کے عصر سے مل جائے بلکہ یہ بدرجہ اولیٰ کہ عصر میں تو کوئی وقت کراہت نہیں حکما صریح بہ فی البحر والرائق وحققتہا فیما حلفتہا علی سہل المختار (جیسا کہ بحر الرائق میں تصریح ہے اور رد المحتار کے حاشیہ پر چہ نے اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) بخلاف مغرب کراہت کی اتنی تاخیر ہے غرض محوہ شدید ہے کہما فی البحر والدم وغیرہما، ونقطت بکرواۃ ذلک الاحادیث (جیسا کہ بحر اور وغیرہ میں ہے، اور اس کی کراہت پر کئی احادیث تامل ہیں۔ ت) پھر جزیرہ طہرین بھی کتاب الحج میں نظر فقیر سے گزرا اس کتاب میں اصحاب علی الخطاب رفیع النصاب میں کلام کلام امام جہاد محمد بن عبد المذہب مسندنا محمد بن الحسن تلمیذ سید الانام اعظم ابو حنیفہ اور تالیف امام فقیہ محدث عینی بن ابان تلمیذ امام محمد ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں،

امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا، خواہ ظہر اور عصر ہوں یا مغرب اور شام ہوں، یکساں ہے۔ یعنی ظہر کو آخر وقت میں تو کر کے پڑھے اور عصر میں تبدیل کر کے اس کو اول وقت میں پڑھے۔ اسی طرح مغرب اور شام میں مغرب کو اتنا مؤخر کرے کہ اس کے آخری وقت میں یعنی شفق غائب ہونے سے تھوڑا پہلے پڑھے اور شام میں جلدی کر کے اس کو اول میں پڑھے، یعنی شفق غائب ہونے کے ساتھ ہی، یہ طریقہ ہے ان کو جمع کرنے کا۔ (ت)

قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ، الجمع بین الصلاتین فی السفر فی الظہر والعصر والمغرب والعشاء سواہ یتوخر الظہر الی آخر وقتہا ثم یصلی ویجعل العصر فی اول وقتہا فیصلی فی اول وقتہا، وكذلك المغرب والعشاء یتوخر المغرب الی آخر وقتہا فیصلی ان یغیب الشفق وذلك آخر وقتہا، ویصلی العشاء فی اول وقتہا حين یغیب الشفق، فهذا الجمع بینہما۔ اسی میں ہے،

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بارش

قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ، من اراد

۲۴۱/۱ مطبوعہ المطبعۃ البانی مصر

۲۴۶/۱ مطبوعہ ایچ ایم سید کبیری کراچی

۶۱/۱ مجتبائی دہلی

۱۴۲/۱ مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور

سہ رد المحتار کتاب الصلوۃ

سہ البحر الرائق کتاب الصلوۃ

سہ الدر المختار

سہ کتاب الحج باب جمع الصلوۃ فی السفر

بکری

11

11

ان یجمع بین الصلواتین بمظلم او سفور  
او غیرہ ، فلیؤخر الاولیٰ منهما حتیٰ تکن  
فی آخر وقتہا ، ولعلجل الثانیۃ حتیٰ یصلیہا  
فی اول وقتہا فیجمعہ بینہما ، فتکون کل  
واحدۃ منہما فی وقتہا ۱۲

سفر یا کسی اور وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا چاہیے  
تو اس کو چاہئے کہ پہلی کو آخر وقت تک مؤخر کر دے  
اور دوسری میں جلدی کر کے اول وقت میں ادا کرے  
اس طرح دونوں کو جمع کر لے ، تاہم ہوگی ہر نماز اپنے  
وقت میں الٰہ (ت)

اس کلام پر کثرت نظام امام کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ظاہر ہوا اگرچہ صوری صرف مرض و سفر  
پر مقرر نہیں بغیر وقت شدت بارش بھی اجازت ہے مثلاً ظہر کے وقت میں برستا ہو تو انقار کر کے آخر وقت  
حاضر مسجد ہوں جماعت نماز ادا کریں اور وقت عصر پڑھیں ہوتے ہی جماعت عصر کر لیں کہ شاید شدت مطر بڑھ جائے  
اور حضور مسجد سے مانع آئے ، مگر شاید یہیں تنہا گھر پڑھ لینے کی بھی اجازت ہے تو اس صورت میں تو دونوں  
نمازوں کے لیے جماعت و مسجد کی کھانفت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسری قسم جمع وقتی ہے جسے جمع حقیقی بھی کہتے ہیں۔ اقول یعنی مصطلح قانون میں جو معنی جمع  
اُن کا مذہب ہے وہ حقیقتہً اسی صورت میں ہے جب جمع اپنے اصل معنی پر دونوں ملکہ حقیقی ہے کما لکنی ، اور اسی لحاظ  
سے جمع فعلی کو صوری کہتے ہیں وہ حقیقتہً خلاف معنی میں ہے چنانچہ صوری ہی ہے اُن میں نہ اہل محال تو جب میں جمع صوری  
ہوے اور معنی مجرا فافہم خانہ نفیس جدا (اس کو کچھ کرنا کہ یہ بہت نفیس ہے۔ ت) اس جمع کے یہ معنی  
ہیں کہ ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھی جائے جس کی دو صورتیں ہیں :

جمع مقتدریم کہ وقت کی نماز مثلاً ظہر یا مغرب پڑھ کر اس کے ساتھ ہی متصلاً یا فصل پہلے وقت کی  
نماز مثلاً عصر یا شام پڑھ لیں اور جمع تاخیر کہ پہلی نماز مثلاً ظہر یا مغرب کو باوصف قدرت و اختیار قصداً  
اشارہ کریں کہ جب اس کا وقت نکل جائے گا پہلی نماز مثلاً عصر یا شام کے وقت میں پڑھ کر اس کے بعد متصلاً خواہ  
منفصلاً اُس وقت کی نماز ادا کریں گے ، یہ دونوں صورتیں بحالت اختیار قدرت مجاہد کہ صرف حج میں صرف عصر عرفہ و  
مغرب مزدلفہ میں جائز ہیں اول میں جمع تقییم اور دوم میں جمع تاخیر عام ازین کو وہ مسافر ہوں یا خاص سکنائے مکہ  
منیٰ وغیرہا موضع قریہ کہ وہ جوہر نیک ہے نہ جوہر سفارہ بحالت اضطراب و عدم قدرت سفر حضریہ یا ظہر عصر  
وغیرہا کسی شے کی تخصیص نہیں یعنی نمازوں تک مشغولی جماد یا شدت مرض یا غشی وغیرہا کے سبب قدرت نہ ملے  
ناچار سبب مقرر رہیں گی اور وقت قدرت بحالت عدم سقوط ادا کی جائیں گی جس طرح حضور پر نور سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوہ خندق میں ظہر و عصر و مغرب و عشا کے وقت پڑھیں  
ان کے سوا کبھی کسی شخص کو کسی حالت میں کسی صورت میں وقتی کی اصطلاح اجازت نہیں اگر جمع تقییم کہے گا تاخیر

محض باطل و ناکارہ چلئے گی جب اُس کا وقت آنے کا فرض ہوگی نہ پڑے گی دسے پر ہے گی اور جمع تاخیر کرے گا تو گزرا ہوگا عدا نماز تھا کرینے والا ٹھہرے گا اگرچہ دوسرے وقت میں پڑھنے سے فرض سرے اتر جائے گا۔ یہ تفصیل مذہب مذہب ہے اور اسی پر دلائل قرآن و حدیث ناطق بلکہ قیامت حلالہ کا مستند متفق علیہا ہے، ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز کو دانستہ قصداً کرنا بلاشبہ حرام تو جس طرح بھی یا عشاق قصد آن پڑھنی کہ ظہر یا فجر کے وقت پڑھ لیں گے حرام قطعی ہے یوں ہی ظہر یا مغرب عدا آن پڑھنی کہ عصر یا عشا کے وقت ادا کر لیں گے حرام ہونا لازم اور وقت سے پہلے تو حرام و گناہ ہی بیکار جیسے کوئی آدمی رات سے صبح کی نماز یا پھر دن چڑھے سے ظہر پڑھ رکھے قطعاً نہ ہوگی، یونہی جو ظہر کے وقت عصر یا مغرب کے وقت عشا نہ پڑھے اس کا بھی نہ ہونا واجب، احادیث میں کہ حضور پر نور صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلمہ علیہ سے جیسے منقول اُس میں صراحت وہی جیسے صدی مذکور یا جمل و جمل اُسی صریح مفصل پر محمول، جمع حقیقہ کے باب میں اصلہ کوئی حدیث صحیح صریح مضبوط و دہنی جیسے تقدیم تو اس قابل بھی نہیں کہ اُس پر کسی حدیث صحیح کا نام دیا جائے جیسے تاخیر میں احادیث کثیرہ کے خلاف دو حدیثیں ایسی آئی ہیں جس سے بادی النظر میں دھوکا ہو مگر عند تحقیق جب احادیث متواترہ کو جمع کر کے نظر انصاف کی جلتے فوراً حق ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھی وجوہاً یا اسکا نام اُسی جیسے صدی کی خبر دے رہی ہیں غرض جیسے وقتی پر مشتمل مصلحت سے کوئی دلیل واجب القبول اصلہ قائم نہیں ہو سکتی جیسے حدیثیں اور قرآن عظیم کی مشدد آیاتیں اور اصول شرع کی واضح دلیلیں اُس کی نفی پر مجتہدین، یہ اجمال کا مادہ و لاک مذہب ہے۔ لہذا یہ مختصر کلمہ ہر فصل پر منقسم،

فصل ۱ میں جمع صدی کا اثبات مجمل،

فصل ۲ میں شبہات جمع تقدیم کا ابطال مجمل،

فصل ۳ میں جمع تاخیر کی تضعیف واضح ایضات،

فصل ۴ میں دلائل نفی جیسے ہدایت التزام اوقات۔

اس مسئلے میں ہمارے زمانے کے امام لائبریاں جتہ نامقدان حضرت علامہ طرزی جتہ ع ازاد مدی میاں نے فرمایا صاحب دہلوی دہا اللہ الی الصراط السوی نے کتابہ عجب العجاب میں اہل حق کے آخر میں اپنی مطلق حدیث کا کلام مشیع کیا مباحث مستلزم میں اگلے پچھلے لایکون شافعیوں وغیرہم کا اُن اُپل اُلجھا سبھی جیسا کلام حنفیہ کے خلاف تھا کہیں ملا سب جمع کر لیا کہ کئے غرض اُنے عادیب صحابہ کو دفرائے مدافہ صحیح کو مردود بتائے بخاری و مسلم کی حدیثیں کو داپہا بتائے محدثی کا بحر عقل یا حدیث کا دھرم دت دیاڑے دھڑی دھڑی کر کے لٹانے میں رنگ رنگ سے اپنی نئی ایجاد افکار کو جلوہ دیا تو یوں قیدر اُس تحریر عظیم التحریر عاجز ہر غٹ و یا بس و فقیر و قلیہ کے رو میں قام مساعی نو دکن کا جواب آور ملا جی کے ادعا سے باطل علی بالحدیث و یاقت اجہاد و علم حدیث کے روئے نہائی سے کشف حجاب

بعض علمائے محدثین نے وقت غفر اللہ تعالیٰ لیا اولہ و شکر فی استعمار النبی حسینؑ و سیرتہ طیبہ پر تعقیبات کی و بیحد  
کیے مگر ان شار اللہ العزیز الحکیم و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم، یہ افادات تازہ چیز سے دیگر ہوں گے تحقیق کی کہ  
میں صرف حق پسند بے ساختہ پکار اٹھے کہ

مکدرک الاول للآخر

(بہت سی چیزیں پہلوں نے پھیلنے کے لیے چھوڑ دی ہیں۔)

فیہ حق غفر اللہ العزیز کر انچی تمام تعانیف مناظرہ بکہ اکثر ان کے ہاں میں بھی جن کا عدد بعد تعالیٰ اس  
دست تک ایک سو چالیس سے تجاوز ہے ہمیشہ التزام رہا ہے کہ محل خاص نقل و استناد کے سوا محض جمع و تلیف کلمات  
سابقہ سے کم کام نہ کیا جائے، حتیٰ الوسع بکلی وقوت ربانی اپنے ہی افادات قلب کر بلکہ دیا جائے

کہ علما پر یکبار خورد و لبس

اگر اقامت و قیام یا از امت اقوال مخالف میں وہ امد نہ کر رہے ہوتے ہیں کہ اور تکلیفیں فی المسئلہ ذکر کر گئے  
قرآن و حدیث و احادیث تبارہ الی الفہم ہیں کہ ذہنی بے اعانت و بگڑے ان کی طرف بخت کرے۔ ان افادات میں سابقہ  
لاحق دونوں کا استحقاق یکساں مگر انچاک کلمات حتمہ میں ان کا ذکر فرمے مگر اپنی طرف بہت نہیں کیا جاتا پھر ان میں  
بھی بعد تعالیٰ تفتیش و تمیز و ترمیم و تقریب و حذف و زیادہ و قیادت فوائد سے جدت بکہ پاسے کی اور  
کچھ نہ ہو تو ان مشاعر اللہ تعالیٰ طریقیان ہی اصل و دقیق فی القلب نظر آئے گی اس وقت قریہ اپنا بیان ہے  
جس سے بکہ اللہ تعالیٰ توحید بنہ اللہ عزوجل مقصود و الحمد للہ الفہم و الودود، اچھی حد جس معنی پر چاہیں محمول  
کریں مگر اب باب انصاف اگر تعانیف فقیر کو وارد فرمائیں گے کہ لہو تعالیٰ عیان موافق بیان پائیں گے بآئندہ اس اعتراض  
سے چارہ نہیں کہ المفضل للفقیر (پہل کرنے والے کو فضیلت ملتی ہوئی ہے) خصوصاً علمائے سلف رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ  
بار اہم و شرفانی ذمہ خدام کہ جو کچھ ہے انھیں کی خدمت کلمات برکت آیات کا تفسیر اور انھیں کی بارگاہ دولت کا  
صدر رہے بٹا ہوا صدقہ

لے باوصیا! اینمہ آردہ تست

ہاں یہ کفش برداری خدام درگاہ فضا کی پناہ اعظمیت عظیم البرکت اعلم العلماء و الربانیین افضل

علیٰ یعنی جناب مستطاب عالمی السنن حاجی القنبر لہذا مولوی حافظ اللہ محمد ارشد حسین صاحب رامپوری رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ  
میں یہ اس وقت تھا کہ ۱۳۱۹ھ ہے بکہ اللہ تعالیٰ حد تعانیف ایک سو تیس سے تجاوز ہے ۱۴ دراب تو بکہ  
تعالیٰ اگر احساں کیا جائے تو پانسو سے تجاوز ہو گا ۱۲ (م)

الفضل العتائین عافی السمن السید مآتی الغنی الذیہ بقدر السلف المصلحین حجۃ الخلف المخلین آیۃ من آیات  
رب العالمین مقدرۃ من معجزات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہیں وہی التصنیفات الرائعہ  
والتحقیقات القاعدۃ القیلت الشافعیۃ تاج المحققین سراج المذہبین اکمل الفقہاء المحدثین حضرت سیدنا  
الامام احمد الامام ابو الطیب الامام ابو حامد محمد بن علی غفرلہ صاحب توحید سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی  
قدس اللہ سرہ و قدس ذرہ واعلم احوہ و اکرم منزلہ و انعم منزلہ و لاحسن سعۃ و لم یقتا بعدہ سے و الحمد للہ و ہر الدایرہ  
بانی الہی ہادی فاکر کویستان رفیع غلانی شیخ بندہ گلن بارگاہ عرفان پناہ اقدس حضرت آقائے نعمت و دینے رحمت  
الوقت العرفان اکرام مرتب الاولیاء المعظم السحاب الہام بعضین القادر العباب الزاخر بفضل الہام  
ذو القرب الزاہر و العلو الطاہر و النیب الطاہر علی الاصاغر بالکمال اکابر مرقی البرکات مخزن السنات  
مآل محمد سید الکائنات علیہ وسلم افضل الصلوات و آری النجات من حمزۃ الخمر المستبین  
بالکریمین من شمس الیقین ابی الفضل العظیم و الشرف اکرم سیدنا و مرئینا و جانا و دادنا شیخی و مرشدی  
کثری و ذخری یومی و غنی و غنی سیدنا السید الشاہ آل رسول الاحمدی فاضل سید قادری برکاتی  
و اسلمی لخواہی مارہری حتی اللہ تعالیٰ منہ و آبرہ و اعظم قرب منہ و اشرقی علینا من ذرہ التمام و افاض علینا من بحر العلم  
و علمنا من خدہ فی دار السوء بفضل رحمۃ علیہ و علی آباءہ اکرامہ و الحمد للہ ابی الابرار سے

محمد باب شیریں و ہنار بست خدا سے

ماہم بندہ و این قوم حسد او نہ اند

خدائے شیریں و ہنر کے لبوں سے ہمارا حمد بانہ دیا ہے ، ہم سب بندے

ہیں اور یہ لوگ ہمارے آقا ہیں ۔ ت

غیر کنایہ تھا کہ یہاں بھی اسی شاہ اللہ تعالیٰ ہی طریقہ رعایت پاسے گا ورنہ ایک آدھ بحث کہ بہت رکافی  
طے کر دی گئی اس سے تعرض الخطاب سمجھا جائے گا کہ مقصد و احوال ارتقا ہے نہ انکار و اوراق ۔ ان چار فصل میں  
توحید کے ادعائی بول یکسر یکس ہیں ساری بحث سے سب قابل یکس ہیں یا ثابتات کہ نہ ثابت نہ ثابت نہ ثابت نہ ثابت  
ساکت کو ناظرین ناظرین کو ساکت حقیقت کو صحیح صحیح کو ضعیف تحریرت کہ تحریرت تحریرت کہ تحریرت تحریرت کہ تحریرت تحریرت کہ  
مذہب عمل کو صحیح تحریرت کہ عمل کیا امدلی تا آخر کوئی دقیقہ حکم و مکابہ و تعصب ملازمہ کا نام نہ لے نہ یہ ایمان بعد از تعالیٰ  
عوامہ ہر فصل میں قول فصل و حق اصل بر لائل قاصدہ و بیانات باہرہ ظاہر کیجئے کہ اگر زبان انصاف سالم و صاف  
عت لایمہ اذا کان حق لا ترغیضہ لوجہ او ضعف تعلیم فیہ ۔ (م) (حاشیہ کی اس عبارت سے غالباً اعطسرت کی اپنی عبارت  
گزشتہ صفحہ ۱۶۴ کی طرف اشارہ ہے فقیر فقیر فقیر المولی القدر کہ اپنی تعانیف متاخرہ بلکہ اکثر ان کے ماوراء میں بھی  
حتی الواسع اپنے ہی فائضات قلب کو جلوہ دیا جیسے ، لخصاً (نذیر احمد سعیدی)

ہر تو خالف منکر مدعی منکر کو بھی معترف و معترفیجے

وما ذلک علی اللہ بعزیز ، ان ذلک علی اللہ  
سیر ، ان اللہ علی کل شیء قدير۔  
اور یہ اللہ کے لیے مشکل نہیں ہے ، یہ اللہ پر آسان  
ہے ، اللہ ہر شیء پر قادر ہے۔ (ت)

یہ معارف جلیلہ تو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں رسالہ آپ کے پیش نظر ہے ملاحظہ کیجئے واد انصاف دیکھئے  
فی طلوع الشمس ما یغنیک عن خبر

(سورة طلوع ہو جانے تو اس کی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ت)

اس کے سرائف مسند میں طحا نے اپنے موافق کہیں چودہ کہیں پندرہ صحابیوں سے روایات آنا بیان کیا  
اور خود ہی اُسے بجا کر کی کی طرف پٹے اور چار سے زیادہ ہذا ہذا ذکر کے ان میں بھی عند انصاف اگر کچھ گنتی ہوئی بات ہے  
توصوف ایک سے یہی ابوہ تھانی اپنے موافق روایات میں نقل کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لاؤں گا۔ بلاشبہ صرف  
چار حدیثیں پیش خویش اپنے مضیفہ دکھائے گی جس میں حقیقت کوئی بھی ان کے مفید نہیں اور آیت کا تو ان کی طرف نام بھی  
نہیں ، میں بول اللہ تعالیٰ ان سے دونی آیتیں اور دس گنی حدیثیں اپنی طرف دکھاؤں گا ، میں یہ بھی روشنی کر دوں گا  
کہ حنفیہ کرام پر غیر مقدمہ والی طعنہ زنی ایسی بوجھ و پھر بے بنیاد ہوتی ہے ، میں یہ بھی بتاؤں گا کہ ان صاحبین کے  
عمل بالحدیث کی حقیقت اتنی ہے ، میں یہ بھی دکھاؤں گا کہ تلاقی صاحب جو آج کل مجتہد العصر اور تمام طائفتوں کے  
استاد مانے گئے ہیں ان کی حدیث وانی ایک متوسط طالب علم سے بھی گسے درجہ کی ہے کل ذلک بعون الملک  
العزیز القریب المجیب وما توفیق اکابر اللہ علیہ توکل والیہ انیب وھذا ان المشروع  
فی المقصود متوکلا علی ماھب الفیض والجود والحمد للہ العلی الودود والصلوة و  
السلام علی احمد محمود محمد وآلہ اکرام السعد امین۔

## فصل اول طلوع فجر نوری بر اثبات جمع صوری

حضور پُر نور سیدِ اہل بیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جمع صوری کا ثبوت اصلاً عمل کلام نہیں اور وہی  
مذہب مذہب ائمہ حنفیہ ہے اس میں صاف صریح جلیل و جمیع احادیث صوری مگر تلاقی تراجم کے آفتاب کے عادی  
بکمال شہرت چشتی بے نقط سنہادی کہ کوئی حدیث صحیح ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ آنحضرت جمع صوری سفر میں  
کیا کرتے تھے بہت اچھا ذرا نگاہ رو پر۔

عہد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم ۱۲۰۲ھ (م)  
لحم معیار الحق مسئلہ نظم جمع بن الصلوۃ مکتبہ تدبیر لاہور ص ۳۰۱

**حدیث ۱:** بلیل و عظیم حدیث مسندنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ اُنیں جناب سے مشہور مستفیض ہے جسے امام بخاری و ابو داؤد و نسائی نے اپنی صحاح اور امام عیسیٰ بن ابی ایوب نے کتاب الحج علی اہل مدینہ اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار اور ذہلی نے ذمہ روایت اور اسماعیلی نے مستخرج صحیح بخاری میں بطرق عدیدہ کثیرہ روایت کیا،

بخاری، اسماعیلی اور ذہلی نے لیث ابن سعد کے طریقے سے یونس سے، اس نے زہری سے روایت کی ہے اور نسائی نے یزید ابن زریع اور نصر ابن شمیل کے ذریعہ سے کثیر ابن قارون سے روایت کی ہے۔ دونوں (زہری اور کثیر) سالم سے راوی ہیں۔ نسائی نے تلبید سے، طحاوی نے ابو عامر مقدی سے اور فقیر سفیر نجیب یزید بن عطاء سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابو داؤد نے فضیل ابن غزوہ سے اور عبد اللہ بن عمار سے روایت کی ہے۔ اور ابو داؤد نے ہی عیسیٰ سے نسائی نے ولید سے، طحاوی نے بشر ابن بکر سے، یہ تینوں (یحییٰ، ولید، بشر) جابر سے روایت کرتے ہیں۔ اور طحاوی نے اسامہ ابن زید سے روایت کی ہے۔ یہ پانچوں یعنی عطاء، فضیل، عبد اللہ، جابر اور اسامہ تابع سے راوی ہیں، نیز ابو داؤد عبد اللہ ابن واقد سے راوی ہیں اور طحاوی اسماعیلی ابی عبد الرحمن سے راوی ہیں۔ چاروں (سالم، تابع، عبد اللہ ابن واقد، اسماعیلی) عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ناقل ہیں (متفقاً)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے جس طرح یہاں عجم و نصیر طرق کی اکمال و الجود و ایضاح الحجة کے لیے اُن کے اکثر خصوصیات الفاظ بھی وارد کر کے و باللہ التوفیق، سنن ابو داؤد میں پسند صحیح ہے،

یعنی تابع و عبد اللہ بن واقد دونوں کلفہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مؤذن نے نماز کا قضا کیا، فرمایا چپسل

قابلی بخاری و الاسماعیلی و الذہلی من طریق الليث بن سعد عن يونس عن الزهري، و النسائي من طريق يزيد بن زريع و النضر بن شميل عن كثير بن قارون و كلالها عن صالح و النسائي عن قتيبة و الطحاوي عن أبي حاتم العقدي و الفقيه في الحج جعفر ثلثتهم عن العطاء، و ابو داؤد عن فضيل بن غزوان، و عن عبد الله بن الصلاء، و ايضاً هو عيسى و النسائي عن الوليد و الطحاوي عن بشر بن بكر، هؤلاء الثلاثة عن جابر و الطحاوي عن اسامة بن زريد، خمستهم اعني العطاء و فضيلاً و ابن الصلاء و جابر و اسامة عن قافح - و ابو داؤد عن عبد الله بن واقد - و الطحاوي عن اسمعيل بن عبد الرحمن - اسبعتهم عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما -

حدثنا محمد بن عبيد المحاربي نا محمد بن فضيل عن ابيه عن نافع و عبد الله بن واقدان مؤذن ابن عمر



آپ انھیں زندہ پائیں۔ یہ سن کر بہ شرمعت چلے اور ان کی کساتہ ایک مرد قریشی تھا سورج ڈوب گیا اور نماز تہ پڑھی اور میں نے ہمیشہ ان کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی مخالفت فرماتے تھے جب دیر لگائی میں نے کہا نماز خدہ آپ پر دم فرمائے میری طرف پھر کر دیکھا اور آگے روانہ ہوئے جب شفق کا اخیر قطرہ رہا، ترک نماز پڑھی پھر عشا کی حجیر اس سال میں بھی کو شفق ڈوب چکی اس وقت پیش پڑھی پھر ہماری طرف متوجہ کر کے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا بھی کرتے۔ (م)

ابن قتال، ان صحیفۃ بنت ابی عبیدہ لصابہ، فی نظر ان تد رکھا۔ فخرج مسرعاً، ومعه رجل من قریش یساعده، وغایت الشمس فلویصل الصلاة، وكان عبیدی به وهو یحافظ علی الصلاة، فلما انطأ، قلت، الصلاة، یرحمہ اللہ، فالتفت الی و مضی، حتی اذا کان فی آخر الشفق نزل فیصلی المغرب، ثم قام بعث، وقد توارى الشفق فیصلی بناء، ثم اقبل علینا، فقال، این رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا تجل به السیر منہ هكذا ینزل

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

حقیقہ کے بارے میں تندرہ، قادری میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا۔ اور ارشاد الساری میں ہے کہ یہ بھی تعین سے تحقیق رکھنے والی صحابہ تعین اور مختار کی ہستی تعین، جہاد و گزارشات میں سے تعین، لیکن یہ ذکر نے تقریب میں لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ صحیفہ قرطبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا لیکن وارقطی نے اس کا انکار کیا ہے اور بکلی نے کہا ہے کہ ثقہ تھیں۔ اسی نمائندہ سے ربطہ ثانیہ میں سے ہوں گی (یعنی آبیات سے، اصحاب میں ثابت کیا ہے کہ صحیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تو نہیں نہ لایا ہو سکتا ہے کہ آپ کا زمانہ پایا ہو۔ اسی سلسلے میں اصحاب کی طرف رجوع کرو۔ حنیف نے ازواج مطہرات سے احادیث بیان کی ہیں۔ (ت)

فی، فی حدیث القاری، اورکت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمعت حنہ، و فی ارشاد الساری، الصحابة الثقیة تحت المختار، و كانت من العابدات۔ اور بکلی نے قال الحافظی التقرب، قیل لہا ادراک، وانکرو الذارقطی، و قال العجی، ثقة فیہ من الثانیة۔ اور حقیقہ فی الکتابۃ نفی السماع و اثبات اکادراک ظہر، فراجعہ، وقد حدث عن زواج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۳ منہ (م)

نہیں نہ لایا ہو سکتا ہے کہ آپ کا زمانہ پایا ہو۔ اسی سلسلے میں اصحاب کی طرف رجوع کرو۔ حنیف نے ازواج مطہرات سے احادیث بیان کی ہیں۔ (ت)

سٹیشن مسافر اوقات اندک کیجیذہ المسافر الزمطہر فور محرم کا زمانہ تجارت کتب کراچی ۹۹/۱







ابن سباح ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی قانت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر یؤخر الظہر ویقدم العصر، ویؤخر المغرب ویقدم العشاء۔ (مختصر، قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں ظہر کو دیر فرماتے عصر کو اول وقت پڑھتے مغرب کی تاخیر فرماتے عشاء کو اول وقت پڑھتے)

حدیث ۳۴ : ابو داؤد اپنی سنن باب متى تم المسافر اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے معتمد میں بسند حسن جید متصل حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب و اپنے والد ماجد محمد بن عمر بن علی و اپنے والد ماجد عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان علیہا کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتى تکاد ان تظلم، ثم ینزل فیصلی المغرب، ثم یدعو بعشائه یتعشى، ثم یصلی العشاء، ثم یرتحل۔ ویقول، ہکذا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدہن۔ (یعنی امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بعد اسی جب سفر فرماتے سورج ڈوبنے پر چلتے رہتے یہاں تک کہ قرب بربک تا کی ہو جاتے پھر ترک مغرب پڑھتے پھر کھانا کھا کر تناول فرماتے پھر عشاء پڑھ کر کھانا کھاتے اور کتے اسی طرح حوراء قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کرتے تھے) امام عینی نے حوالہ اعدادی شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی سند کو فرمایا الا باس یہ (اس میں کوئی نقص نہیں)۔

حدیث ۳۵ : طبری بطریق ابی یوسف عن عامر بن ابی عثمان راوی قال وقد اتانا وسعد بن مالک و نعم بن ہند و لہجج، فکانا نجتمع بین الظہر والعصر، فقدم من ہذہ و نوخر من ہذہ، و نجمع بین المغرب والعشاء، فقدم من ہذہ و نوخر من ہذہ، حتى قد منہ مکثہ (یعنی میں اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کی جلدی میں کھڑے تک ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو پڑھ کر کھاتے تھے اور عصر و عشاء جلد)

حدیث ۳۶ : نیز امام عروج عبدالرحمن بن یزید سے راوی صحبت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حجۃ مکان یؤخر الظہر ویجعل العصر، ویؤخر المغرب ویجعل العشاء، ویسفر بعبادة النذاة (اس کا میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رکاب تھا ظہر میں دیر فرماتے

۱۲/	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	اب الجعفی بن صلیح	۱۲/
۱۷۳/۱	مطبوعہ مجتہدانی لاہور پاکستان	باب متى تم المسافر	۱۷۳/۱
۱۱۲/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الجعفی بن صلیح	۱۱۲/۱
"	"	"	"
"	"	"	"
"	"	"	"



اصطلاح محمدی میں تشیع و فاضل میں کتنا فرق ہے زبان متاخرین میں شیعہ روافض کو کہتے ہیں خدا ہم اللہ تعالیٰ  
 جمیعاً بلکہ آج کل تک یہود مہندی روافض کو رافضی کہنا خلاف تہذیب جانتے اور انھیں شیعہ ہی کے لقب  
 سے یاد کرنا ضروری جانتے ہیں خود ملا جی کے خیال میں اپنی ملائی کے باعث یہی تازہ عہدہ تھا یا عوام کو دھوکا دینے  
 کے لیے تشیع کو رافضی بنایا حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ شیعہ عقیدت  
 رکھتا اور حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان میں افضل جانتا شیعہ کہا جاتا بلکہ جو صرف  
 امیر المومنین شان بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفضیل دیتا اسے بھی شیعہ کہتے حالانکہ یہ مسلک بعض علماء اہلسنت  
 کا تھا اسی بنا پر متعدد دائرہ کو ذکر شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی بعض غلبہ محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو  
 شیعیت سے تعبیر کرتے حالانکہ یہ بعض سنیت ہے امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں خود انھیں محمد بن فضیل کی  
 نسبت تصریح کی کہ ان کا تشیع صحت موالات تھا ویس۔

حیث قال ، محمد بن فضیل بن غزوان ،  
 المحدث الحافظ ، کان من علی ، هذا  
 الشأن ، وثقه یحییٰ بن مہیی ، وقال  
 احمد ، حسن المحدث ، شیعہ - قلت ،  
 کان متوا لیا فقط۔  
 چنانچہ ذہبی نے کہا ہے کہ محمد بن غزوان جو کہ محدث  
 اور حافظ ہے ، حدیث کے علماء میں سے تھا۔  
 یحییٰ بن مہیی نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اور احمد  
 نے کہا ہے کہ اچھی حدیثیں بیان کرتا ہے مگر شیعہ  
 ہے۔ میں نے کہا ”صرف اہل بیت سے محبت  
 رکھتا تھا“ (د)

والبعثاء ، دارادۃ صحیحین دیکر شیعہ کو رافضی بنا کر تضعیف کی جرتی ، کیا بخاری و مسلم سے بھی

عصا کہ صحرایہ و تدل علیہم محاوراتہم ،  
 منها ما فی السیقان فی ترجمۃ الحاکم  
 بعد ما حکى القول برفضہ ، اللہ یحب  
 الانصاف ، ما الریحیل براعضی بل شیعہ  
 فقط (۱۳۷ منہ م)  
 جیسا کہ علامہ نے تصریح کی ہے اودان کے محاورات  
 سے بھی واضح ہے۔ مثلاً میزان میں حاکم کے حالات  
 میں کسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ رافضی تھا۔  
 اس کے بعد کہا ہے ”انہ انصاف کو پسند  
 کرتا ہے ، یہ آدمی رافضی نہیں ہے ، صرف  
 شیعہ ہے“ (د)

ہاتھ دھونا ہے ان کے روضۃ میں تین سئوں سے زیادہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اصطلاح قدما پر بلفظ تشیع ذکر کیا جاتا  
 یہاں تک کہ تدریس میں حاکم سے نقل کیا کتاب مسلمہ صلیٰ علیہ وسلم من الشیعۃ (مسلم کی کتاب شیعوں سے  
 بھری ہوئی ہے۔ ت۔) دُرر کیوں جیسے خود ہی ابن فضیل کو واقعہ کے شبہی صرف بمعنی شب اہل بیت کرام اور آپ  
 کے زعم میں معاذ اللہ رافضی صحیحین کے راوی ہیں۔

خاصاً اہلسنن کے ساتھ ہی حدیث کی متابعتیں و وثائق مدلول ابن جابر و عبد اللہ بن العلاء سے ابوداؤد نے  
 ذکر کریں اور سنن نسائی وغیرہ میں بھی موجود ہیں پھر ابن فضیل پر مارکب ربنا و لیکن الجہلۃ لا یعلمون (لیکن  
 جاہل جانتے نہیں ہیں۔ ت۔) اور یہ تو ادنیٰ نزاکت ہے کہ تقریب میں ابن فضیل کی نسبت صدوق عارفت لکھا تھا  
 تاہم اسے نقل میں عارف اُڑا دیا کہ جو کلمہ صریح کلم ہو رہی تھی۔

لطیفہ ۲: طرہ تماشا کہ متابعت ابن جابر جو امام داؤد نے ذکر کی آپ اسے یوں کبیر ثمال گئے کہ وہ تعلق  
 ہے اور تعلق بخت نہیں اب کوئی کہ کسی سے آنکھیں قرض ہی لے کر دیکھے کہ ابوداؤد نے رواہ ابن جابر میں تابع  
 کہہ کر اسے یوں بے مطلق چھڑ دیا یا نہیں حدیثنا ابرہیم بن موسیٰ الزاوی انا عیسیٰ عن ابن جابر قسما کہ  
 موسیٰ کو دیکھو لیکن التحدیۃ لا یصرون

لطیفہ ۳: امام غامدی کی حدیث بطریق ابنی جابر میں تابع پر بشیون بکرتے طعن کیا کہ وہ غریب الحدیث ہے

عصہ مثلاً امان بن قطب، اسحاق بن ابان و ذاق، اسحاق بن سکر، اسحاق بن عبد الرحمن شادی صدوق  
 یوم، بکیر بن عبد اللہ، جری بن عبد الحمید، جعفر بن سلیمان، حسن بن صالح، خالد بن مخلد  
 قزوانی، سہیل بن انس صدوق لہ اوہام، نراقان کندی، سفید بن فیروز، سفید بن عمر و حمادانی،  
 جابر بن یعقوب مرواحی، عیاد بن عیاد کلاوی، عبد اللہ بن عمر مہکدامہ، عبد اللہ بن عیسیٰ کسوفی،  
 عبد الرحمن بن صاحب مصنف، عبد الملک بن اعین، عبد اللہ بن موسیٰ، عدی بن ثابت، علی  
 بن الجعد، علی بن ہاشم بن البرید، فضیل بن ذکین ابو نعیم، فضیل بن مروق، حنظل بن حبیہ، عمارک  
 بن اسماعیل نهدی، محمد بن اسحق صاحب معانی، محمد بن جعادہ اور یحییٰ محمد بن فضیل، ہشام بن سعد  
 یحییٰ بن الجزار وغیرہم ۱۲۷۱ھ سنہی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

لے تدریس الراوی شرح تقریب الزاوی روایۃ المبتدع مطبوعہ دار نشر مکتب الاسلامیہ لاہور ۱/۳۲۵

۱۷۱/۱۱۱ مطبوعہ مکتب عالم پرپرس لاہور ۱/۱۷۱

ف۔ معیار الحقیقہ ص ۳۹۶



لطیفہ ۳: طریقی ابن جابر سے سنائی گئی حدیث کو ولید بن قاسم سے روکیا کہ روایت میں اس کے خطا ہوتی تھی کہا تقریب میں حمد و ثناء یغفل۔

**اقول اولاً:** مسلمانوں! اس تحریف شدید کو دیکھنا اسناد سنائی میں یہاں نام ولید بن قاسم و واقع تھا کہ ابوہریرہؓ یا محمود بن خالدؓ ثنا الولیدؓ ثنا ابن جابرؓ ثنا ماخوذ الحدیث۔ طاجی کو چاہا کہ کا موقع ملا کہ تقریب میں اسی طبقہ کا ایک شخص روایت سنائی سے کہ نام کا ولید اور قد کے مشکل فیہ ہے پھر ان کے اپنے دل سے ولید بن قاسم تراشیں یا حالانکہ یہ ولید بن قاسم نہیں ولید بن سلم ہیں رجال صحیح مسلم و ائمہ ثقات معافا اعلام سے اسی تقریب میں ان کے ثقہ ہونے کی شہادت موجود، ہاں یہ یسیر کرتے ہیں مگر بعد اللہ اس کا احتمال یہاں مفقود کہ صراحۃً حدیثنا ابن جابر قال حدیثی ناخوذ فرما رہے ہیں۔ میزان میں ہے:

الولید بن مسلم ابو العباس المدمشقی،	ولید ابن مسلم ابو العباس دمشقی۔ بلند مرتبہ لوگوں میں سے
احد الاعلام وعالم اهل الشام۔	ایک، تمام کا عالم، اس کی تصنیفات عمدہ ہیں۔
مصنفات حسنة، قال احمد، صاحب ایت	احمد نے کہا: ہے، جس نے شریوں میں سے زیادہ
فی الشامیہ با عقل حسنة۔ قال ابن الصدیق	عقل مند آدمی نہیں دیکھا۔ ابن الصدیق نے کہا کہ اس کے
عندہ علم کثیر۔ قال ابو مسهر، الولید	پاس بہت علم ہے ابو مسهر نے کہا ہے کہ ولید
صدیق، قلت، اذا قال الولید، عن	دقیق ہے۔ میں نے کہا، جب ولید بن ابن جابر
ابن جبریل او عن الاوزاعی، فلیس بمعتمد	یا عن الاوزاعی کے قوال اعتبار نہیں ہے لیکن
لانه یدلس عن کذاہم، فاذا قال، حدثنا	جب حدیث کے مستند ہے احطافاً۔
فہو حجة اہم مخلصاً۔	(ت)
طاجی! سے	

دریسا نکتہ دانان خود فروشی شرط نیست

یا سخن دانستہ گولے مرد خاقل یا غمخوش

(نکتہ دانوں کی مجلس میں اپنے آپ کو بیچ دینا ضروری نہیں ہے لے مرد خاقل!)

یا تو سوچا تجھ کو بات کر یا غمخوش (۵)

لہ سنن انسائی الوقت الذی یجب فیہ المسافر مبطورہ فوراً کہ لا راجع تجارت کتب کراچی ۹۹/۱  
لے میزان الامتدالی فی ترجمہ ولید بن مسلم ۹۳۰۵ - دار المعرفۃ بیروت ۳۴۷/۳ - ۳۴۸

تم نے جاننا کہ آپ کے کید پر کوئی آگاہ نہ ہو گا ڈرا بتائیے تو کہ آپ نے ولید کا ولید بنی قاسم کے دلیل سے متنبہ کر لیا، کیا اس طبقہ میں اس نام کا رواۃ نفاذ میں کوئی اور نہ تھا اگر اب عاجز اگر کہہ سکتے ہو چنانچہ کہ تم نے ولید بن سلم کیسے جانا اولیٰ تو یہ قانون منظر جب آپ خاصیت متعصب میں ہم سے سوال کا محل نہیں اور استفادہ پڑھو تو پہلے اپنی جرات کا صاف صاف اعتراف کرو پھر شاگردی کیجئے تو ایک یہی کیا بعد از قضا فی بہت کچھ سکھادیں وہ قواعد بتادیں جس سے اسما سے مشترک میں اکثر جگہ تعین نکال سکو۔

ثانیاً، بغرض غلط ابن قاسم ہی سہی پھر وہ بھی کب تک تو زندگی امام احمد نے اُن کی توثیق منسردائی، اُن سے روایت کی، محدث بھی کو حکم دیا کہ اُس سے حدیث نہ لکھو۔ ابھی حدیث نے کہا، اِذَا دَوِيَ عَنْ ثَقَّةٍ فَلَا يَسْأَلُ بِئْسَ (وہ جب کسی ثقہ سے روایت کریں تو اُن میں کوئی عیب نہیں، اور ابن جابر کا ثقہ ہونا خود غلط ہے۔  
ثالثاً، قرار رواۃ صحیح بخاری و مسلم پر نظر ڈالے ہوئے کو اُن میں کشتوں کی نسبت تقریب میں بھی حدود

عبد مثلاً اسمعیل بن جہالد، اشعث بن حاتم، بشر بن حبیب، حارث بن حبیب، حبیب بن ابی حبیب، حجاج بن ابی ثریب، حسان بن ابرہیم، حسان بن حبان بصری، حسان بن عبد اللہ کندی، احسن بن یحییٰ بن سلم، حسن بن دکان، دہلی بن القدر، جالد بن عداش، خالد بن عبد الرحمن السلسی، شریک بن عبد اللہ بن ابی ہر، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار، عبد المجید بن عبد العزیز، مسکت بن بکیر، معقل بن حبیب اللہ وغیرہم ان سب پر وہی حکم حدودی یحفظ لگایا ہے خلیفہ بن خیاط، عبد اللہ بن حمزہ بن عبد الرحمن بن حرملة اسلمی، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن حبیب، یحییٰ بن ابی اسحق حضرمی وغیرہم حدودی سب پر اخطا ہیں، اب زیادہ کی بعض شاخیں لیجئے حجاج بن اسباط حدودی کثیر الخطاء والتدلیس، شریک بن عبد اللہ نخعی حدودی یحفظ کثیر التفسیر حفظہ، صالح بن مسلم المزنی حدودی کثیر الخطاء، عبد اللہ بن صالح حدودی کثیر الخطا ثبت فی کتابہ و كانت فیہ غفلة، فلیح بن سلیمان حدودی کثیر الخطاء، مکرر المواق حدودی کثیر الخطاء و حدیثہ عن خطا، ضعیف، نعیم بن حماد حدودی یحفظ کثیراً ۱۴ منہ سرخو اللہ تعالیٰ عنہ (ع)



لطیفہ ۶ : آپ کے امتحان علم کو پوچھا جاتا ہے کہ روایت طحاوی حدیث اسنادہ ثناء المحمدی ثناء ابن العربی مرسلہ عن اسامہ بن شریک اختصرتی نافعہ میں آپ نے کہاں سے معین کر لیا کہ یہ اسامہ بن زید عدوی مدنی ضعیف الحافظ ہے، اسی طبقہ سے اسامہ بن زید مدنی بھی تو ہے کہ رجال صحیح مسلم و سنن ابوداؤد و تعلیقات بخاری سے ہے جسے کئی بن معین نے کہا، ثقہ ہے۔ ثقہ صالح ہے ثقہ جت ہے دونوں ایک طبقہ ایک شہر ایک نام کے ہیں اور دونوں نافع کے شاگرد، پھر خشار قصین کیا ہے اور آپ کو شاید اس سوال میں بھی وقتہ پڑے کہ کہاں سے مان لیا کہ یہ طحاوی حافظ گیر یعنی بن عبد الحمید صاحب مسند ہے جس کی جرح آپ نے نقل کی اور امام بخاری بن معین وغیرہ کا ثقہ اور ابن عدی کا اس حیوانہ کا پاس طہ (مجھے امید ہے اس میں کئی عرج نہیں۔ تہ اور ابن کثیر کا حدیث اکید منہ ہوا کا کلام، فاکتبہ عنہ (وہ ان سب سے بڑا ہے، اس لیے میں اس سے حدیث لکھتا ہوں۔ تہ کہنا چھوڑ دیا اسی طبقہ تا سب سے اس کا والد عبد الحمید بن عبد الرحمن بھی تو ہے کہ رجال صحیحین سے اور وہ دونوں طحاوی کہلائے جاتے ہیں کہانی التقریب۔

لطیفہ ۷ : روایات نسائی بطریق کثیر بن قارونہ اسلم عن ابیہ میں حرث کو بھی کچھ گھانٹش زلی تو اُسے یوں کسر کرنا لاکہ وہ شاید اس لیے کہ مخالف ہے روایات صحیحین وغیرہا کے وہ ازواج ہیں سب سے بالاتفاق اور مقدم ہوتی ہیں سب وجہ کو رافقت اور نسخ میں سے۔

اقول اولاً : صحیحین کا نام کس منہ سے پڑے اور ان کی احادیث کو ازواج کہتے ہو یہ وہی صحیحین تو ہیں جو کچھ فضیل سے حدیث لگتے ہیں میں تمہارے نزدیک رافضی کیا گیا اور محدثوں کا پلٹ دینے والا اور موقوف کو مرفوع کر دینے کا عادی تھا۔

ثانیاً ثلثاً رابعاً : یہ وہی صحیحین تو ہیں جن کے یہاں سب کے خلاف حدیث لگنے والے محدثوں میں خطاکار لے والے وہی کئی درجن بھر سے ہوئے ہیں۔

خامساً : مخالفت صحیحین کا دعویٰ بعض باطل ہے جیسا کہ بعونہ تعالیٰ عنقریب ظاہر ہوتا ہے۔

لطیفہ ۸ : اس حدیث میل صحیح کے زوہد میں طحاوی نے جو چاہا لکھا یا بیجا کیا یا برقیہ ان کا پردہ تو فاش ہو چکا ناجائز ثقات کو مجروح فرمایا، رداۃ بخاری و مسلم کو مردود و مٹھرایا، حدیث موصول کو معلق بنایا، مترجمات سے آنکھیں بند کر لیں، نقل عبارت میں خیانتیں کیں، معانی میں تحریفیں کیں، راوی کو کچھ سے کچھ

بنایا، مشرک کو جو منافق معین کہ دیا، جہاں کہ نہ ہیں پڑا تھا نصیب شیخین کا اور عاکیا، اب خود حدیث صحیح بخاری شریف کو کیا کہیں رجال بخاری کو نہ کہ دینا اور بات تھی کہ عوام کو ان کی کیا خبر، مگر خود حدیث بخاری کا نام لے کر زد کرنے میں سخت مشکل پیش نظر، لہذا یہ حال چلے کہ لاؤ اسے بزرگ زبان و زور برستان اپنے موافق بنائے اس لیے حدیث مذکور باہل بل تو فی الواقع ایک ٹکڑا جس میں دو تین میل چل کر مغرب پڑنے کا ذکر تھا اپنے ثبوت کی احادیث میں نقل کر کے فرمایا یہ بات اُس نے اعلیٰ بھی جانتا ہے کہ بعد دخول وقت مغرب کے دو تین کو کس مسافت چلیں تو اتنے میں شفق غائب ہو جاتی ہے اور وقت غشا کا داخل ہو جاتا ہے۔

**اولاً** : میل کا کوس بنایا کہ کچھ دیر پڑے دو میل کا تو سرا بھی کوس تھا، اور تین ہی لیے جب بھی دو کوس پورے نہیں پڑتے۔

**ثانیاً** **اقول** : مغرب عوام کو چالاک کی کہ حدیث کا ترجمہ نہ کیا، دو تین کو کس مسافت چلیں نکو دیا کہ جاہل سمجھیں غروب کے بعد پیادہ تین کوس چلے ہوں ترجمہ کرتے تو ٹھنڈا کہ سوا دس تھے اور کسی سخت جلدی کی حالت میں تھے ہم نے حدیث ابو داؤد سے نقل کیا کہ انھوں نے اُس دن کس منزلہ فرمایا تو صرف میل بھر یا اُس سے بھی کم چلنے کی دیر رہ گئی اگر پیادہ ہی چلے تو اتنی دیر میں ہرگز وقت غشا نہیں آتا تو حدیث سے مغرب کا وقت مغرب ہی میں پڑھنا پیرا تھا جسے صاف کیا، پتہ کر دیا کہ صبح اور اس کے حوالے میں جن کا عرض ماہین کا آگٹ ہے غروب شمس سے انخلا دسے تک ہر روز میں ایک ساعت تکلیف سے زیادہ وقت رہتا ہے اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف جتنے بڑھے وقت بڑھتا ہے گا کما لا یحیی علی العاصم بالہیاء (جیسا کہ مذکور بیت چلنے لگانا پڑا ہے) ہم تو طراب سے نکلے بھر لہجہ ہی نماز مغرب وقت میں ملے، آپ کے نزدیک جبکہ دو میل چلنے میں غشا آ جاتی ہے تو لازم کہ اتنی مسافت میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو نا واجب ہو، اور امام مالک موطا میں روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں نماز جمعہ سے فارغ ہو کر سوار ہوئے اور موضع ظل میں عصر کے لیے اتھارے مالک بن حمزہ بن یحییٰ العاصمی بن ابی جند -  
ابن سیوط ان عثمان بن عفان صلی الجبۃ  
بالمدینۃ وصلی العصر بقتل۔  
کہ عثمان بن عفان نے جو مدینہ میں پڑھا اور عصر  
ظل میں۔ (ت)

ظل مدینہ طیبہ سے ستر میل سہ کسافی النہایۃ (جیسا کہ نہایت میں ہے۔ ت) بعض نے کہا الحمد للہ

کہا حکماء السنن قانی (جیسا کہ زرقانی نے بیان کیا ہے۔ ت) اس وضاحت نے کہا بانیس میل کا بعد  
ابن سہیق عن ابن وضاح (جیسا کہ ابن سہیق نے بیان کیا ہے ت) بلکہ بعض نسخہ نوخط میں خود امام مالک  
سے اسی کی تصریح قال مالک و بینہما اثنان وعشرون هیلا (مالک نے کہا ہے کہ دونوں کے درمیان  
بانیس میل کا فاصلہ ہے۔ ت) وہ ستر و بیس میل سی آپ کے طور پر کوئی رات کے نو دس بجے تک عصر کا  
وقت رہا ہو گا کہ جمعہ پڑھنے سے آٹھ نو گھنٹے بعد امیر المومنین نے عمرہ ادا کی کہ بدینہ طیبہ اور اس کے حوالی میں  
جی کا عرض اللہ سے زائد نہیں مقدار روز تخیل مرطوب بھی صرف تھوڑا ہے کہ لا ینفخ علی من یصلہ  
استخر ارج طول النہار من عرض البلاء (جیسا کہ اس شخص پر غمی نہیں ہے جو عرض بلاء سے دلی کی بانی کا استخارہ  
کر سکتا ہو۔ ت)

**مثال اول :** اسی لیے خود آخر حدیث بخاری میں مذکور تھا کہ مغرب کے بعد کہ دیر انتظار کے عشا پڑھی اگر خود  
عشا ہی کے وقت میں مغرب پڑھتے تو ایسی جلدی و اضطراب شدید کی حالت میں اب عشا کے لیے انتظار کس بات کا تھا یہ  
بیکرا حدیث کا جزم کر لیا کہ مجرم گنہگار۔

**راجعاً القول :** آپ تو اسی بحث میں فرما چکے کہ تعلیقات حجت نہیں صحیح بخاری میں یہ ذکر آیا کہ آپ اپنی  
سند بنا کر نقل کر رہے ہیں تعلیق ہی مذکور تھا اصل حدیث بطریق حدیث ابو ایمن قال ابن ماجہ نا شعیب عن  
الزہری و ذکر کی جی میں آپ کے اس مطلب کا کچھ پتا نہ تھا اس کے بعد یہ ذکر تعلیقاً بڑھایا کہ و مراد اللیث قال  
حدثنی یونس عن ابن شہاب ، اب تعلیق کیوں حجت ہو گئی ، وہاں تو آخر حدیث کو ہم تکمیل کیا تھا یہاں اول کلام  
تناول فرمایا کہ اپنا شیخ نہ ظاہر ہو۔

**خامساً القول :** آپ تو راوی کو اس کے وہم و خطا بلکہ صوفت اطراب پر روختا ہے جس اگرچہ رجال  
بخاری و مسلم سے ہو ، اب یہ تعلیق کیونکر مقبول ہو گئی اس میں زہری سے راوی یونس ہی زید ہیں جنہیں اسی تقریب  
میں فرمایا ،

ثقة الا ان فی روایتہ عن الزہری و ہما جی توثیق مکر زہری سے ان کی روایت میں کچھ وہم  
قلیل و فی خیر الزہری خطاً۔

اثرم نے کہا ، ضعف احمد و یونس (امام احمد نے یونس کا کام ضعیف بتایا) امام ابن سعد

لے کہا، ایسے بحجة (یونس قابل اجتماع نہیں) امام و کعب بن الجراح نے کہا، سیحی الحفظ (ایس کا حافظہ بڑا ہے۔) قول ہی امام احمد نے ان کی کئی حدیثوں کو منکر بتایا، کل ذلك في الميزان (یہ سب میزان میں ہے۔) تبیین یہ ہم نے آپ کا علم و تصب ثابت کر لے کہ آپ کی طرح کلام کیا ورنہ ہمارے نزدیک نہ تعلیق مطلقاً مردود نہ یونس سا قط نہ وہم و خطا جب تک فاحش نہ ہوں موجب رد نہ یہ حدیث بخاری اصلاً تمہارے موافق ملکہ حراثہ ہمارے توحید و باللہ التوفیق چذا وہام یا کچھ خطائیں محدث سے صادر ہونا نہ اُسے ضعیف کر دیتا ہے نہ اُس کی حدیث کو مردود دہہ کہتے ہیں جو بالکل پاک صاف مقرر گئے ہیں، یہ ہیں تمام محدثین کے امام الامام سعید بن مسیبہ جنہوں نے زہری سے روایت میں ہیں سے زیادہ حدیثوں میں خطا کی امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ میں اور علی بن مدینی میں نہ اگر نہ زہری سے روایت میں ثابت نہ کوئی ہے، علی نے کہا سعید بن عیینہ میں نے کہا امام مالک کہ ان کی خطائیں کی خطاؤں سے کم ہے قریب ہیں حدیثوں کے جس جن میں سعید نے خطا کی پھر میں نے اٹھا رہ گیا دیں اور اُن سے کہا آپ مالک کی خطائیں بتائیں وہ دو تین حدیثیں لائے پھر میں نے خیال کیا تو سعید نے جنت سے زیادہ حدیثوں میں خطا کی ہے ذکر فی المیزان (اسے میزان میں ذکر کیا گیا ہے۔) ہاں امام سعید کے قہر ثبت محبت ہونے پر علمائے اُمت کا اجماع ہے۔

**طیفہ ۹**، خلائی کہ یہ ساری تاریخیں ہیں زہری حدیث صحیحہ سے ہی مراد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق نہیں حدیث امام الحرمین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی امام حمادی و نیز امام احمد و ابن ابی شیبہ استاذان بخاری مسلم کے رو کہ پھر وہی معمولی شکر و شہرہ نہ کہ ایک راوی اس کا مفہوم بن زیاد موصی ہے اور یہ بخروج ہے کہ وہی تھا قالہ الحافظی تفریب۔

**اقول اولاً**، قریب میں صدوق کا تھوڑا صدوق میں رہا۔

ثانیاً، وہی اپنی وہی زاکت کہ وہ اوہام کو وہی کہنا سمجھا۔

ثالثاً، وہی صحیح سے پرانی عداوت قریب دور نہیں دیکھتے تو کتنے رجال بخاری و مسلم کو یہی صدوق لے

عہ صدوق یہم و صدوق سربا و ہم کی بجزت مثالیں اور گزچکیں مگر باتجاع لفظ خاص امثلہ نیچے احمد بن بشیر، حسن بن خلف، خالد بن مزید بن زیاد، (باقی بر صغیر آئندہ)

لے میزان الاستدال، حرف الیاء ۹۹۲۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲/۲۸۴  
لے میزان الاستدال ترجمہ سفیان بن عیینہ ۳۲۷ ~ ~ ~ ۲/۱۰۰  
ف معیار الحق ص ۱۰۴

اودھلہ (چتا ہے) اس کے اودھام ہیں تہ کیا ہے۔

واللہ اعلم فیہ وبالسنن اربعہ سے ہے امام ابن عساکر نے دووں صاحبوں نے ہاں تشدد شدید فرمایا، لیس بہ یاس (اس میں کوئی بُرائی نہیں) نہ اذیحی لہ حدیث واحد متکرر (اُس کی صرف ایک حدیث متکرر ہے) لاہرم وکلیہ نے فقہ ابو داؤد نے صراح ابن عدی نے عندی لاہم سیئہ (میرے نزدیک اس میں کوئی نقص نہیں ہے) تہ کہا تو اس کی حدیث میں ہونے میں کلام نہیں اگرچہ درجہ صراح پر بانغ نہ ہو جس کے سبب کتاب کی نے لیس بالقوی (اُس درجے کا قوی نہیں ہے) تہ (ابو احمد حاکم نے لیس بالمعتین عندہم (اس درجے کا معتین نہیں ہے) ان کے نزدیک) تہ کہا لاہم لیس بالقوی لیس بمعتین و شتان صاحبین العہد میں (نہ کہہ سہ سے قوی اور معتین نہیں ہے) ان دو عباروں میں بہت فرق ہے۔ تہ حافظ نے ثقہ سے درجہ ودق میں رکھا اس قسم کے درجہ اسانید میں صہ ہا ہیں۔  
 لطیفہ ۱۰: حدیث مولیٰ علی کم اللہ تعالیٰ وجہ الذکریم مروی سنن ابی داؤد کے دو کوفہ تراش کر مسند ابی داؤد میں یوں تھا۔

قال الخبزی عبد اللہ بن محمد بن حمر بن علی بن ابی طالب عن امیہ عن جده ام  
 علیا کان اذا سافر المحدث

جس کا صاف حریک حاصل یہ تھا کہ عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی اپنے والد محمد سے راوی ہیں اور وہ ان کے دادا یعنی اپنے والد محمد سے کہ ان کے والد ابو موسیٰ علی نے حج صوری خود بھی کی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ)

سید یحییٰ بن ابی مہر وہن، سید یحییٰ بن انس وری بالتشیم، سید یحییٰ بن یحییٰ، سید یحییٰ بن عثمان،  
 شکر بن یحییٰ بن حمزہ، سعید بن زید بن مرہم، سعید بن عبد الرحمن حمصی، شجاع  
 بن الولید، مسلم بن علقمہ، مصعب بن المقدام، معاویہ بن صالح، معاویہ بن ہشام،  
 ہشام بن حمزہ، ہشام بن سعد وری بالتشیم اور ان کے سوا اور کہ سب صدوق لہ اودھام ہیں  
 احمد بن ابی الطیب وغیرہ صدوق لہ اختلاط ۱۲ منہ رسی اللہ تعالیٰ عہدہ

طہ و ثلث میزان الاعتدال ترجمہ مؤلفین بنیاد مولیٰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۰/۴  
 ثلث سنن ابی داؤد باب یم المسافر مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۴۳/۱

سے بھی روایت فرمائی۔

ایہ اہد جحدہ دونوں ضمیمہ جہادہ کی طرف تھیں حضرت نے بزور زبان ایک ضمیمہ جہادہ دوسری  
تھم کی طرف قرار دے کر یہ معنی ٹھہرائے کہ جہادہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ محمد سے اور وہ محمد اپنے دادا علی سے۔  
اور اب اس پر اعتراض جزا دیا کہ محمد اپنے دادا علی سے طقات نہیں تو مرسل ہوئی اور مرسل جحدہ نہیں قطع نظر  
اس سے کہ مرسل ہمارے اور جہادہ کے نزدیک جحدہ سے ایمانی سے کہنا کہ ان ڈھائیوں سے صحیح و ثابت  
حدیثوں کو رد کرنا کون سی دہانت ہے، میں کہتا ہوں آپ نے نافی اتنی محنت بھی کی اور حدیث متحمل کو صرف مرسل  
بنایا عیا و دہانت کی ایک ادنیٰ جھلک میں بھی باطل و موضوع ہوئی جاتی تھی ادہ بات بھی بدل ہوئی کہ ضمیمہ ارب کی  
طرف پھرتی ہے اور ایہ سے ارب ابوطالب اور جحدہ سے ارب ایہ تو معنی یوں کے ہوتے کہ جہادہ  
نے روایت کی ابوطالب کے باپ حضرت عبدالمطلب سے اور عبدالمطلب نے اپنے دادا عبد مناف سے کہ  
مولیٰ علی نے قبح صوری کی اب ارسال بھی دیکھے کتنا بڑھ گیا کہ مولیٰ کے پر پوتے مولیٰ علی کے دادا سے روایت کریں  
اور حدیث مراد موضوع بھی ہوئی کہ کہاں عبدالمطلب و جہادہ عبد مناف اور کہاں مولیٰ علی سے روایت حدیث مفید انہوں  
و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

مسلمانو! دیکھنا یہ عمل، حدیث کا خٹو، دعویٰ کرنے والے سب صحیح حدیثوں کے رد کرنے پر آتے ہیں  
قرائسی ایسی بہ دہانتوں بے غیرتیوں چباکیوں چالاکیوں سے جھگڑا کھڑی کہ کبھی پس پشت ڈال کر ایک بانگہ دہانتے  
ہیں کہ سب وہابیات اور ردود ہیں انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

افادہ ثانیہ: احادیثہ طرق پر نظر اخصاف فرمائیے قرار دے جمع صوری پر مستند و قرائی پائیے مثلاً  
(۱) یہ کہ احادیث جمع میں الصواتی کے راویوں سے حضرت جہادہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کسا  
سیاقی فی الحدیث التاسع من الافادۃ الرابعۃ (جیسا کہ افادہ زاہد کی نویں حدیث میں آرہا ہے)۔  
حالانکہ یہی جہادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عرفات و مزدلفہ کے سو اگھنی نہ دیکھا کہ حضور  
ستید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو نمازیں جمع فرمائی ہوں کسا سیاقی تحقیقہ فی الفصل الرابع  
ان شاء اللہ تعالیٰ (اس کی تفسیر ان شاء اللہ تعالیٰ چوتھی فصل میں آئے گی۔ ت) تو حذر رہے کہ روایت  
جمع سے جمع صوری مراد ہو۔

(۲) اقول خود حضرت جہادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی جمع کہ نامردی ٹھہرا حالانکہ ان کا مذہب معلوم  
کہ جمع حقیقی کو فسک ج کے سوا نا جائز جانتے۔

(۳) اقول مگر جی نے اُن پندرہ صحابیوں میں جن کی نسبت دعویٰ کیا کہ انہوں نے جمع بین الصلاتین

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی سند بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی عن حالانکہ ان کا بھی مذہب وہی متبع جمیع صحابہ و انور صحابی پہلی انسان کا یہ مذہب ہونا خود امام شافعی رحمہ اللہ سب امام ابو العزیز یوسف بن رافع اسدی جلی شہیر بابین مشہور و متوفی ۹۳۱ھ سے کتاب و دلائل الاحکام میں ذکر فرمایا۔

کہا فی عمدۃ القاری للامامہ البدر الصغیر  
عن التلویح شرح لجامہ العوید للامامہ  
علاء الدین المصطفیٰ عن دلائل الاحکام لابن  
شہادہ۔  
جیسے کہ امام الدین عینی نے تلویح سے نقل کیا جو کہ امام  
علاء الدین المصطفیٰ کی کتاب الجامع الصغیر کی شرح ہے  
اور انہوں نے اپنی مشہور کتاب (دلائل الاحکام  
سے نقل کیا ہے۔ (ت)

تو مراد وہی جمیع صوری ہوگی جیسا کہ خود اسی کے نقل سے مروی ہوا کہما تقدّم فی الحدیث النواہ (جیسا کہ  
حدیث م میں گزرا۔ ت)

(۴) اقول بہت دور مشور سے جمیع کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما گئے جاتے ہیں وہیابی  
بعض روایاتہ فی الحدیث الاول و الباقی فی الفصل الثالث ان شاء اللہ تعالیٰ (مترتب حدیث  
اول کے تحت ان سے بعض روایات کا ذکر آئیگا اور فقہ کا ذکر فصل ثالث میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ت)  
حالانکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مغرب و شام کو سفر میں ایک بار کے سو ابھی جمیع نہ فرمایا  
کما سیاق فی اخر الفصل الرابع ان شاء اللہ تعالیٰ (جیسا کہ چوتھی فصل کے آخر میں آ رہا ہے ان شاء اللہ  
تعالیٰ۔ ت) ظاہر ہے کہ وہ بارگاہ الوداع کی شب منہ و لہ نہ تھی تو حضور وہی جمیع صوری منظور جیسا کہ الیک روایات صحیحہ  
نے واضح کر دیا جس کا بسط حدیث اول میں گزرا۔

(۵) اقول لطف یکہ ان عبد اللہ بن عمر سے قصہ ضعیف بہت ابی مہدیہ میں عثمان بن جمیع جو مروی ہوا اس کے  
جمیع حقیقی ہونے پر بہت زور دیا جاتا ہے حالانکہ خود ان کے صاحبزادے سلم کہ اس شب بھی ان کے ہمراہ تھے  
صرف فرمایا کہ حضرت عبد اللہ نے منہ و لہ کے سو ابھی جمیع نہ کی جیسا کہ حدیث شافعی سے گزرا اور سلم کا اس وقت  
ساتھ ہونا ہی حدیث بخاری سے ظاہر ہو چکا قلت لہ۔ الفصلۃ، قال۔ سنن۔ الحدیث (میں نے ان کے  
نماز کے متعلق عرض کیا تو انہوں نے فرمایا، سفر جاری رکھو۔ الحدیث۔ ت) تو قطعاً یقیناً جمیع صوری ہی مراد ہے  
لا جرم روایات مفسرہ نے تصریح فرمادی کہ یکتہ یا در یکتہ کا ہے کہ بعد از تعالیٰ بہت سے خیالات مخالفین کا علاج  
کافی ہوگا۔

(۶) روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں کما یأتی فی الحدیث، الشافعی (جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے۔ ت) اور ای کی حدیث، ابن شہار، اللہ آخر سال میں آئے گی کہ دوسری نماز کا وقت آنے سے پہلے فوت ہو جاتی ہے۔

(۷) یوں ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی بھی ہیں کما یأتی فی الحدیث الضامس (جیسا کہ پانچویں حدیث میں آئے گا۔ ت) اور ای کی حدیث محمد بن شیبہ، اللہ تعالیٰ آغدا ل ہے کہ نماز میں تقریباً یہ ہے کہ دوسری کا وقت آنے تک پہلی کی تاخیر کرے اخاذھذین الامام الطحاوی فی شرح معانی الآثار (۲) (دوسری نماز سے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں بیان کئے۔ ت)

افادہ ثالثہ: اب کہ قرآن مجید نے پیٹ بھر کر زبردستی سے فراغت پائی عقل پر عنایت کی باری آئی

فرماتے ہیں، ان

مجھ صوری سفر میں اگر بار عقل کے بھی واپسی ہے کہ مجھ رحمت ہے اور مجھ صوری مصیبت کہ آخر جز اور اول جز نماز کا پہچاننا اکثر خواص کو نہیں ملتی چاہئے حرام۔

اقول: قرآن مجید پر شامت ایام سے مقام شریف ان حنفیہ میں آ پھنسنے وہ پرکری مجھوں ہیں کہ اپنی اجتہاد کی آزادی بھی یا د نہیں یا تو وہ جو شمس کے کہ ابوحنیفہ و شافعی کی تعلیم حرم بدعت شرک یا اب جابجا ایک ایک مقلد بالکلی شافعی کے حلیٹ مقلد بنے ہیں رطب یا بس جہاں جو کہ کلام کسی مقلد کا لہا تا ہے اگرچہ کیسا ہی پرچ اور ضعیف ہوا اللہ کہہ کر اُسے آنکھوں سے لگاتے سر پر رکھتے جیسے جو بے ایمان لے آتے ہیں یہ اعتراض بھی حضرت نے بعض ہانکے و شافعیہ کی تعلیم ہمارے صدقوں میں پایا ہے مگر شونہ پستی یہ کہ علمائے حنفیہ جو طرح طرح ایسی کی وجہیں اُڑا چکے اُن سے ایک کان گونگا ایک ہر کان لیا اور پھر اسی زور شدہ بات باطل و بے ثبات کر پیش کر دیا ہمارے تو سب بھی کہ اُن قاصر و ابلوں کے جواب دیتے پھر واپسی تباہی جو چاہتے فرما لیتے خیر اب بعض جوابات میں تارہ افادات لیجئے و باللہ التوفیق۔

اولاً اللہ عزوجل نے نماز خواص و عام سب پر یکساں فرض کی اور اُنہیں کے لیے اوقات مقرر فرمائے اور اُن کے لیے اول و آخر بتائے اور ان پر واضح و عام ہم نشانی بنائے کہ اُن کا ادراک ہر خاص و عام کو آسان ہو جائے ہمارے دین میں کوئی تشنگی نہ رکھی اور ہم پر کسی طرح و شراری نہ چاہی ماحصل علیہ کہ فی الدین من حرج۔ یزید اللہ بکرم اللہ و لای یزید بکرم اللہ (اس نے دین کے معاملہ میں ہم پر تنگی نہیں فرمائی، اللہ تعالیٰ

قرآن آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔ ت) تو ہر وقت کے اول و آخر شرعی کا پہچانا خواہی و خواہم سب کو آسان  
نہر نما سفر میں جہاں آئی سامنے اور صاف میدان ہوں سیکھ یا توجہ نہ کرے الزام اس پر ہے نہ شرع ملہر پر ،  
ہاں فصل مشترک حقیقی کو آپ واحد و جزو لا تجزئ ہے اس کا علم بے طرق حضور انبیاء و اولیاء عامہ بشرک  
طاقت سے ورا ہے مگر نہ اس کے اور ناک کی تکلیف نہ اس پر جمع صوری کی توقیف۔

**ثانیاً قول اول و آخر** کا پہچانا تو شاید تم بھی فرض جانتے ہو کہ تقدیم و تاخیر بے عذر یا بالاجماع  
مطلوب و خواہم ہے کیونکہ عزوجل نے ہر کمال کی تکلیف دی کہ لا یكلف الله فداً ولا سداً (اللہ تعالیٰ  
کسی کو اس بات کا حکم نہیں دیتا جو اس کی طاقت میں نہ ہو۔ ت) قافہم۔

**ثالثاً قول تحقیق** تمام یہ ہے کہ اوقات مقصد میں عامہ کے لیے پانچ حالتیں ہیں ، وقت اول پر  
یقین ، اس پر یقین ، دونوں میں شک ، آخر کا یقین ، اس کا یقین ، یقینات میں غلطی یقین ہے اور یقین  
شک سے ناکل نہیں ہوتا تو یقین الیقین میں بھی اصلاً فاصل نہیں مسئلہ تسبیح و مسئلہ صلاۃ المغربی آخر اوقات  
و غیر ہا میں تصریحات ملاحظہ کیجیے۔

**رابعاً قول** کسی نے کہا کہ جمع صوری میں ومن حقیقی بے فصل آئی لازم ہے حدیث مذکور ابن عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما بروایت صحیح بخاری و حدیث میر موسیٰ بن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بروایت ابن داود و دیگر  
مصنفین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت پر نشانہ حضور نے خواہم ہی کے ارشاد کو ہر طرز لحاظ رکھی کہ مغرب آخر شفق  
میں پڑے کہ قدر سے انتشار فرمایا پھر مشا پر بھی یا بین الصلوات میں کما ناطہ حفظ فرمایا اور لطف الہی یہ کہ تمام احادیث  
جمع میں اگر منقول ہے تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل۔ اس کے ساتھ اُست کو بھی ارشاد دے کہ  
بیس ضرورت ہوا ایسا ہی کر لے اسی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے میں میں بروایت صحیح بخاری ثابت  
کہ دو نمازوں کے بیچ میں قدر سے انتشار فرمایا تو آپ کے جمل کا خود و خست عطا فرمائے والے روف رحیم  
خیر علیہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لی ذکر کیا تھا مگر افسوس کہ اب بھی آپ کو شکایت اور رحمت کا نام معاذ اللہ  
معصیت ہے ہر حائل جانتا ہے کہ مسافر کو بار بار اُترنے چڑھنے و ضرورت نماز کا جہاں آسان کرے سے یہ بہت  
آسان ہے کہ ایک بار اُتر کر قدر دو نمازوں سے فارغ ہو لے اول قریب آھر پڑے اور ایک طبعیت  
انتشار کے بعد آخرا پہنے اول میں اس کا انتشار صریح مکارہ ہے ہاں یہ کہنے کہ وقت گزار کر پڑھنے کی اجازت ملے تو  
اور آسانی ہے۔

اقول دون مال کر مگر پہنچ کر اکٹھی پڑھ لینے کی رخصت ہو تو اور آسانی ہے اور یا مکمل معاف ہو جائے تو پوری چھٹی رخصت میں آسانی درکار ہے پوری آسانی کس نے مانی !  
خامساً احمد بخاری مسلم ابوداؤد نسائی طحاوی وغیرہم بطریق عمر دین وینار عن جابر بن زید حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

هَذَا لَفْظٌ مُسَلَّمٌ ، قَالَ ، مَبْلُغٌ مَعَ النَّسَبِ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثَمَانِيَا جَمِيعًا  
وَسَبْعًا جَمِيعًا ، كَلَّمَ ، يَا أَيُّهَا الشَّعْبُ ارْطَاغُنْهُ  
اِخْرَاجُ الظُّهْرِ وَتَحْمِيلُ الْعَصْرِ ، وَآخِرُ الْمَضَرِبِ  
وَعَجَبُ الْعَشَاءِ ، قَالَ ، وَارْتَاغُنْ ذَلِكَ  
نَحْنُ ظَهْرٌ وَعَصْرٌ كَرَامُورٍ وَشَارُكَ الْكُفْرَ طَحَا هُوَ كَلَامٌ  
مَالِكٌ كَلَّمَ مُسْلِمًا ابوداؤد وترمذی نسائی طحاوی وغیرہم اسی جناب سے بطریق ششی والفاظ عسیدہ  
راوی :

وَهَذَا أَحَدِيثٌ مُسَلَّمٌ بِطَرِيقٍ جَاهِلِيَّةٍ  
ابو الزبير عن سعيد بن جبير عن  
ابن عباس قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثمانيا جميعا  
تعالى عليه وسلم الظهر والعصر جميعا  
بالدينونة في غير خوف ولا سفر ، قال ابو الزبير :  
فَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ ذَلِكَ ؟ فَقَالَ ،  
سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ سَبْعٍ كَمَا سَأَلْتُكَ ،  
فَقَالَ ، إِسْرَادَانِ لَا يَخْرُجُ أَحَدٌ  
مِنْ أُمَّتِهِ .  
اور یہ حدیث مسلم کی واسطہ ابو الزبیر ہے کہ ہم سے بیان کیا سعید ابن جبیر نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر کسی خوف اور سفر کے دینہ میں ظہر اور عصر اکٹھی پڑھیں ، ابو الزبیر نے کہا کہ میں نے سعید سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیوں کیا ؟ تو انہوں نے کہا کہ جس طرح تم نے مجھ سے پوچھا ہے اسی طرح میں نے ابن عباس سے پوچھا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ جانتے تھے کہ آپ کی امت پر کوئی غلبہ نہ ہو۔ (مت)

وفي اخرى له ولم يترصد في بطريق حبيب  
ابن ابى ثابت عن صفية بن جبير عن  
ابن عباس قال ، جمع رسول الله صلى الله  
تعالى عليه وسلم بين الظهر والعصر وبين  
المغرب والعشاء بالمدينة في غير غفوت  
ولا مطر.

ولطحاوي عن صالح مولى التوامه  
عن ابن عباس ، ف غير مفسر  
ولا مطر.

وفي لفظ للنسائي الخبر ناقتية ثنا  
سفيان بن حمز و عن جابر بن تريم عن  
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال ،  
صليت مع النبي صلى الله تعالى عليه  
وسلم بالمدينة ، ثابها جميعا ، مبها  
جميعا ، اخر الظهر ومجمل العصر ، و  
آخر المغرب ومجمل العشاء.

وفي لفظه عن عمرو بن هرم  
عن جابر بن تريم عن ابن عباس  
انه صلى بالعصر ، الاول والعصر ،  
ليس بينهما شئ ، والمغرب والعشاء ،  
ليس بينهما شئ ، فصل ذلك من شغل.

مسلم نے ایک اور روایت میں اور ترمذی نے ابویہ  
حبیب ابن ابی ثابت ، سعید ابن جبیر سے روایت کی ہے  
کہ ابن عباس نے فرمایا ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے بغیر کسی غفوت اور بارش کے بدینہ میں  
ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا ۔  
(د)

اور طحاوی نے صالح مولى التوامہ کے واسطے سے  
ابن عباس کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں " بغیر سفر اور  
بارش کے " (د)

اور نسائی کے الفاظ یوں ہیں ، ابویہ ہیں قتیبة  
نے کہ حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے عمرو سے اس  
نے جابر سے کہ ابن عباس نے فرمایا ہے کہ میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں  
اکٹھی ، ٹھہر رکھتیں بھی پڑھی ہیں اور سات رکعتیں بھی ،  
آپ نے ظہر کو پڑھا اور عصر میں جلدی کی تھی ، اسی طرح  
مغرب کو پڑھا اور عشاء میں جلدی کی تھی ۔ (د)

نسائی کی اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ عمرو بن ہریر  
جابر ابن تیرہ سے راوی ہیں کہ ابن عباس نے بصرہ  
میں ظہر و عصر کو اکٹھا پڑھا ، ان کے درمیان کوئی  
شے حائل نہ تھی ، اور مغرب و عشاء کو اکٹھا پڑھا  
ان کے درمیان کوئی شے حائل نہ تھی ۔ اس طرح

۱/۲۶ مکہ جامع الترمذی ماجارفی الجمع بین الصلواتین مطبوعہ امین کمپنی اردو بازار دہلی  
۱/۱۱۱ مکہ شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلواتین کیف ہو مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی  
۱/۶۹ مکہ سنن النسائي كتاب المواقيت مطبوعہ مکتبہ سفینہ لاہور



بے عذر جمع وقتی حاجی بھی حرام جانتے ہیں، حدیث مسلم انما التقريط علی من لم یصل الصلوة حتی یبقی وقت الصلوة الاخری (گناہ اس پر ہے جو نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے۔ ت۔ کے جواب میں کیا فرمائیں گے یہ حدیث اسی شخص کے حق میں ہے کہ بلا عذر نماز میں تاخیر کرے۔ حدیث امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الجمع بین الصلاتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر (ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کرنا کبار میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے۔ ت۔) کے جواب میں کہہ چکے ہیں منع کرنا عموماً کا جمع بین الصلاتین سے حالت اقامت میں بلا عذر تھا جیسا کہ شاہد ہے اس تاویل پر اتفاق جمہور صحابہ و تابعین کا اور عدم جواز بلا عذر کے، تو اس حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں جمع فعل مراد لینے سے چارہ نہیں اور خود حاجی نے امام ابن حجر شافعی اور اہل کے توسط سے امام قرطبی و امام الحرمین و ابن المامون و ابن سید الناس وغیرہم سے یہاں ارادہ جمع فعل کی تقویت و ترجیح نقل کی مہذبہ اقلیہ نظر اس سے کہ روایت صحیحین میں حضرت ابن عباس کے کلام کا رد و رد یہ حدیث جاہلین زید و عمرو بن دینار نے نقل حدیث کا یہی محل مانا قال ابن سید الناس، و راوی الحدیث ادوی بالمراد جمع غیریہ (ابن سید الناس نے کہا ہے کہ حدیث کا راوی، دوسرے شخص کی نسبت حدیث کی مراد سے زیادہ سمجھا ہوتا ہے۔ ت۔ روایت عثمانی میں خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس میں جمع فعل ہونے کی تصریح و راوی کے زہد و مغرب میں دیکر اور عمرو عثمان میں جلدی یہ خاص جمع صوری ہے اب کسی کو محل سخن نہ رہا تھا تمہارے امام شریکائی غیر مقتد نے نیل الاوطار میں کہا،

مما یدل علی حذف تعین حمل حدیث الباب	ہر چیز اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس باب سے متعلق
علی الجمع الصوری، ما أخرجه النسائی	حدیث کا جمع صوری پر عمل کرنا متعین ہے، ان میں
عن ابن عباس (وہ کرفظہ قال) فقد ابن	سے ایک وہ روایت ہے جو شافعی نے ابن عباس
عباس، و راوی حدیث الباب، قد مہر	سے نقل کی ہے (اس کے بعد شریکائی نے ذکر کردہ روایت
یان ما رواہ من الجمع المذکور هو الجمع	بیان کی ہے اور کہا ہے) یہ ابن عباس، جو اس
الصوری۔	موضوع سے متعلق حدیث کے (اولین) راوی ہیں خود

تصریح کرے ہیں کہ انہوں نے جمع بین الصلاتین کی جو روایت بیان کی ہے اس سے مراد جمع صوری ہے۔ ت۔

سے الصریح مسلم باب تقیید الصلوة الفاسیۃ	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۳۹/۱
سے مولانا محمد باب الجمع بین الصلاتین فی السفر والمطر	مطبوعہ عارفیہ عالم پریس لاہور	۱۴۹/۱
سے نیل الاوطار شرح غستی الانبار باب جمیع المقیم لطر وغیرہ	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	۱۳۲
ف معیار الحق ص ۴۴	ف معیار الحق ص ۴۴	

شک کا تعلق اس ارادہ کے اور چند مزید بات بھی بیان کیے اور انکا راجع صوری اور آپ کے زعم مائل مصیبت کی اپنی بسا بہ خوب خبر لی رہی جس میں آئے تو ملا حکم کر بیٹھے بالکل شک نہیں کہ حدیث میں مراد صوری ہے اب اسکی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تصریح موجود ہے کہ یہ جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بطور رحمت و آسانی امت کی تھی، تو ابھی اب اپنی مصیبت کی خبریں کہتے۔

صا وٹا: عجیب تریہ کہ یہی صاحب جنہوں نے جمع صوری کو باعث مشقت و ممانعت مانا خود اسی حدیث ابن عباس کو جمع صوری سے تاویل کر گئے کما افادہ کلامہ الذیل علی وغیرہ (جیسا کہ امام ذہبی وغیرہ نے اسکا افادہ کیا ہے۔) یہ صریح منافقت ہے۔

اقول ملا جی تو تقلید جامد کا جامہ پہنے بیٹھے ہیں اسس تناقض میں بھی تعقید کر گئے حدیث طبرانی مفید جمع صوری کہ غریب آتی ہے حضرت اس کے جواب میں انکی ہوتے ہیں کہ اس میں کیفیت اس جمع کی ہے جو حالت قیام میں بلا عذر آنحضرتؐ نے جمع کی تھی مجید اگر۔۔۔ رایت میں ابی عباس کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حالت قیام میں مدینہ میں جمع صوری کی تھی۔ ملا جی! ذرا آنکھ دکرات کیجئے اب یہ وہ مصیبت رحمت و رحلت کی ہو گئی۔

سابعاً: حدیث عن بنت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی احمد و ابوداؤد و ترمذی جس میں حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زنا بقرہ کے ایام صوری اپنے فرمائی ہے ملا جی کہ وہاں بھی یہی عذر مولیٰ پیش آیا کہ وہ عظیم حق پس مقیم پر سفر کی نماز کو قیاس میں الفارق ہے۔

اقول ملا جی جمع صوری تو حرام کیا اکثر خواص کو بھی نہ صاف دیکھنا ممکن تھی وہ بھی سفر کے کچھ میدانوں میں، اب کیا دنیا پلٹی کر پردہ نشین زنان ناقصات العقل کے لیے گھر کی چار دیواریوں میں ممکن ہو گئی۔

گامنا: عبدلہ راق مصنف میں بطریق عربی شعیب راوی۔

قال قال عبد الله، جمع لنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، مقبداً غير صافراً، بين الظهر والعصر، والمغرب، والاعتشاء، فقال رجل لابن عمر، ألم تروى النسبى صلى الله تعالى عليه وسلم فعل ذلك؟

اس نے کہا کہ عبد اللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے لیے دو نمازوں کو جمع کیا جبکہ آپ مقیم تھے، مسافر نہ تھے۔ یعنی ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو۔ ایک آدمی نے ابن عمر سے پوچھا کہ آپ کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کیا کیا؟

عنه وعنه صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲ (د)

عنه یعنی یہ کہ اب بھی ہر مسافر کے لیے ہے قرأت ہر اکبر پر دو نشین زنان ناقصات العقل کو جمع صوری میر ہے ۱۲  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (د) فلا معیار الحق ص ۴۰۰ ف ۲۰ معیار الحق ص ۳۸۸

قان لان لا تخرج اشته ، ان جمع من اجل له  
 علیہ وسلم نے اس طرح کیوں کیا تھا ، تو انہوں نے جواب دیا  
 تکلمت پر تنگی نہ ہو اگر کوئی شخص جمع کر لے۔ (ت)

ابن جریر اس باب سے باقی نظر راوی ،  
 خبر عن عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،  
 فكان يؤخر الظهر ويعجل العصر فيجمع بينهما ،  
 ويؤخر المغرب ويعجل العشاء فيجمع بينهما .  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر جملہ فرما ہونے کو یہ  
 ظہر میں تاخیر کر کے اور عصر میں تعجل کر کے دونوں کو جمع کر لینے  
 تھے ، اسی طرح مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجل کر کے  
 دونوں کو اکٹھا کر دیتے تھے۔ (ت)

نیز ابن جریر کہ دوسری روایت میں اسی باب سے یوں ہے ،  
 انه اذا راحذكم الحاجة فشاء ان  
 يؤخر المغرب ويعجل العشاء فجمع بينهما  
 جميعا ففعل به .  
 اگر تم میرے کسی کو کسی ضرورت کی بنا پر جلدی ہو اور  
 وہ چاہے کہ مغرب کو تاخیر کر کے اور عشاء میں جلدی کر کے  
 دونوں کو یکجا کر دے۔ (ت)

ابن جریر میں سے بھی ظاہر کہ جمع صحیح ہے۔ ایک آئی، رحمت اور رحمت حاجت عام لوگوں کو اس کی جارت .  
 ما ساء ، عبد الرزاق صحابہ بن تیم سے راوی قال جمع عمر بن الخطاب بين الظهر والعصر في  
 يوم مدينته يعني امير المؤمنين فاروق اعظم نے منہ کے سمب ظہر جمع کر کے .  
 اقول ظاہر ہے کہ امیر المؤمنین کے نزدیک جمع وقتی حرام و گناہ کبیرہ ہے جس کا بیان ابن شاذان اللہ انسان  
 فصل چہارم میں آتا ہے لا جرم جمع صحیح فرمائی۔

عاشراً ، وطرا في حضرت جبرائیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ،  
 ان النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم كان  
 يجمع بين المغرب والعشاء يؤخر هذه  
 في اخر وقتها ويعجل هذه في اول  
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغرب و  
 عشاء کو جمع فرماتے ، مغرب کو اس کے آخر  
 وقت میں پڑھتے اور عشاء کو اس کے اول

شہ مصنف ابی بکر عبد الرزاق حدیث ۲۴۴۴ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۵۵۶/۷  
 شہ کنز العمال الاکمل من صلوة المسافر حدیث ۲۲۴۸۶ مطبوعہ مکتبۃ الرسالہ بیروت ۲۵۰/۸  
 شہ کنز العمال " " " " ۲۰۱۹۰ " " " " ۵۴۴/۴  
 شہ المصنف بعد الرزاق باب جمع بین الصلوات فی الخضر حدیث ۲۴۴۴ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۵۵۶/۷

وقتہا

وقت میں۔ (م)

یہ وہی حدیث طبرانی سے جس میں جین صوری تاجی ابھی ابھی مان چکے ہیں باس کی نسبت۔ باقی کلام کا وہ ان شمار  
مذہب کے آئندہ آئندہ آپ غرض شاہین ہے تمہارے جگہ سے کہ صحیح حدیثوں کے رد و ابطال میں کوئی دقیقہ مبالغہ  
جاہلین و مجاہدہ عالمین و تحقیق فقہین کا اٹھا نہ رکھو اور پھر مل بالحدیث کی شیشی کو ٹھیس نہ لگے  
چوں و نحوئے حکم بی بی تیسینہ

افادۃ راہبہ : الحمد للہ جب کہ احادیث جین صوری کی صحت مہر نیر و زماہ نیم ماہ کی طرح روشن ہو گئی تو اب  
جس قدر حدیثوں میں مطلق جین بن الصلتین وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر و عصر یا مغرب و  
عشاء کو جین فرمایا عصر و شام سے ملائے کو طہر و مغرب میں تاخیر فرمائی و امثال ذلک کسی میں مخالفت کے لیے اصدۃ حجت  
ذریعہ سب اسکی جین صوری پر محمول ہوں گی اور استدلال مخالفت احتمال ہوائی سے ملو و وہ محذور دل مثل حدیث بخاری  
و مسلم و دارمی و نسائی و طی و یحییٰ بطریق سالم بن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم و مسلم و مالک و نسائی و  
طحاوی بطریق ناٹع

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما : کان النبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحرم بین  
المغرب والعشاء اذا جدد به السیور۔ و فی  
لفظ مسلم والنسائی عن طریق سالم۔  
سأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم اذا تجدد السیور فی السفر یؤخر صلاۃ  
المغرب حتی یحکم بینہما و بین صلاۃ  
العشاء تجدد

اسی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب چلنے میں تیزی ہوتی  
تھی تو آپ مغرب و عشاء کو جمع کرتے تھے۔ اور مسلم  
کی ایک روایت اور نسائی کی لطیفہ سالم روایت  
کے الفاظوں میں ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر کے دوران چلنے میں  
جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو اتنا مؤخر کر دیتے تھے  
کہ رکش کے ساتھ چلا جتے تھے۔ (ت)

یہ معنی بھی بروایات سالم و ناٹع مستفیض ہیں۔

فروہ لبحاری عن ابی الیمان ، و النسائی  
چنانچہ بخاری ابراہیمان سے ، نسائی بقیہ اور

سلفہ المعجم الکبیر بطبرانی عن عبد اللہ ابن مسعود حدیث ۹۸۸۰ مطبوعہ المکتبۃ النبیعیۃ بیروت ۱۰/۱۶  
مکن شرع معانی الآثار باب الحجج بین الصلتین مطبوعہ ایچ ایم سعید میڈیا کراچی ۱/۱۱  
سنۃ الصحیح مسلم باب جواز الجمع بین الصلتین فی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۳۵

عثمان سے، یرسب (الوایمان، بقیر، عثمان،  
شعیب ابن ابی حمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور سلم  
 ابن وہب سے، وہ یونس سے روایت کرتے ہیں۔ اور  
 بخاری، علی ابن مدنی سے۔ اور مسلم، یحییٰ ابن یحییٰ،  
 قتیبہ ابن سعید، ابوبکر ابن ابی شیبہ اور طبرانی  
 سے۔ اور آدمی، محمد ابن یوسف سے۔ اور نسائی،  
 محمد ابن منصور سے۔ اور طحاوی، حمادی سے۔ یہ آٹھوں  
 (یعنی علی، یحییٰ، قتیبہ، ابوبکر، طبرانی، ابن یوسف،  
 ابن منصور، حمادی) سیان، ابن عیینہ سے روایت کرتے  
 ہیں۔ یجرعین (سلسلوں کے تین آخری راوی، یعنی  
شعیب، یونس اور سفیان، زہری کے واسطے سے  
 سالم سے راوی ہیں۔ اور مسلم، یحییٰ ابن یحییٰ سے۔ اور  
 نسائی، قتیبہ سے۔ اور طحاوی ابن وہب سے۔ یہ  
 تینوں مالک سے روایت کرتے ہیں۔ اور نسائی،  
 بطریق عبد الرزاق، وہ صحیح ہے، وہ یحییٰ ابن عقبہ سے  
 روایت کرتے ہیں۔ اور طحاوی یث سے روایت  
 کرتے ہیں۔ اور سبقتی خلافت میں بطریق زید ابن  
 درون، یحییٰ ابن سعید سے روایت کرتے ہیں۔ یہ  
 چاروں (آخری راوی یعنی مالک، یحییٰ، یث، ناقد) سے راوی ہیں۔ (سالم اور ناقد) دونوں عبد اللہ  
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ (ت)

### حدیث معلق بخاری

ہستی نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موصول  
 ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب  
 چلنے والے ہوتے تھے تو غرہ اور عصر کی نمازیں جمع  
 کر لیتے تھے۔ اسی طرح مغرب و عشاء بھی جمع کر لیتے تھے۔

عن نقیۃ و عثمان، کلہم عن شعیب بن  
 ابی حمزہ۔ و مسلم عن ابن وہب عن  
 یونس۔ و البیہقی عن علی بن المدینی۔  
 و مسلم عن یحییٰ بن یحییٰ و قتیبة بن  
 سعید و ابی بکر بن ابی شیبہ و عمر و انانقہ  
 و الداری عن محمد بن یوسف، و النسائی  
 عن محمد بن منصور، و الطحاوی عن  
 النسائی، ثمانیہ عن سفیان بن عیینہ،  
 ثلثہم عن شعیب و یونس و سفیان عن  
 الزہری عن سالم، و مسلم عن یحییٰ  
 بن یحییٰ، و النسائی عن قتیبة، و الطحاوی  
 عن ابن وہب، کلہم عن مالک، و النسائی  
 بطریق عبد الرزاق ثمانیہ عن یونس  
 بن عقبہ، و الطحاوی عن یث، و البیہقی  
 فی الخلاصات عن طریق یزید بن ہارون  
 عن یحییٰ بن سعید، امر بعتہم عن ماہم،  
 کلاہما عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما۔

چاروں (آخری راوی یعنی مالک، یحییٰ، یث، ناقد) سے راوی ہیں۔ (سالم اور ناقد) دونوں عبد اللہ  
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ (ت)

ووصلہ البیہقی عن ابن عباس رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما، کان رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم یجمع بین صلاۃ  
 الظہر والعشاء اذا کان علی طہر سیر،



وحدیث مالک وشافعی ودارمی و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابی ماجہ و طحاوی مطبوعہ دمشق

عمر ابن خطابؓ و ابو الطھیل عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا تھا۔ وائے کہ میں نے پوچھا اس کی وجہ کیا تھی؟ تو معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ آپ یہ چاہتے تھے کہ آپ کی امت کو کوئی تسکین نہ ہو۔ (ت)

یہ مسلم کے الفاظ ہیں کتاب الصلوٰۃ میں، اور طحاوی نے بھی یونہی روایت کی ہے۔ ترمذی میں صرف اس کا ابتدائی حصہ ہے اور طحاوی کی ایک روایت بھی صرف ابتدائی حصے پر مشتمل ہے۔ مالک کے ہاں، اور اسی کے طریقے سے مسلم کے ہاں روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے، چنانچہ آپ نے ظہر و عصر کو ملا کر پڑھا اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھا حتیٰ کہ ایک روز آپ نے نماز کو مزید کیا پھر تشریف لائے تو ظہر و عصر کو ملا کر پڑھا۔ پھر اندر تشریف لے گئے پھر باہر ملوہ افزہ ہوئے اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھا۔ مالک اور مسلم نے اس حدیث کو اتنا تنگ پوری طوالت سے ذکر کر دیا ہے۔ مگر دیگر محدثین کے ہاں اسی قدر ہے۔ اس سے زائد نہیں ہے۔ (ت)

بطریقہ داؤد ابن حصین، اعراف سے، ۱۰۷۱ ہجریہ

عن عمر بن الخطابؓ و ابی الطھیل عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم قال، جئنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی غزوہ تبوک بین الظھر والعصر و بین المغرب والعشاء، قال، فقلت، ما حملہ علی ذلک؟ قال، فقال، اس اذان لا یخرج احدہما

هذا العهد مسلم فی الصلوٰۃ، ومثله للطحاوی، وعند الترمذی ویدروہ فقط، وهو احد لغز الطحاوی ولما ذلک و صحت طریقیہ عند مسلم فی المصابیل، خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و غزوہ تبوک فلان یجمع الصلوٰۃ، فصلی الظھر والعصر جمیعاً، والمغرب والعشاء جمیعاً حتی اذا کان یوما اخر الصلوٰۃ، ثم خرج فصلی الظھر والعصر جمیعاً، ثم دخل، ثم خرج بعد ذلک، فصلی المغرب و العشاء جمیعاً، الحدیث بطولہ، و هو بهذا المقدار صحت دون زیادۃ هذا الباقین۔

وحدیث مالک ورسولہ و مشرقاً

من طریقہ داؤد ابن الحصین صحت الاصحیح

سہ ماہیہ مسلم باب جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر مطبوعہ قادی کتب خانہ کراچی ۲۴۶/۱  
سہ ماہیہ مسلم باب فی حجات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کتب بعضی مطبوعہ قادی کتب خانہ کراچی ۲۴۶/۲

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يجمع بين الظهري والعصري في سفره إلى تبوك<sup>١</sup>.

هكذا روى عن يحيى مستندا، وهو جند  
محمد وبجهموم، رواية الموطأ عن جند الرحمن  
بن هرم بن مسعدة، وعبد الرحمن، هو الأعرابي.

وهو عبد البزار عن عطاء بن يسار  
عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله  
عليه وسلم كان يجتمع بين الصلواتين في  
السفر -

۱. حضرت

محمد و ابن ابی شیبہ بطریق جب جہا بن اسطفا  
مختلف فیہ ، من عمرو بن شعیب من ایہ من  
جیدہ و هو جید اللہ بن عمرو بن العاص  
من موی اللہ تن فی عنہ قال : جمعہ رسول  
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بیعت  
الرسلا تین فی خروہ سما المصطفیٰ  
و حضرت محمدی فی کتاب المصل

وحدیث پر ترمذی فی کتاب العمل

حدثنا أبو السائب عن الجعدي عن أبي عثمان  
عن أسامة بن زيد رضي الله تعالى عنهما  
قال: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفرِ تبرک کے دوران تھرو وعصر کو جمع کیا کرتے تھے۔ (د ت)

یہ حدیث تھی سے بھی اسی طرح مستند آمدی ہے ،  
مگر محمد اور مولا کے اکثر راوی اس کو عبد الرحمن ابن ہریرہ  
سے مسخر وایت کرتے ہیں ، اور عبد الرحمن ، وہی اخرج ہے  
اور ہزار کے ہاں عطاء ابن یسار ابو ہریرہ سے  
روایت کرتے ہیں کرتی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
سفر میں دو نمازوں کو جمع کرتے تھے ۔

۷۷۰

احمد اور ابن ابی شیبہ عریضہ حج جہاں ارحاة جو مختلف  
یہ سبہ، خود بن شیبہ سے دوا اپنے باپ سے ،  
دوا کس کے دارا سے ، یعنی عبداللہ ابن عمرو ابن عاص  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ بنی مصلطہ میں دوا  
نمازوں کو جمع کیا۔ (مت)

حریث بیان کی کہ ہم سے ابو اسائب نے جویری سے ،  
اس نے ابو عثمان سے ، اس نے اسامہ ابن زید رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۱۷۴-۲۵۵ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی  
۳۳-۱ مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت  
۲۵۵-۱ مطبوعہ دارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی

وسلم کوجب پہلے میں بلدی ہوئی تھی تو ظہر وعصر اور مغرب  
عشا کو جمع کرتے تھے۔ قرظی نے کہا کہ میں نے محمد  
یعنی بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو  
انہوں نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اسرار ابن رید پر  
موقوف ہے۔ (د)

### وحدیث

احمد بطریق ابن لہیعہ عن ابن النضر قال  
سألت جابرًا رضي الله تعالى عنه ، هل  
جمع رسول الله صلى الله تعالى عليه و  
سليمان بن المقرب والعشاء ؟ قال : نعم ،  
عاصم بن وئاسي المصطلق

وسلم اجد به السبع جمع بين الظهر و  
العصر ، والمغرب والعشاء ، قال الترمذي  
سألت محمدا ، يعني البخاري عن هذا  
المحدث ، فقال : الصحيح ، هو موقوف  
عن اسامة بن زيد .

وحدیث ابن ابی شیبہ و ابو جعفر ثاوی  
اما الاول فبطریق بن ابی لیس عن حماد بن  
اما الآخر فعن ابی قیس الاودی عن هذیل  
بن شجیل عن عبد الله بن مسعود رضي الله  
تعالى عنه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
جمع ، ولفظ الآخر كانت يجمع ، بيت  
المصطلق في السفر .

وحدیث ابن ابی شیبہ و ابو جعفر ثاوی  
اما الاول فبطریق بن ابی لیس عن حماد بن  
اما الآخر فعن ابی قیس الاودی عن هذیل  
بن شجیل عن عبد الله بن مسعود رضي الله  
تعالى عنه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
جمع ، ولفظ الآخر كانت يجمع ، بيت  
المصطلق في السفر .

والظہرانی فی معجمہ الکبیر و  
الادب عنہ رضي الله تعالى عنه قال ،  
جمع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

پہلے (یعنی ابن ابی شیبہ) بطریق ابن ابی لیس ، ہر یل  
سے ، اور دوسرے (یعنی ثاوی ، ابو قیس اودی) سے  
وہ بذیل ابی شریل سے ، وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ  
عنه سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے سفر کے دوران جمع کیا ۔ ثاوی کے الفاظ ہیں  
میں ، جمع کیا کرتے تھے دو نمازوں کو سفر کے دوران ۔ (د)

اور طریق نے اپنی دونوں معجزوں ایسی گیر اور وسط  
میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنه سے روایت کی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر وعصر

۱۴۹/۶ مطبوعہ دارالطباعة النورية بيروت  
نوٹ : ایضاً ترجمہ قرظی کی کتاب المصطلق میں نہیں لی سکا اور بڑی کوشش سے عمدۃ القاری سے ملا ہے ۔ نیز احمد سیدی  
سے مسند احمد بن حنبل از مسند جابر بن عبد اللہ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۳۴۸/۲  
سکے مصنف ابن ابی شیبہ من قال جمع السافر میں المصطلقین مطبوعہ دار الفکر القرآن کراچی ۲۵۸/۲

لعمدة القاری شری بخاری باب الجمع فی سفر بین العرب والعشاء  
فویض ایضاً ترجمہ قرظی کی کتاب المصطلق میں نہیں لی سکا اور بڑی کوشش سے عمدۃ القاری سے ملا ہے ۔ نیز احمد سیدی  
سے مسند احمد بن حنبل از مسند جابر بن عبد اللہ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۳۴۸/۲  
سکے مصنف ابن ابی شیبہ من قال جمع السافر میں المصطلقین مطبوعہ دار الفکر القرآن کراچی ۲۵۸/۲

بین الظهر والعصر، والمغرب والعشاء،  
فقیل له فی ذلك، فقال: صنعت ذلك لئلا  
تخرج أصبی۔

### وحدیث

عبدی فی المعجم الاوسط عن عطاء عن  
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان  
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع  
بین الصلاتین فی السفر۔

### وحدیث مرسل وبلایح مالک

ابہ یجمع عن عبد بن حمید، هو ابن عبد  
سرافی اللہ تعالیٰ عنہم انہ کان یقول: کان  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اذا اراد ان یشیر یومہ، جمع بین الظهر  
والعصر، واذا اراد ان یشیر لیلہ، جمع  
بین المغرب والعشاء۔

اور مغرب و عشاء کو جمع کیا تو آپ سے اس بارے میں  
پوچھا گیا، آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس طرح  
اس لیے کیا ہے تاکہ میری اُقت پر کوئی تنگی نہ ہو۔ (ت)

طبرانی معجم اوسط میں: ابو نعیم سے، وہ ابو سعید خدری  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں دو نمازوں کو جمع  
کیا کرتے تھے۔ (ت)

مالک کو علی ابن حسین، ابن علی رضی اللہ عنہم سے یہ بات  
پہنچی ہے کہ وہ کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم جب دن کو سفر کرنا چاہتے تھے تو فجر و عصر  
کو جمع کر لیتے تھے اور جب رات کو سفر کرنا چاہتے تھے  
تو مغرب و عشاء کو جمع کر لیتے تھے۔ (ت)

وہذا سیمنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ موطا شریف میں حدیث پنجم روایت کر کے فرماتے ہیں:

بہذا ناخذ، والجمع بین الصلاتین امت  
تؤخر الاولیٰ منہما فصلی فی آخر وقتہ،  
وتجعل الثانية فصلی فی اول وقتہا۔  
یعنی جو اس حدیث میں آیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر تک میں فجر و عصر جمع فرماتے ہم

۱/۲۶۹	مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	حدیث ۱۰۵۲۵	سید العجم اکبر للطبرانی
۲۶۳/۸	مکتبہ المدینۃ النبی	حدیث ۵۵۵	مجمع اوسط حدیث برہ ۵۵۵
ص ۱۲۶	میر محمد کتب خانہ گراچی	جمع بین الصلاتین	سید موطا امام مالک
ص ۱۳۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	یا جامع بین الصلاتین فی السفر والطر	سید موطا امام محمد

اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بیچ کے معنی میں صوری ہیں۔ قاضی کو ایک ہوشیار اور ان کے افعال کو محمل بنے خود سمجھ کر خود بھی زبان پر نہ لاتے اور ان غوائے عوام کے لیے نون گول درپردہ کہنے کو جمع میں انصاف میں فی سفر صحیح اور ثابت ہے رسول اللہ سے بروایت جامعہ طبرستان کے صحابہ کبار سے۔ پھر یہ نہ تھا صحابہ کرام کے اسلئے طبرستان کو خود ہی کہا لاکن مجموعہ روایات میں بعض ایسی ہیں کہ ان میں فقط جمع کرنا رسول اللہ کا دو نمازوں کو بیان کیا ہے کیفیت جمع کی یہ بیان نہیں کی پس حقیقی لوگ ان حدیثوں میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد اس سے جمع صوری ہے اسی لیے وہ حدیثیں جن میں تاویل کو محال کی دخل نہیں ذکر کرتے ہیں تو منصفین بافہم ان حدیثوں میں الکلیفہ کو بھی انھیں احادیث مبدئہ الکلیفہ پر محمول نہیں ہر شخص۔

**اقول** بالمرض اگر جمع صوری ثابت نہ ہوتی تاہم محمل بھی اور احتمال قاطع اسے قائل نہ کہ جب آفتاب کی طرح روشن و دلیوں سے جمع صوری کا حدیث صحیح سے ثبوت ظاہر تو اب براہ تعلیم پندرہ صحابہ کی روایت سے اپنے مطلب کا ثبوت صحیح بتانا اور یا عوام کو دہشت دلانے کے لیے کہیں چودہ کہیں پندرہ سننا کیا محققانے ملائیت ہے اب تو قاضی کی تحریر خود ان پر بازگشتی تیر ہوتی کہ جب احادیث صحیحہ سے جمع صوری ثابت تو منصفین بافہم ان حدیثوں میں الکلیفہ کو بھی انھیں احادیث مبدئہ الکلیفہ پر محمول نہیں اور یہ وہ صحابہ جن کی روایات اپنے نظم میں صحیح سمجھ کر لائے اور ان میں سنسنہ قابل تاویل نہ تھے تاہم ان کا حجت نہ تھے وہ صرف جاریں دو جمع تعلیم و ترویج تائید میں ان روایات کا حال بھی محقریب ان اشارہ القریب الجیب نکلا جاتا ہے اس وقت ظاہر ہو گا کہ دعویٰ کر دینا آسان ہے مگر ثبوت دیتے تین ہاتھ پیراتا ہے وفد انجرا السامیہ۔

## فصل دوم البطلان دلائل جمع تعلیم

واضح ہو کہ جمع تعلیم غایت درجہ ضعیف و مستوط میں ہے حتیٰ کہ بہت علاقے شافعیہ و مالکیہ تک معترف ہیں کہ اس کے باپ میں کوئی حدیث صحیح نہ ہوئی مگر قاضی اپنی ملائیت کے مجروح سے بیزار لگا کر کہتے ہیں کہ اسے احادیث صحیحہ کو مفسر قاطع سے ثابت کر دکھائیں گے۔

پہلا تو یہ وہ بہت سی حدیثیں شب و عہد

اگر چاہ نہ رو کے بنا نہ یاد آئے

جمع تعلیم و تائید دونوں کی نسبت حضرت کے یہی دعوے ہیں، ابھی سن چکے کہ وہ حدیثیں جن میں تاویل کو محال کی دخل نہیں



عبد العثاء، فصلها مع المعرب <sup>۱</sup>۔ رواہ احمد و ابو داود و الترمذی و ابن حبان و الحاکم  
والدارقطنی و البیهقی۔ مراد الترمذی۔ بعد قوله، اذا استحسن بعد شریعة الشمس، مجمل  
العصر الى الظهر ووصل الظهر والعصر جميعاً۔ الحديث <sup>۲</sup>۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
غزوہ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر میں دیر کرتے یہاں تک کہ اُسے عصر سے ملائے تو دونوں  
کو ساتھ پڑھتے اور جب دوپہر کے بعد کوچ فرماتے تو عصر میں قیام کرتے اور ظہر و عصر ساتھ پڑھتے پھر چلتے اور جب  
مغرب سے پہلے کوچ کرتے مغرب میں تاخیر فرماتے یہاں تک کہ عشاء کے ساتھ پڑھتے اور مغرب کے بعد کوچ فرماتے  
تو عشاء میں قیام کرتے اُسے مغرب کے ساتھ پڑھتے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ غریب ہے معروف روایت ابی ہریرہؓ  
جیٹ قال، حدیث الیثعن یزید بن ابی حبیب  
عن ابی الطفیل عن معاذ، حدیث غریب،  
والمرحوف عند اهل العلم حدیث معاذ عن  
حدیث ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ ان النبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع فی غزوة  
تبوک بین الظهر والعصر، وبین المغرب  
والعشاء۔ رواة قرۃ بنت خالد، عن  
الشوری و مالک و غیر واحد عن ابی الزبیر  
المسک <sup>۳</sup>۔

چنانچہ ترمذی نے کہا کہ وہ حدیث بولیت نے یزید ابن  
ابی حبیب سے، اس نے ابو الطفیل سے، اس نے  
معاذ سے روایت کی ہے، وہ غریب ہے اور  
اہل علم کے نزدیک معروف معاذ کی وہ حدیث ہے  
حوالہ الزبیر نے واسطہ ابو الطفیل معاذ سے روایت  
کی ہے نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک  
میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا۔ اس کے  
قرۃ ابن خالد، سفیان ثوری، مالک اور دوسروں  
نے ابو الزبیر کی سے روایت کیا ہے۔ (د)

پھر اگر عثمان مثل ابو داود و ترمذی و ابو سعید بن یونس فرماتے ہیں اسے سواقیقہ بن سعید کے کسی نے  
روایت دیکھا یہاں تک کہ بعض ائمہ نے اُس پر غلط ہونے کا حکم فرمایا کہا نقلہ الا ما ما لیدہ لے لعدۃ  
و الشوکانی نظرہ فی شرح المصنف عن الحافظ ابن سعید بن یونس (جہاں کہ امام بدر نے عمدہ  
میں اور شوکانی نظرہ فی شرح مثنیٰ میں حافظ ابن سعید بن یونس سے نقل کیا۔ ت امام ابو داود نے

لے سنن ابی داود باب الحجج بین الصلوٰتین مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۱۷۲

لے جامع الترمذی باب ما جاء فی الحجج بین الصلوٰتین مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۷۲

لے نیل الاوطار شرح مفتی الانبیار ابواب الحجج بین الصلوٰتین مطبوعہ مصلیٰ البانی مصر ۲۳۲/۲

منکر کما مک فی البعد والتمسیر عنہ فی الفیہ (جیسا کہ جہیز میں ہے اور اس سے قبل اودھار نقل ہے) بلکہ نہیں ان میں  
 امام بخاری نے اشارہ فرمایا کہ یہ حدیث نہ لیٹ نہ روایت کی نہ قتیقہ نے لیٹ سے سنی بلکہ غالباً قیام ہائی متروک  
 بالاجماع مطعون بالکذب نے قتیقہ کو دھوکا دے کر اُس سے روایت کرادی اس کی عادت تھی کہ براہِ مکروہ میلہ شیعوں پر  
 اُن کی ناشنیہ روایتیں داخل کر دیتا جو ہم حاکم نے علوم الحدیث میں اُس کے موضوع ہونے کی تصریح کی یہ سب باتیں  
 علمائے حنفیہ مثل امام زکیٰ شاریع کتوزہ امام بدر عینی شاریع صیغ بخاری و علامہ ابوبکر طبری شاریع قتیقہ کے سوا شافعیہ و  
 مالکیہ و ظاہریہ قاضی جمیع بن الصلتیٰ مثل امام قسطلانی شافعی شاریع بخاری و علامہ زرقانی مالکی شاریع موطا  
 و امام سب و شوکانی قاضی شاریع غفرلہ نے امام ابن یونس و امام ابو داؤد و ابو عبد اللہ حاکم و ابوالحسن  
 بخاری سے نقل کیے بلکہ انھیں سے اور ان کے غیر مثل صاحب بدیع و غیرہ نے امام ابو داؤد سے حکم مطلق نقل کیا  
 کہ جو مضمون اس روایت کا ہے اس باب میں اصل کوئی حدیث قابل استناد نہیں کما سیاق فی ان شاء اللہ  
 تعالیٰ (جیسا کہ ان شارحین نے آئینہ کلمات) تو باوصف تصریحات ائمہ مسان خصوصاً بخاری کی یہ کچھ  
 عجیبی کامی اس روایت کی تصحیح میں عرق ریزی سے حاصل اور تو قتی لیٹ و قتیقہ و غیرہ راویہ و قبل تقدیر لغتہ کے  
 اثبات میں تطویل کا طائل کرنا کسی صورت فاحشہ سے کس نے کہا تھا کہ قتیقہ یا لیٹ یا زید بن ابی سبیب یا معاذ اللہ  
 حضرت ابراہیم الخلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ صیغ ہیں، عجیبی بائی پیرائے سالی و دعو سے محدثی ابھی حدیث معقول ہی کو  
 نہیں جانتے کہ اُس کے لیے کچھ ضعف راوی ضرور نہیں بلکہ باوصف و ثاقب و عدالت رواۃ حدیث میں علت قادمہ  
 ہوتی ہے کہ اُس کا رد واجب کرتی ہے جیسے بخاری و ابو داؤد و غیرہا سے ناقدین پہناتے ہیں بخاری و ابوسعید و  
 حاکم نے بھی قتیقہ پر بخاری کی حجتی بلکہ یہ کہا تھا کہ انھیں دھوکا دیا گیا غلط میں پڑ گئے پھر اس سے عدالت قتیقہ کو کیا  
 نقصان پہنچا؟ ثاقب قتیقہ سے حدیث کو کیا نفع ملا؟ ہاں یہ دفتر تو قتیقہ اپنے چشمہ ابن حرم غیر مقدمہ لاندہ سب کو سنا ہے  
 جس جہت اللسان نے آپ کی اس روایت کے رد میں سیدنا ابراہیم الخلیل صہابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عیاذ باللہ  
 مقدمہ را و مجروح بتایا ہے دوسرے غیر مقدمہ شوکانی نے نقل کیا، غیر مقدمہ کی عادت ہے کہ جب حدیث کے  
 رد پر آتے ہیں خوف خدا و شرم و دنیا سبباً اس سے طاق رکھتے ہیں۔ اسی ابن حرم نے باجے مٹال کر سنے کے لیے  
 صیغ بخاری شریف کی صحیح و متصل حدیث کو برہم تعلیق کر دیا جس کا بیان امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شعور  
 صیغ حکم شریف میں فرمایا وہی دھنگ و موصول کسلفی مسند کو مرسل بنا کر احادیث صحیحہ حیدہ کو رد کرنے کے لیے  
 آپ نے کیے ہیں۔

جیسا کہ گذرا اور جو شخص اپنے آپ کو اسے مشابہت رکھے  
اس کا کوئی قصود نہیں۔ شعرا قول پھر میں کہتا ہوں ا  
کہ ترمذی کا حسن قرار دینا حدیث معاذ سے متعلق ہے  
کیونکہ ترمذی نے کہا ہے کہ معاذ کی حدیث حسن غریب ہے  
اور جیسا اس روایت کا ذکر کر کے حسن میں اس کا صنف ہے  
کہ اگر لیث کی ترمذی سے مروی حدیث غریب ہے ترمذی  
نے یہ افادہ بھی کیا کہ یہ معروف حدیث کے خلاف ہے۔  
چنانچہ ترمذی نے کہا ہے کہ اہل علم کے نزدیک معروف  
معاذ کی حدیث ہے انہی راہن جہان تو اس کی سیدہ ہیں  
پہ کوئی ترمذی کہے علم میں نہیں ہے کیونکہ سیدہ بھی ثقہ ہے  
جس سے معاذ فہم اور حدیث کے اہل میں سے ایک  
انہی سے ہوں جو ہم راہن ہیں اور امام ابو جعفر الرکن سبائی  
کے شاگردوں میں سے ہیں تاہم ان یونس مفسر روح سے پاک  
جس نے کہا ہے جو لوگوں کے ہاں ابن جہان سے زیادہ  
پسندیدہ ہے۔ امام ابو عمر ابن مہر نے طبقات شافعیہ  
میں کہا ہے کہ ابن جہان کو کثرت حدیث کے دوران  
بسا اوقات شدید غلطی مل جاتی تھی، جیسا کہ ذہبی نے  
تذکرۃ الحفاظ میں بیان کیا ہے۔ تو پھر ابن جہان ابو داؤد  
کے قریب بھی کہاں پہنچ سکتا ہے، چہ جائیکہ اس کا  
بسمبر جو، چہ جائیکہ اس کے مقابل ہو۔ اور علم کے  
خیر پہاڑ محمد بن اسماعیل (بخاری) کا مقام تو بہت  
ہی اونچا ہے، بجائے ابن جہان احادیث کو صحیح قرار دینے  
میں متقابل ہے۔ بلکہ حسن قرار دینے میں بھی زیادہ ترمذی

کما تقدم، ومن يشبه اباه فما ظلم  
ثم اقول، وتحسين الترمذی يرجع  
الى حديث معاذ، لقوله، حديث معاذ  
حديث حسن غريب - واذا اتى عن هذه  
الرواية لم يحسنه، انما قال، وحديث  
الليث عن يزيد غريب - وافادته خلاف  
المعروف، فقال، والمعروف عند اهل  
الفكر حديث معاذ - ثم واما ابن جہان فلا  
نعم له فضلا على ابن سعيد بن يونس،  
فانه ايضا ثقة، ثبت، حافظ، امام  
من ائمة الثمان، كذا هو من الاقران، من  
تكملة الامام الثماني في عيد الرحمن - و  
ابن يونس، انما هو من حسن فليس  
احب الى الناس من ابن جہان - وقد  
قال الامام ابو عمرو بن الصلاح في طبقات  
الشافعية، سرب غلط معط العاشر  
في تصريفاته، كما نقله الذهبي في تذكرة  
الحفاظ - فاني قد افاد ابو داود، فضلا ان  
يوثر به، فضلا ان يباريه، فضلا عن  
ذالك الجليل الجليل محمد بن اسمعيل -  
وقد عرفنا بالتساهل في باب التصحيح،  
بل والتحسين، هو الترمذی، كما نص

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَقَّقَهُ فِي مَسَائِلِنَا مَدَارِجُ طَبَقَاتِ الْحَدِيثِ عَلَى أَنَّ الْجَرْحَ مُقَدَّمٌ عَلَى مِثْلِ الْقَدْرِ ، فَإِنَّ مِنَ الْجَبْتِ قَائِمٌ نَظَرُ الْحَقِّ ثَقَّةُ الرِّوَاةِ ، وَلَوْ يَطْلَعُ عَلَى مَا أَطْعَمَ عَلَيْهِ نِيرَهُ مِنَ الْعَدَّةِ ، وَمَنْ يَعْلَمُ قَائِمًا عَلَى مَنْ لَا يَعْلَمُ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ ، مَنْ كُلِّ أَعْلَمُ -

واقف ہوتے ہیں اور آگاہی رکھنے والے ، آگاہی نہ رکھنے والوں کی فہمت فیصلہ کن ہوتے ہیں ۔ واللہ اعلم من کل اطم (دست)

**ثُمَّ أَقُولُ** اس روایت میں اسی طرح مقال واقع ہوئی اور ہنوز کلام طویل ہے مگر فقیر غفرلہ تعالیٰ کہتا ہے نہ تحقیق کو نہ صحت تدقیق دیجئے تو اس روایت کا کوئی ساقط جمع حقیقی میں نہیں ہے اُس کا حامل تصوف اس قدر کہ حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر تبرک میں نکلے دیکھ کر جمع فرماتے اگر دو پہر سے پہلے کوچ ہوتا تو راہ میں آخر کو نہ منزل سی پہل ضرورت میں جمع نہ میر ہوتی ہے ، دوسری میں سیر بعد جمع پھر اس میں جمع ضروری کا خلاف کیا ہوا حدیث کا کوئی ساقط حقیقی کی تیسری رد ہے ادا اس تحمل بعد من یریم الشمس میں خواہی تو وہی بدعت متصل پر کیا دلیل ہے بلکہ اس کے عدم پر دلیل قائم کر کے احوصلی شمس سار سے بلکہ الفاظ اخرا انظر و تحسب بعض سے جمع ضروری ظاہر ہے ظہور دیکھ کے پڑھی عصر بعد پڑھی اس سے یہی معنی مفہوم قیادہ ہوتے ہیں کہ غزائے اپنے آخر وقت میں حوالے سے شروع وقت میں ذریعہ ظہر میں پڑھی جائے یا عصر ظہر میں نہ لندا علی سے کرام مثل امام اجل طہاوی والہ العشاء ابن مسعود ان اس وغیرہا بلکہ ان کے علاوہ آپ کے امام شوکانی نے بھی ان الفاظ تاجیر و قبل کو جمع ضروری کی صریح دلیل مانا ، شرح متقی میں کہا ،

مما يدل على تعيين حمل حديث الباب على الجموع الصورية ، ما أخرجه النسائي عن ابن عباس ، يلفظ ، صليت مع النبي صلي الله تعالى عليه وسلم الظهر والعصر جميعا ، والمغرب والعشاء جميعا ، آخر الظهر وعجل العصر ، و آخر المغرب وعجل العشاء - فهذا البيت عباس ،

جن درجات کی بنا پر اس باب کی حدیث کو جمع ضروری پر حمل کرنا متعین ہو جاتا ہے ان میں سے ایک وجہ وہ روایت ہے جس کی نسائی نے ابن عباس سے ان الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر و عصر کو اکٹھا پڑھا اور مغرب و عشاء کو بھی اکٹھا پڑھا ، آپ نے ظہر میں تاخیر اور عصر میں تعجل فرمائی ، اسی طرح مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجل فرمائی تو ابن عباس

جو حدیث کے راوی ہیں خود ہی واضح کر رہے ہیں کہ نبول  
نے جمع کی روایت بیان کی ہے اس سے مرد  
جمع صوری ہے۔ (ت)

راوی حدیث الباب، قد صرح بان ما رواه  
من الجمع المذکور هو الجسم  
الصوری۔

اُسی میں ہے،

جین صوری پر حمل کرنے کی نویدت میں سے وہ روایت  
مکی ہے جو ان پریر نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ  
عنه سے بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار سے پاس باستر شریف لائے  
تو ظہر کو کوٹ کر کتے تھے اور عصر کو ملدی، اس میں دونوں  
کو بیک پر دم پیتے تھے۔ اسی کو جسم صوری  
کہتے ہیں۔ (ت)

ومن المؤیدات لذلك على الجمع الصوری  
ایضاً، ما أخرجه ابن جریر عن ابن عمر قال،  
خرج عیسا، رسول الله صلی الله تعالیٰ  
علیه وسلم، فكان يؤخر الظھر و یعجل  
العصر فیجمع بينهما، ویؤخر المغرب و  
یجبل لعشاء فیجمع بينهما۔ وهذا هو  
الجمع الصوری۔

مہذب ظہر و مغرب کا جب وقت کمودینا تھا تو عصر و عشا میں جلدی کا ہے کی، اطمینان سے منزل پر  
پہنچ کر وہ دونوں پڑھ لیتے ہیں، اس میں صوری کی توجہ یہ ہے کہ اس وقت میں ظہر کا وقت کم ہو جاتا ہے اور عصر کا  
وقت بھی کم نہیں، ان میں اتحادیث مجملۃ الثبوت سے ہے جسے ظاہر میں تراویح جمع حقیقی میں نفس مفسرین قابل قبول مان  
لیا الحمد للہ اس تفسیر کے بعد مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے مطالعہ سے ظاہر ہوا کہ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الہی نے حدیث  
کی یہی تفسیر کی جو فقیر نے نقل کر کے فرماتے ہیں،

(ظہر و عصر کو جمع کیا جیسی قیام گاہ میں، ظہر کو  
آخر وقت تک مؤخر کیا اور عصر کو قبل کر کے اول وقت  
میں پڑھا۔ (ت))

(جمع بین الظہر والعصر) ای فی المسئلۃ  
بان اخر الظہر الی آخر وقتہ و جدد العصر  
فی اول وقتہ۔

بمیر فرمایا،

(موجب وقتاً کو جمع کیا) یعنی جائے قیام میں، جیسا  
کہ پہلے فرمایا۔ (ت)

(جمع بین المغرب والعشاء) ای فی المصلی،  
کما سبق۔

سے و سہیل الدار شرح مفتی الاحباب، باب الجمع، بقیمہ لفظ اور اردو مطبوعہ مصطفیٰ اہل بیت معر ۳/۲۲۶  
سہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب ملوۃ السفر مطبوعہ مکتبۃ المدینہ عمان ۲۲۵/۳

حدیث دوم اذ تم نے کیا جانا کیا حدیث دوم وہ حدیث ہے جمع صلاتیں سے اعلیٰ علاقہ نہیں جس میں اثبات جمع کا کام نہیں، نشان نہیں، گمان نہیں۔ خود غائبین جمع نے بھی اسے منافیہ یکہ نہیں کیا۔ ہاں بعض علمائے سابقہ نے شرح حدیث میں استطراد جس طرح شران بعض قواعد زوائد حدیث سے استنباط کرتے ہیں لکھ دیا کہ اس میں جمع سفر پر دلیل ہے تا جی چار طرف ٹوٹل میں تھے ہی تعلیقہ ہاء شافعیہ کی ہٹکی پڑا کہ ہمیں بند کیے بیچے فیہ دلیل پر ہٹ پڑا کہ ہم کل سا قسطہ کا قسطہ (بہر جی ہٹ پڑا کہ کوئی ٹھٹھلا ہٹ پڑا ہے) جب خوش خوش ٹھٹھلائے اور مرکز منافیہ میں جمادی وہ کیا یعنی حدیث صحیحین

عن فی جہیفة مرضی اللہ تعالیٰ عنہ ، خرج  
عبدین السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
بالہاجیۃ الی الطحہاء ، فتوصأ فصلى  
لما الظهر والعصر - ونظما الجہادی ، خرج  
یحییٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم بالہاجیۃ ، فصلى بالطحہاء الظهر  
مکھتین والعصر مکھتین

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو پہر کے وقت مقام بلی ر  
میں ہمارے پاس باہر تشریف لائے تو وضو کیا وہ  
بہین ٹھہرے صبح نماز پڑھائی۔ اور بخاری کے الحاط  
یوں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو پہر کے  
وقت ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور مقام بلی  
میں طہ کی دو غنیمتیں درمصر کی بھی دو غنیمتیں فرمائی۔

پھر آج سے تو جی کہ داد نہ فریاد، اب کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت اسے جمع حقیقی کی دلیل نہ صرف دلیل علی  
صاف صریحاً ناصحاً تاویل بتانا کہ کمال کام ہے سہان اللہ حدیث کا مفاد صرف - یہ تصور نہ لایا  
تعالیٰ علیہ وسلم نے دو پہر کو یا ظہر کے اول دس یا عصر سے یہ بغیر اقدس سے براہد ہو کر وضو کیا اور ظہر و عصر دونوں  
اُسی موضع میں رہیں، اور اس میں تو مطلق جمع بھی نہ کی نہ جمع حقیقی میں بھی ہو۔ تاہی تو آپ جانیں ایسا  
برہنہ، اس خود کجی حدیث مطلب سے محض بے علاوہ ہے نہ ایہ ناممدل زعم بھرنے کو بشرم عوم کہ عربی لہجے  
ادریوں ہی خود اتنی کے پردے کھولے کہ باجوہ حرج و مرج و صلوٰۃ صلیب کی طرف سے، اور فارسیب سے صلیب  
کے لیے و متفقہ سے فاسطیہ نو سے کہ یہ سب کام ہا عروہ ہی ہیں ہوئے ظاہر یہی ہے تو اس سے عدول  
ہے مانع قطعی ناروا، علاوہ بری عصر ظہر پر معطوف اور صلیب تو ضا سے بے صلیب مربوط تو معطوف معطوف کو بُدا  
کر لیا کیونکہ ہا کر۔ صلیب صلیب ہا ہر جماعا۔ اس پر بہت وجہ سے رد ہیں۔ مثلاً :

اول خاکہ ترتیب ذکر کی کافی، مسلم الثبوت میں ہے۔

لغاً، لغت عربیہ، التعقیب ولو فی الذکر، خاکہ ترتیب کے لیے بطور تعقیب ہے خواہ یہ ترتیب

ذکر میں ہو۔ (دست)

ثانی، عدم ملت پر نگاہ اس کے لائق ہوتا ہے کہما فی خواتمہ الوجہات (جیسا کہ راجح الزموت میں ہے۔)۔ ترویج و تہذیب میں کون کے لاکہ نکاح کرتے ہی اُسی آن میں یکہ پیدا ہوا تو جیسے وہاں تقریباً ایک سال کا فاصلہ مافی معتضائے قاسمیں، طہر و عصر میں دو ساعت کا فاصلہ کیوں مافی ہوگا۔

ثالث، باجود طرف غرض سے نکلی کہ خروج آخر باجود میں ہو کہ وہ نماز طہر تک تمام ہو جائے اور عمار طہر باصطحت اُس کے بعد ہو، باجود یکہ دوسری کو بس کہتے زوال سے طہر تک سارے وقت نظر کو بھی شامل ہے کہما فی الفقہ موس۔ تو محالعت طہر کا ادا بھی محض ماحل۔

رابع، حدیث مروی، یعنی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی کہ ایسی حدیث کے واداد وغیرہ اسے استدلال صحیح میں کافی الحجۃ البالغۃ۔ یہ قطع و سبب اجزہ ہے و قد عرفت کہ مثلہا فی العہد (اور ہم نے اسے یہ بات ترک کر دی۔) میں (ت) وانا قول و بحول اللہ اصول۔

خاص، باجود کو طہر لغال لکھا کہ محض، دیکھ لے، میں ہے، تعقیب چاہی ہے، انھما لزمانہ نہیں چاہتی بلکہ بعد و واجب کرتی ہے کہ تعقیب بے تعدد و مفقول نہیں۔

سادس، طہریت ثلث غاصے ثابت یا خارج سے اول یا ثانی باطل کما طلت بر تقدیر ثانی حدیث کا لغو محض ہے کہ عصر کی نماز باجود اُسی قدر سے ثابت، پھر باوصف لغو، اُسی کی طرف اسناد ذکر معتضائے یٰر یعنی نہ اور غیب تر

سابع، درصفت حجت الوداع میں حدیث طویل سیدہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحیح مسلم وغیر میں جامع ہو، فرماتے ہیں

فما کان یومہ الاسترویۃ توجہوا الی صلی	بیب آٹھویں دی، یکہ کی جوتی صعبہ کر ام رضی اللہ
ماہلوا بالبحر و دیکب رسول اللہ صلی اللہ	تعالیٰ عنہم حج کا احزاب بدھ کر مئی ہوئے اور حضور
تعالیٰ علیہ وسلم فصل بہ الطہر والعصر	بروز صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار تکبوس میں طہر و
والعرب والعشاء والعجینۃ	عصر و مغرب و عشاء و فجر پانچوں نمازیں پڑھیں۔ (د)

مسلم مسند مستلزاماً لکرتب مطبوعہ مطبعہ انصاری دہلی ص ۶۱

راجح الزموت شرح مسند البیروتی، بحث الفاء، تعقیب مطبوعہ مشرق اشرفی، بیروت ۱/۲۳۴  
مسند الصحیح مسلم باب حجتہ النبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ تہذیبی کتب خانہ راجی ۱/۳۹۶

لاحی وہی خاصہ وہی ترتیب وہی عطف وہی ترکیب۔ آپ یہاں کہہ دیا کہ سارا ہوتے ہی معاً ہے مہلت  
پانچوں نمازیں ایک وقت میں پڑھیں جو پچھتے صلی الطہر والعصر کے یہاں ہیں وہی وہاں اور یہ قطعاً  
معاذ اللہ درشت نہ ساندہ ہے کہ اسکا مفید عمل مولات نہیں ہوتا وہں ادھی فحلیہ البیان (جو شخص غوی  
کرتا ہے اس کے ذمے دلیل ہے۔ ت۔

ثامن کلام مقرر فیہ ہے کہ اول کلام میں حکم وصل سے صبر کا فعل غلوٹ ظاہر مانا یہ دلیل صحت ہے آخر  
میں کیونکر جائز کیا یہ دلیل فساد۔

تاسع تاویل کے لیے قطعیات مانے ضروری جانا عجب جہل ہے کیا اگر کسی حدیث کے ظاہر سے ایک معنی فقہاء  
بہول اور دوسری حدیث میں اُس کے خلاف میں صریح تو حدیث اولیٰ کو اس کے خلاف ہی پر عمل واجب ہے کہ  
بے مانع قطعی ظاہر سے عدول کیونکر ہو عمل کرنا سہل ہے عمل و تمام و مقصد کلام کا جھانسیب اعدا۔

عاشر آپ جو اپنی نصرت خیالات کو احادیث صحیحہ میں جا بجا تاویلات دیکھ بارہ کرتے ہیں ان کے جواز کا  
قویٰ کہاں سے پایا۔ مجتہدات میں قاطع کہاں، مثلاً وقت ظہر یک مثل برائے کہ جو حدیث صحیحہ صریحہ جاری حتمی  
انقل التسلوٰی کے معنی بخاری سے کہ ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ مقرب ہے آئے اُس کا رد کیا معقول ارشاد  
ہوتا ہے، خیار تاویلات کا یہی ہے۔ ان بات میں جن میں یہ ظلم ہوتا ہے کہ ایک مثل کے وقت ظہر کا نہیں  
رہتا ثابت ہیں پس معانی لاؤدیہ تاویلیں نہ کی گئیں۔ آپ خدا جاننے بے قطعیت مانے یہ تاویلیں حقیر کی ہوتی  
خافیت ظاہر کے باعث سلسلہ کیوں نہ ہو گئیں۔

حادی عشر طرز زکات صد کلام میں یہ نیز اٹھا کر چلے کہ وہ حدیثیں جن میں تاویل مخالفت کو دخل نہیں  
دکھرتے ہیں، اور یہاں ایسے گرسے کہ صرف ظاہر سے عدلائے تاویل خود ہی مان گئے۔

ثانی عشر آپ کی فضیلت کی گنتی کہاں تک اصل مقصود کی وجوہاں بھیجے صحیحین میں حدیث مذکور کے یہ  
نظر تو دیکھیں جن میں خاصہ بی بی نکالی۔ مزید حدیث صحیحین میں متعدد طرق سے بلغظ تم آئی ہو آپ کی  
تعییب بے مہلت کو تساق سے وہ لینے کی مہلت نہیں دیتی۔ صحیحہ جاری شریف باب عقد النکاح صلی اللہ علیہ وسلم  
طریق تسعة عن العکرم قال سمعت

ابا حنیفہ، قال، خرج رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالہذ جبورۃ  
الی المطحۃ فتوضا، ثم صلی الطہر  
طریق شعبہ، و دہم سے، زوی سے۔ میں نے از حنیفہ  
کو کچھ سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم دوسرے کے وقت تہیاری کی طرف چلے تو وضو کیا،  
پھر ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور

ملہ معیار اعلیٰ مسئلہ چارم بحث آخر وقت ظہر کی مکلفہ فقہیہ لاہور ص ۲۵۴



فقہی: اب مزاج کا حال بتائیے

حفظت شیاد وغایت غلت اشیاء

(تو نے ایک چیز یاد رکھی اور بہت سی چیزیں مجھ سے اوجھل رہ گئیں۔)

المحدث اس حصہ کے بھی اصل کلام نے وصل ختم پر ردہ حسن پایا۔ اب حسب فصل اول چند اضافات لیجئے۔

**افاضہ اولیٰ** : ہمارے اجلہ المحدثین کا گزشتہ فقیر اور فقہی کے امام طاہر پر سب بالصدق اپنی کتب

میں نقل کر رہے ہیں کہ امام اجل ابو داؤد صاحب سنہی نے فرمایا۔

لیس فی تقدیم الوقت حدیث قاضیہ۔ جمع تعقید میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ (د)

امام زہبی فرماتے ہیں:

قال ابو داؤد، ولیس فی تقدیم الوقت حدیث۔ ابو داؤد نے فرمایا، تعقید وقت میں کوئی حدیث

قاضیہ۔ ثابت نہیں ہے۔ (د)

امام بدر محمد عینی حنفی عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

قلت، حکى عن ابی داؤد انه انکر هذا الحدیث، میں نے کہا، ابو داؤد سے منقول ہے کہ انہوں نے

وحكى عنه ایضاً، انه قال، لیس فی تقدیم الوقت حدیث قاضیہ۔ اس حدیث کو فقہاء نے منقول ہے

الوقت حدیث قاضیہ۔ کہ تعقید وقت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ (د)

اسی طرح علامہ سید میرک شاہ حنفی نے نقل فرمایا مولانا علی قاری کی حرقۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

حكى عن ابی داؤد انه قال، لیس فی تقدیم الوقت حدیث قاضیہ۔ ابو داؤد سے منقول ہے کہ تعقید وقت میں کوئی حدیث

الوقت حدیث قائم۔ نقلہ میرک۔ فہذا ثابت نہیں ہے۔ یہ بات میرک نے نقل کی ہے۔

شہادۃ بصعب الحدیث وعدم قیام الحجۃ یہ حدیث کے ضعیف ہونے اور ثبوت فیوں کی دلیل

لشاعیہ۔ قائم نہ ہونے پر شہادت ہے۔ (د)

امام احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں: قد قال ابو داؤد:

۲۹۲/۱ شرح الرقاق علی الموطا النبی بن الصلائین مطبوعہ مطبعۃ الاستقامۃ قاہرہ مصر

۸۹/۱ تمہید المحتاج اوقات الصلوۃ مطبوعہ المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر

۱۵۱/۴ عمدة القاری شرح بخاری باب الجمع فی السفر مطبوعہ ادارة الطباعة المیسریہ دمشق

۲۲۵/۲ من مرقاة شرح مشکوٰۃ باب صلوة السفر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ دہقان

ولیس فی تقدیم الوقت حدیث قاضیہ (اوداؤنے فرمایا، تقدیم وقت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے)۔  
 بعینہ اسی طرح علامہ روافی مالکی نے شرح موطائے امام مالک و نیز شرح مواہب لدنیہ و مجمع البحرین میں مستدایا  
 شوکانی غیر مستند کی سبب الادلاء میں ہے۔ قد ابودود، ہذا حدیث منکرہ و لیس فی جمیع التقدیہ  
 حدیث قاضیہ علامہ ابودود ساہم جلیل الشان یہ تصریح فرمایا جسے علامہ نے ملاحظہ کی کہ قاضی جمع بھی بلاذریہ  
 انکار نہیں کرتے، نہ آج تک کوئی اس کا پتا دے سکا۔ اب ساجی چاہیں کہ میں بدیث صحیحین سے ثابت کر دوں  
 یہ کہ نہ کسی حدیث میں لطیفہ درج کیا ہے نہ کسی حدیث میں اس کا ذکر ہے بلکہ فرمایا، کچھ غیرت آوے تو  
 نشان دی کریں کہ ابودود نے کون سی کتاب میں یہ قول لیا ہے۔ یہی فقول ثقات عدول حسن مردود و نامقبول  
 جب تک قابل حرج و راجی کتاب میں تصریح نہ کرے اس سے کوئی فعل معتبر نہ ہوگی۔

اقول ٹیپا: ان مجتہد ہوں میں حق بجانب ہمارے ہے تم ول کی ٹھنڈی سرنگ برہو، کھلائے کے قابل  
 نہ تھے یعنی لوگ حبش نہیں جہز کر دکھلائے دیتے ہیں بھلا اولاً اتنا تو ارشاد ہو کہ بہت ائمہ جرح و تعدیل و تصحیح  
 تصنیف و غیرہ ایسے گزرے ہیں کہ کوئی کتاب تصنیف نہیں ان سے نقل معتبر ہو سکے گا کیوں کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔

ٹھانیہ آپ جو ایسی مبلغیہ تقریب کے معروضے رواۃ میں کسی کو ثقہ کسی کو ضعیف کسی کو حسن کسی کو چنان  
 کہہ رہے ہیں ظاہر ہے کہ مصنف تقریب نے ان میں کسی کا نام نہ کیا، نہ سال بعد پیدا ہوئے انھیں  
 دیکھا اور اپنی سچائی سے پرکھنا تو قلم نہیں اسی طرح ہر غیر ناظر میں یہی کلام ہوگا، اب رہی دیکھنے والوں سے نقل  
 سوامر ضعیفہ کے ثبوت قویہ کے ناظرین بصری نے اپنی کسی کتاب میں ان کی نسبت یہ تصریحیں کی ہیں۔

ٹھانیہ آپ کہ اس کتاب میں اور سببیوں بقول سلف سے ایسی نکلیں گی کہ آپ حکایات متفرق کے  
 اقتدا پر نقل کر لائے اور ان سے احتجاج کیا کچھ غیرت رکھاتے ہو تو نشان دی کر کہ وہ باتیں منقول ہم سے کسی کتاب  
 میں بھی ہیں مگر یہ کہیے کہ بیچو زللوہا یا مالا بیچو زللیہ (دکان کے لیے وہ کچھ جائز ہے جو (مٹل کیلئے جائز نہیں ہے)۔

افاضہ ثانیہ: رہی اس باب میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی احمد و شافعی و  
 عبد الرزاق و بیہقی،

وہذا حدیث احمد اذ یقول حدیثا عبد الرزاق  
 اخبرنا ابن جویہ اخبرنا حسین بن عبد اللہ  
 بن عبد اللہ بن عباس عن عکرمۃ و

ابوہریرہ و الساری شرح صحیح بخاری باب یزقر انظر الی العذر موطوع دار الکتب العربیہ بیروت ۲/۳۰۲  
 سنیل الاوطار شرح مفتی الانوار ارباب الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مصلیٰ ابوابی مصر ۲/۳۰۲

کریب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: انا اخبرکم عن صلاة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في السفر؛ قلنا: ولى. قال: كان ادخاله الشمس في منزله جمع بين الظهر والعصر، قبل ان يركب، وان لم يركب في منزله صبر، حتى اذا كانت العصر من جمع بين الظهر والعصر - وانما رايه ابو داود تعليقاً، فقال: رواه هشام بن عروة عن حسين بن عبد الله عن كريب بن عباس عن النسي بن النسي، الله تعالى عليه وسلم، ولم يذكر لفظه.

کریب: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے ہم سے پوچھا: کیا میں تمہیں سحر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں نہ بتاؤں، جو سننے کا، کہوں نہیں (مردور بتاتیں) انہوں نے کہا کہ اگر بجائے قیام پر رول ہو جاتا تھا تو سوار ہونے سے پہلے ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے اور اگر جاسے قیام پر زوال نہیں ہوتا، تو قریب پڑھتے تھے اور جب عصر ہوتی تھی تو آخر ظہر و عصر کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے۔ اس روایت کی طرف ابو داؤد نے تعلیقا اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو بشام ابن عروہ نے حسین ابن جندبہ سے، اس نے کریب سے، اس نے ابن عباس سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ابو داؤد نے اس کے

السلام انکس سے ہیں (ت)

خود قائل ہیں جب اس کا ضعف مسلم کے لئے شاید اسی لیے کہ صحیح بخاری میں بھی اس کا ذکر زبان پر نہ آئے لہذا اس میں زیادہ کلام کی ہمیں حاجت نہیں تاہم اتنا معلوم رہے کہ اس کے داوی حسین نے کراؤن نشان کے نزدیک ضعیف ہیں۔ لیکن نے فرمایا: اصیفاء۔ ابو حاتم رازی نے فرمایا: اصیفاء، یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ (ضعیف ہے اس کی حدیث لکھی جائے مگر اس سے استدلال نہ کیا جائے۔ ت) الترمذی وغیرہ نے کہا: ایس بقوی (قوی نہیں ہے۔ ت) جوزجانی نے کہا: لا یشتعل بہ (اس کے ساتھ مشعل نہیں جوتا چاہئے۔ ت) بن حبان نے کہا: یقلب الاصابید ویوقع المر اسید (استادوں کو ٹیٹ دیتا تھا اور مر اسید کو مرفوع

۳۲۶/۱	مطبوعہ دار الفکر بیروت	سے منہ نام احمد بن حنبل، از منہ عبد اللہ بن عباس
۱۶۱/۱	مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی لاہور	سے سمن ابی داؤد باب الحج من الصلاۃ
۵۳۸/۲	مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت	مصنف: ابی یزید زریاب بن ہمام جمع من الصلاۃ
۳۰۲/۱	دار المکتب العربیہ بیروت	سے ارشاد الساری باب یزید زریاب، حصہ ۱
۵۳۶/۱	دار المدق بیروت	سے میزان الاعتدال ترجمہ سیدنا عبد اللہ ۲۰۱۲
۲۴۲/۲	مصطفیٰ البابا مصر	سے میل الادب و شرف مفتی ارشاد ابن ابی بن الصدیق

بنادیتا تھا۔ ت۔ محمد بن سعد نے کہا، کان کثیر الحدیث، ولہم اسرہم یحتویون بحدیثہ (حدیثیں بہت  
 میں کرتا تھا، علیہ اس کی احادیث سے اسناد مل نہیں کرتے تھے۔ ت) یہاں تک کہ نسائی نے فرمایا، متروک  
 الحدیث۔ امام بخاری نے فرمایا علی بن مدینی نے کہا، ترک حدیثہ (میں نے اس کی حدیث کو ترک کر لی ہے) درج  
 حافظ نے تقریب میں کہا، ضعیف۔ اس حدیث کی تصنیف شرح بخاری قسطلانی، شافعی و شرح منیٰ و رشتانی  
 مکی و شرح مفتی شرف الدین عسکری میں دیکھیے، ارشاد میں فتح الباری سے ہے،

لیکن اس کا ایک شاہد ہے جو بطریقہ حماد مروی ہے۔  
 حماد ایوب سے، وہ برقاہ سے، وہ ابن عباس  
 سے روایت کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ میرے خیال  
 میں یہ روایت مرفوعہ ہی ہے کہ جب سفر کے دوران  
 کسی سرور پر آرتے تھے اور وہ مگر پسند آجاتی تھی تو  
 وہاں ٹھہرتے تھے یہاں تک کہ وہ دھڑک کر پڑتے تھے  
 پھر سفر شروع کرتے تھے اور اگر کوئی ایسی سرور مہیا  
 میں مرنے کو تو چلے رہتے تھے یہاں تک کہ کسی جگہ  
 آکر ٹھہر دھڑک کر پڑ جاتے تھے۔ اس کو بہتر ہے کہ  
 کیا ہے یا اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن اس کا مرفوع  
 ہونا مشکوک ہے۔ خصوصیات یہ ہے کہ یہ روایت  
 موقوف ہے۔ بہت سی ایک اور سند سے بھی اس کو  
 روایت کیا ہے جس کے معانی اس کا، ابن عباس پر موقوف ہو یا یقینی ہے، اس کے الفاظ  
 اس طرح ہیں جب تم چلنے والے ہو تو یوں کیا کرو کہ۔۔۔ اس کے بعد درج بالا طریقہ مذکور ہے۔ (ت  
 شرح منیٰ میں اسے ذکر کر کے فرمایا، وقد قال ابو داؤد لیس فی تعقیم لوقت حدیث قاسم  
 (ابو داؤد نے فرمایا، تعقیم وقت پر کوئی حدیث ثابت نہیں۔ ت)  
 اقوال وہ ضعیف اور اس کا یہ شاہد موقوف اگر مانع من جمیع و مرفوع بھی ہوتے تو کیا کام دیتے کہ ان کا

سے نیل الاوطار شرح متفق الآثار ابواب الحج میں الصلاۃ میں مطبوعہ مصحف الباب فی مصر ۲۲۴/۳  
 سے اوش و اساری شرح بخاری باب یزید الخیر الی الخیر فی الرجل مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/۳۳  
 سے شرح ارتقانی علی الموطا امام مالک، الحج میں الصلاۃ و الخیر و السفر مطبوعہ المکتبۃ النبیۃ الکبریٰ مصر ۲۱۲/۲

حاصل توبہ کہ جو منزل حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند آتی اور وہ پہرہ میں جو جاتا تو ظہر و عصر دونوں سے  
فادراً ہو کر سوار ہوتے اس میں عصر کا پیش از وقت پڑھ لینا کہاں نہکا بعینہ اسی بیان سے شاہ کا سامر حقیقی  
یعزل فی جہم جمع حقیقی پر اصل شاہ نہیں اور کانت العصر کا جواب بوجہ تعالیٰ بیانات آئندہ سے لیجئے  
و باندہ التوفیق اگر کیجئے روایت شافعی قول ہے ،

اخبرنی ابن ابی یحیی عن حسین بن عبد اللہ  
بن حبیب اللہ بن عباس بن محبوب عن ابن  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ، قد ذکر الحدیث  
وفیه جمع بین الظہر والعصر فی الزوال<sup>۱</sup>۔  
خبر دی مجھے ابن ابی یحییٰ نے حسین بن عبد اللہ سے کہ  
کریب نے ابن عباس سے روایت لی ہے اس کے  
بعد مندرجہ بالا روایت مذکور ہے اور اس میں ہے کہ  
زوال کے وقت ظہر و عصر کو جمع کرتے تھے ۔ (۱)

**اقول** اس کی سند میں ابن ابی یحییٰ رافضی قدری معتزلی بھی متروکہ واقع ہے امام اہل یحییٰ بن سعید  
بن قحطان داماد اہل یحییٰ بن معین داماد اہل یحییٰ بن یزید بن زید بن دارون داماد ابو داؤد و غیرہم اکابر نے  
فرمایا ، کہ اب تھا ۔ امام احمد نے فرمایا ، ساری بلائیں اُس میں تھیں ۔ امام مالک نے فرمایا ، وہ حدیث میں  
ثقل ہے نہ دین میں ۔ امام بخاری نے فرمایا ، ائمہ محدثین کے نزدیک منکر ہے ۔ میزبان الاعتدالی میں ہے ،

ابو یحییٰ بن ابی یحییٰ ، احمد بن حنبلہ ،  
قال یحییٰ بن سعید ، سألت مالکاً عنہ ،  
اكان ثقله فی الحدیث ، قال ، لا ، ولا ف  
دیہ ۔ وقال یحییٰ بن معین ، سمعت  
لقطان یقول ، ابو یحییٰ کہ اب ۔  
وروی ابوطالب عن احمد بن حنبلہ ، قال ،  
ترکوا حدیثہ ، قدری ، معتزلی ، یروى  
احادیث لیس لها اصل ۔ وقال البخاری ،  
ترکہ ابن العیاض ، الناس ۔ وروی عبد اللہ  
بن احمد عن ایہ ، قال ، قدری ، حمی ،  
اور کہ ابن ابی یحییٰ صاحب علماء میں سے ایک ہے  
یعنی اسی سعید نے کہا کہ میں نے اس کے ہاں سے  
مالک سے پوچھا کہ کافہ حدیث میں قابل اعتماد تھا ،  
انہوں نے جواب دیا ، وہ حدیث میں قابل اعتماد  
تھا ، نہ دین میں ۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا ، میں نے  
قطان کو کئے سننا ہے کہ اگر اہم ابن یحییٰ کہ اب ہے ۔  
ابوطالب نے احمد بن حنبلہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں  
نے کہا ، علماء نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے ،  
قدری ہے ، معتزلی ہے ، بے اصل حدیثیں نہایت  
گستاخ ہے ۔ بخاری نے کہا ، ابن مبارک نے ابو داؤد کو

اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔ عبد اللہ بن عبد ربیع  
والد سے نقل کرتے ہیں نہ انھوں نے کہا: قدری ہے،  
بھی ہے، ہر بلا اس میں پائی جاتی ہے، لوگوں نے اس  
کی حدیث چھوڑ دی ہے۔ عباس۔ ابی معین سے نقل  
ہے کہ وہ کتاب ہے، راضی ہے۔ محمد ابن عمری  
اور

کل بلا فیہ، ترک الناس حدیثہ، وروى  
عباس بن عبد ربیع، کذاب، راضی۔  
وقال محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، سمعت  
علیاً یقول، ابوہریرہ بن ابی یحییٰ کذاب۔  
وقال النبی والد ارقطی وغیرہا، متروک  
ابن ابی شیبہ نے کہا ہے: میں نے علی کو کتے سنا ہے کہ ابراہیم ابن ابی یحییٰ کذاب ہے۔ نسائی، دارقطنی، اور  
دوسروں نے کہا کہ متروک ہے۔ (ت)  
اُسی میں ہے،

ابن حبان نے کہا کہ حدیث میں جھوٹ ہوتا تھا۔ (ت)

قال ابن حبان، کان یکذب فی الحدیث  
اُسی میں ہے،

ابو محمد دارمی نے کہا کہ میں نے یزید ابن اردن سے سنا  
کہ وہ ابراہیم ابن ابی یحییٰ کو جھوٹا قرار دیتے تھے۔ (ت)

قال ابو محمد الدارمی، سمعت یزید بن  
ہارون، یکذب ابوہریرہ بن ابی یحییٰ  
تذہیب التذہیب میں ہے

زہری اور صالح مولی التوامہ سے اور اس سے شافعی  
اور دیگر علماء نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن احمد اپنے  
والد سے بیان کرتے ہیں کہ (ابراہیم مذکور) قدری  
تھا، معتزلی تھا، جہمی تھا، ہر بلا اس میں موجود  
تھی۔ ابوطالب نے احمد بن حنبل سے نقل کیا کہ لوگوں  
نے اس کی حدیث چھوڑ دی تھی، وہ لوگوں کی حدیثیں  
نے کو اپنی کتابوں میں لکھ لیتا تھا۔ یحییٰ قطان نے کہا:  
جھوٹا ہے۔ احمد ابن سعید ابن ابی مریم نے کہا: میں نے

عن الزہری وصالح مولی التوامہ وعنه  
النسائی وأخرون، قال عبد الله بن أحمد  
عن أبيه، كان قدسيا، معتزليا، جهميا،  
كل بلا فيه۔ قال ابوطالب عن أحمد  
بن حنبل، ترك الناس حدیثہ، وکانت  
یاخذ احادیث الناس فیضعها فی کتبہ۔  
وقال یحیی القطان، کذاب۔ وقال احمد  
بن سعید بن ابی صریح، قلت لی یحیی بن

مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۵۴ - ۵۸

۶۰/۱ " " " "

لے میزان الاعتدالی ترجمہ ابراہیم ابن ابی یحییٰ ۱۸۹

۱۸۹ " " " " " "

معین، عابن بن یحییٰ، قال: کذاب! یحییٰ ابن یحییٰ سے ابن ابی یحییٰ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: کذاب ہے۔ (ت)

تذکرۃ الحفاظ میں ہے: قال ابن معین و ابو داود: سراقہ کذاب (ابن معین اور ابو داود نے کہا: سراقہ کذاب ہے۔ ت) الا حرم تقرب میں ہے: معتزلہ کذاب، لکل صاحب کتاب۔ یہاں تک کہ ابو عمر عبد البر نے کہا: اُس کے معتزلہ پر ایمان ہے، کما نقلہ فی المیزان فی ترجمۃ عبد الکریم بن ابی الصغیر و اللہ تعالیٰ اعلم۔

### افاضۃ ثانیۃ: یحییٰ بن عبد ربیع دارقطنی

حدیثنا احمد بن محمد بن سعید ثنا المسدس  
 بن محمد ثنا ابی ثناء بن محمد بن الحسین  
 بن علی بن الحسین ثنی ابی عن ابیہ عن  
 جدہ عن عن عبدی بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال  
 کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا  
 امر بحدیثین تروى الشمس حدیثین لظہر  
 والعصر، فاذا جد به السیرا خرا لظہر و  
 عجد لعصر، ثم جمع بينهما۔  
 حدیث: یحییٰ بن احمد بن محمد بن سعید سے مسدس میں حد  
 سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے اپنے باپ  
 سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے اپنے والد حسین  
 سے، اس نے اپنے والد علی بن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے، انھوں نے اپنے والد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر زوال کے  
 وقت دو حدیثیں اختیار فرماتے تھے تو ظہر و عصر کو اکٹھا  
 پڑھ لیتے تھے اور اگر دو حدیثیں میں جلدی ہوتی تھی تو  
 ظہر کو عصر کے اور عصر کو مقدم رکھتے دونوں کو پڑھ لیتے تھے۔

اس میں سراقہ جابرہ کے کوئی راوی ثقہ معروف نہیں۔ عمدۃ الناری میں فرمایا،  
 لا یصح اسنادہ، شیخ المدائنی هو  
 ابن العباس بن عقیقہ، احمد الحفاظ،  
 اس کا اسناد صحیح نہیں ہے کیونکہ دارقطنی کا استاد (احمد)  
 ابوالعباس ابن عقیقہ ہے، جو اگرچہ حفاظ حدیث

سے علامہ دہب تیسرے کمال ترجمہ ازیم بن ابی یحییٰ، مطبوعہ مکتبۃ اریضہ بخاری (سیحون پورہ) ۵۵/۱  
 ت تذکرۃ الحفاظ ترجمہ ازیم بن محمد المدنی مطبوعہ دارۃ المعارف حیدر آباد دکن ۲۲۷/۱  
 سنہ تقریباً ۱۰۰۰ " " " " مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ حیدرآباد، پاکستان ۲۳ ص  
 سنہ میزبان ۱۵۴۲ " " " " مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۶۴۶/۲  
 سنہ سنہ دارقطنی باب الجمع بین العللین فی السفر مطبوعہ مشرقتہ لندن ۲۹۱/۱

نکد شیعہ (قلت : بل نص فی موسم آخر  
من المیزان ، فیہ وفی ابن خراش ، انت  
فیہما مض و مدعة . اه) وقد تکلّم فیہ  
الدارقطنی و حمزة السهمی و غیرہما . و  
شیحہ المنذر بن محمد بن المنذر ، لیس  
بالقوی ایضا قالہ الدارقطنی البصا . و  
ابو وجده یحتاج الی معرقتہما .

میں سے لیکن شیعہ ہے ۔ میں نے کہا ، علامہ میں کے  
ایک اور معاصر میں اس کے اور اس خراس کے متعلق  
لکھا ہے کہ ان میں رخص اور برکت مانی جاتی ہے  
خود دارقطنی اور حمزہ سہمی وغیرہ نے بھی اس پر حرج  
کی ہے ، اور اس کا استناد منذر ابن محمد بن منذر  
بھی زیادہ قوی ہیں ہے ۔ یہ بات بھی دارقطنی نے  
کہی ہے ۔ اور منذر کا باپ اور دادا دونوں غیر شیعہ ہیں ۔

اقول : وہ صحیح ہی سہی تو اضافات صاف ہمارے مفید و موافق ہے اُس کا طریق مفاد یہ کہ سورت  
ڈھیلے ہی گویا ہوتا تو ظہر میں فرساتے پڑھا ہر کہ زوال ہوتے ہی گویا اور جب تقدیم کا معنی حال یک پیش از زوال طرہ  
عصر پڑھ لیتے لاجرم وہی مع مراد جس کا صاف بیان خود آگے موجود کہ ظہر پیر اور عصر جملہ پڑھتے ، یہی معن صوری ہے  
کی لائیک ۔

افاضۃ رابعہ : حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ان شاء اللہ العزیز حج تاخیر میں آتی ہے اُس میں  
معروف و محفوظ و مروی جا بجا حدیث و مدول و زید بن اسلم و حسن ابی داؤد و تفسیر نسائی و  
مصنف طبری و غیرہ عامہ روایں اسلام صرف اس قدر ہے کہ حضور پُر نور صلاۃ اللہ تعالیٰ و سلام علیہ  
اگر دو پہر ڈھیلے سے پہلے کوئی فرساتے طہری عصر تک تاخیر کر کے ساتھ ساتھ پڑھتے اور اگر مرل ہی بد وقت ظہر  
آجائے اصل الظہر شمس کی کثرت ظہر پڑھ کر سوار ہو جاتے جس سے یکم مقابلہ و سکوت فی معرض الیہں و صلاۃ طہر  
کہ ساتھ ظہر پڑھتے عصر اس کے ساتھ ملائے و لہذا نا فیان میں تقدیم نے اُس سے تمسک کیا کہ فی حدیث لغاری  
و اسناد النساوی و غیرہما اگر بعض روایات غریب میں آیا کہ طہر و عصر دونوں پڑھ کر سوار ہوتے رہے  
نے آریعین میں بطریق

ابی البصا ص محمد بن یعقوب عن محمد بن  
اصحق البصا عن ابن حبان عن عیبد اللہ  
عن المنصور بن فضالہ عن عقیل عن  
انوالیاس محمد بن یعقوب نے محمد بن اسحق صا . لی  
سے ، اس نے حبان ابن عبد اللہ سے اس نے  
مفضل ابن فضالہ سے اس نے عقیل سے اس نے

سہ عمدۃ تارخی باب الجمع فی السفر من لغز العشاء مطبوعہ المطابع الخیرۃ دمشق ۱۴۹ / ۷  
ش صحیح صحاح باب اذا ارتحل لعدما راعت الشخص قدیمی کتب خانہ گرجی ۵۰ / ۱

ابن شہاب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
روایت کی کہ اگر روانگی سے پہلے زوال ہو جاتا تو  
ظہر عصر پڑھ کر سوار ہوا کرتے تھے۔ (دست)

جعفر فرماتی ہے تفرغ و خرواجی بنی راجح ہے روایت کی،

عن شبیہ بن سوار عن النبی عن عقیل  
عن النبی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،  
قال، کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اذا کان فی سفر فزال الشمس صلی الظہر  
والعصر جمیعاً ثم یرتحل۔  
اوسط طبرانی میں ہے،

حدثنا محمد بن ابرہیم بن عیسیٰ شیبیب  
الاصبہانی قال ثنا ہارون بن عبد اللہ الکمال  
ثنا یعقوب بن محمد الرہری ثنا محمد بن  
سعد ان ثنا ابن جحلان عن عبد اللہ بن  
الفضل عن انس بن مالک عن انس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ، انہ الشیخ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کان اذا کان فی سفر فزال الشمس  
قبل ان یرتحل صلی الظہر والعصر جمیعاً۔

روایت اسکی پر امام ابو داؤد نے انکار کیا اعمیل نے اُسے معلول بتایا کما فی العدة وغیرہا۔

اقول: الامام اسحاق رحمہ  
اللہ تعالیٰ عنہ، لا حکام فی جدال قدرہ  
وعلمہ تجربہ، لکن نص الامام ابو داؤد انہ

لہ ابو یحییٰ عاکم

میزان الاعتدال کوالرجع فرمائی ترجمہ ۷۳۱ دارالعرفۃ بیروت ۸۳/۱

معجم اوسط حدیث ۷۵۴۸ مکتبہ سعادت ریاض ۸/ ۲۷۱-۲۷۲

چند ماہ پہلے اس کے حافظے میں قیصر آگیا تھا۔ ابو داؤد نے کہا کہ انہی دنوں میں میں نے اُس سے کچھ سنا تھا اور اس کی وجہ سے مجھے مطمئن کیا گیا۔ جیسا کہ تہذیب میں ہے۔ اور حافظ مزی نے اس کی وہ حدیث ذکر کرنے کے بعد، جس میں اس نے اصحابِ سبعین کے الفاظ پر اضافہ کیا ہے، کہا ہے کہ اسحق کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آخر میں اس کو اعتدال ہو گیا تھا۔ جیسا کہ میزان میں ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ابنِ دہقان (رحمۃ اللہ تعالیٰ) بیشتر حدیثیں محض یاد کے سہارے بیان کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے نو راۓ سہایتی یاد سے اٹھا کر دیا تھا، جیسا کہ تہذیب میں ہے کہ احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ میں نے براہِ کرم ابنِ ابی طالب کو یہ بات کہنے سے روک دیا۔ ذکر کی ہے۔ نو راۓ روایت میں اگر اس بات کو یاد نہ ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس دور میں دیگر روایات میں اتنی غلطیوں سے غلط ہے۔ (ت)

لاحزم امام ذہبی شافعی نے اس حدیث کو منکر کہا، اور امام اسحق کی لغزش، حفظ و اشتباہ سے کہا۔ چنانچہ اس نے کہا ہے کہ اسی طرح وہ حدیث بھی روا کیا ہے فریابی نے اگلے ابنِ ربیع سے، اس نے شہاب سے، اس نے لیث سے، اس نے عقیل سے، اس نے ابنِ شہاب سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سفر میں

کا بے تعبیر قبل موتہ باشہر، قال، وصحبتہ منہ فی تلك الايام فی مہبت بہ۔ کہا فی التذہیب۔ وقد لفظ المزی حدیثہ الہدیٰ خراہیہ علی اصحابِ سبعین، فقالہ اسحق اختط فی حجر عمرہ۔ کہا فی میزان۔ ولا شک، نہ مرحمہ اللہ تعالیٰ کان کثیر التحدیث من ہر تہذیب، اصلی المستد کلاہ من حفظہ کہا فی التذہیب، قال، قال احمد بن اسحق انہی سمعت ابراہیم بن ابی طالب یقول، فذکرہ۔ فلا غرو ان یمتیہ غلطو فی حدیث او حدیثین، ومن المعصوم عن مثل ذلك فی صفة ما روی وکثرہ ۹

ابن ابی طالب کو یہ بات کہنے سے روک دیا۔ ذکر کی ہے۔ نو راۓ روایت میں اگر اس بات کو یاد نہ ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس دور میں دیگر روایات میں اتنی غلطیوں سے غلط ہے۔ (ت)



کہتی ہے، اس کی حدیث لکھی جائے مگر اس کو حجت نہ بنایا جائے۔ اُسی میں ہے،

ابو بکر اترے نے امیر بن خلیل سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث  
عقیدہ ارجاء کی دعوت دینا تھا اور اس سے ایک  
ایسا قول بھی منقول ہے جو ان تمام باتوں سے زیادہ  
نجیث ہے۔ اس نے کہا کہ جب (اللہ تعالیٰ) کوئی  
بات کہتا ہے تو یقیناً اپنے ایک عشرہ (زبان) کو کام  
میں لاتا ہے۔ یہ ایک نجیث قول ہے، میں نے کسی کو یہ  
بات کہتے نہیں سنا۔ (دست)

اُسی میں ہے،

ابو بکر محمد بن ابی اسحاق نے کہا کہ مجھے ابو علی بن سختی مدنی نے بتایا  
کہ کھ سے مدنی کے ایک مشہور آدمی نے بیان کیا کہ میں نے  
خواب میں ایک خوش لباس اور خوش شکل شخص کو دیکھا  
، اس نے مجھ سے خوب رقم کہاں سے رہتے والے ہو؟ میں  
نے کہا میں اہل مدائن میں سے ہوں۔ اس نے پوچھا مدائن  
کے کس حصے میں رہتے ہو جس میں ابوشبابہ رہتا ہے؟  
میں نے کہا ہاں، اس نے کہا کہ پھر میں ایک عاکرتہ بنو  
اور تو آجین ہو۔ (اس نے یوں دُعا کی، اے اللہ:  
اگر شبابہ تیرے بچے کے اہل سے بعض رکھتا ہے تو اس کے  
اسی وقت فاج میں مبتلا کر دے۔ اس آدمی نے کہا کہ  
یہ دیکھو کہ میں جاگ گیا اور غہر کے وقت مدائن کے اس  
صحفے میں جہاں شبابہ رہتا تھا، گیا تو دیکھا کہ لوگوں  
میں اضطراب پایا جاتا ہے، میں نے پوچھا کہ لوگ کیوں  
پریشان ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ آج سحر کے وقت شبابہ پر فاج گرا اور ابھی ابھی گر گیا ہے۔ (دست)

قال ابو بکر محمد بن احمد بن حنبل، کان  
يبدو عاقل الاثر من احمد بن حنبل، كان  
من هذه الاقاويل، قال: اذا قال فقد  
عمل بجاس حقه، وهذا قول نجیث، ما  
سمعت احدا يقولہ۔

قال ابو بکر محمد بن ابی الشیخ، حدیثی  
ابو علی بن سختی المدائنی، حدیثی من اجل  
معرفة من اهل المدائن، قال: رايت  
في المنام رجلا نظيف الثوب حسن الهيئة  
فقال لي: من اين انت؟ قلت: من اهل  
المدائن، قال: من اهل الجنايب الذي  
فيه شبابة؟ قلت: نعم، قال فاني ادعو  
الله، فاصب على دعائي: اللهم اكمل  
شبابة بعض اهل نبيك فاضرب الساعة  
بغالبهم۔ قال: فانتبهت، وجئت الى  
المدائن وقت الظهور، واذا الناس في  
هرج، فقلت: ما لئس؟ قالوا: فلي شبابة  
في السحر، وصارت الساعة۔

پریشان ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ آج سحر کے وقت شبابہ پر فاج گرا اور ابھی ابھی گر گیا ہے۔ (دست)

روایت حاکم و طبرانی کو خود قاضی بھی ضعیف مانی ہے، فرماتے ہیں، مؤلف نے دلائل میں وہ حدیث بیان کی ہیں جن کی طرف ہم کو کچھ انتہات نہیں تھیں یہی ایک روایت ابو داؤد جس کے راوی میں ضعف تھا ایک روایت مسلم و طبرانی ایک روایت ابن عساکر حاکم نقل کر کے ان پر یمن کر دیا اور دار وایتیں میجر متداول تھیں نقل کر کے ان کا جواب نہیں دیا یہ کیا دینا رہی ہے اور کیا مردانگی کہ بخاری و مسلم کہ چھوڑ کر ابن عساکر حاکم اور اوسط طبرانی کو پکڑا اور اُس سے دو روایتیں ضعیف نقل کر کے ان کا جواب دیا۔ لہذا جس ان کے باب میں تفصیل کلام کی حاجت نہ رہی تھا

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

غیر یہ تو ملا بھی سے خدا جانے کس عبوری نے کھوا چھوڑا مگر ستم

ملطیفہ : اس میں ماخوذات کی توفیق یہ ہے کہ جب یہ روایتیں ناقابل احتجاج نکل گئیں خود روایت صحیحین میں لفظ والعصر پڑھا دیا۔ فرماتے ہیں روایت کی بخاری اور مسلم نے اس سے (الی قولہ) فان سراج الشمس قبل ان یتردد صلی الظهر والعصر شمس کب۔

اقول ملا بھی ضعیف کی مروی تو بکھرا نہ آپ نے دیکھ لی اب بعد تعالیٰ اور دیکھنے کا یہاں تک کہ آپ کی سب ہر سوں کی تسکین ہر ملنے مگر دینا رہی و مردانگی اس کا نام سو کا کہ مشہور و متداول کتب میں تو لغت کیجئے مردانہ پس کا دعویٰ ہے تو صحیحین میں عمارت کا نشان دہنے ایک راہ میں آپ کو خط کفری جاگتا ہے کہ زمین کے طبقات زیریں میں حضور پر نور منزہ عن ائسل والنظیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاذ اللہ پھر شل موجود ہیں یہ بخاری مسلم شاید انہیں طبقات کی ہوں گی۔

ثم اقول وبالله التوفیق یہ سب کلام بالائی تھا فرض کر لیجئے کہ یہ روایت صحیحہ کہ خود صحیحین میں موجود سی پھر تمہیں کیا ملے اور ہمیں کیا ضرر اس کا کہ اتنا حاصل کہ سورہ منزل ہی میں داخل جاتا تو ہر عصر دونوں سے خارج ہو کر سرا ہوتے اس سے صبر کا پیش اور وقت پھر لینا کہاں سے نکلا۔

اقولہ او اطلاق نبی کے لیے سے زمعیت و تعقیب کے واسطے، جمیعاً بھی اسی مطلق تھا کہ تاکید کرتا ہے جو مفاد وہ ہے اس کا مطلق صریح اجتماع فی الحکم ہے نہ خواہی خواہی اجتماع فی الوقت کیے کریمہ و قولہ الی لذلک

عنه مدعی شریعت میں زیر آکر کر قلنا اھبطوا صفا جمیعاً ہے  
جمیعاً احادیث انھط، تاکید فی المعنی، کا سہ  
قیل، اھبطوا صفا جمیعاً، ولہذا لا یستدعی  
بعضہم عن اھبوط فی زمان واحد کقولک  
جاؤا جمیعاً، اھبطوا صفا جمیعاً، مدعی اللہ تعالیٰ عنہ (م)  
کہ سب آئے اھبطوا صفا جمیعاً، مدعی اللہ تعالیٰ عنہ

فل معیار الحق ص ۳۶۵، ۳۶۶ فل معیار حق ص ۳۶۹

جميعا ايها المؤمنون لعلكم تفلحون ﴿١﴾ (اور توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تم سب اسے اہل ایمان! تاکہ تم فلاح پاؤ۔) نے یہ ارشاد فرمایا کہ سب مسلمان توبہ کریں حکم تو ہر سب کو شامل ہو یا یہ فرض کیا کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک وقت ایک ساتھ مل کر معاف توبہ کریں۔

مثانیاً اجتماع فی الوقت کہ مدینہ فریست اجتماع فی الکرم معاف ہو یا خود اس کے لیے بھی وضع ماند اسس وقت سے وقت نماز اور نہیں ہو سکتا کہ وضع الفاظ قیسیں اوقات نماز سے مقدم ہے لفظ جمیع اپنے معنی لغوی پر اہل جاہلیت بھی بولتے تھے جنہیں نماز سے خبر تھی نہ اسس کے وقت سے، توہ جرم اس تقدیر پر اس کا معاف اتوا نہ نماز و قرا و مقام دست فی العصر ہو گا وہ دو نماز فرض میں ناگھیں اور اتصال بروہ قیسیں اس معنی جمیع کا فرد ہیں بلکہ صریح بیان، لا جرم پھر اس معنی واضح و روشن و اقل قیسیں یعنی اجتماع فی الکرم کی طرف رجوع لازم نہ تاحصت حقیقت مجاز کی طرف معیرا مجاز صرحاً مستدل کو۔

مثانیاً تعقیب ہی سہی پھر جمع صوری کی نفی کہاں سے ہوتی صلت جمیعاً یوں بھی صادق اور ادعائے تقدیر باطل و زامتی ہکذا یدعی التحقیق واللہ ولی التوفیق بکہ اللہ آفتاب کی طرح روشن ہو اگرچہ تقدیر پر اصلاً کوئی دلیل میں کسی حدیث صحیح میں اس کی کو بھی نہیں، ظہری کا قطعی مقدمہ کہہ دینا خدا پ نے کس نشہ کی ترنگ تھی، سبحن اللہ اکیا ایسی ہی سو سو بہتیت معاف ص قری و نص و س اور پیش از وقت نماز کے بطلان پر اجتماع امت ترک کر دے جاتیں گے اور خدا و رسول جل جلالہ و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مانڈے ہوئے اوقات امت پٹ ہو سکیں گے، یہ اچھا عمل یا حدیث ہے کہ اپنی خیال بندیوں پر وہ دعویٰ بلند اور قرآن عظیم و حدیث و ایمان سب سے آنکھیں بند دلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و حسبی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

## فصل سوم تضعیف دلائل جمع تاخیر

الحمد للہ جمع تقدیر کے جواب سے فراغ تام ہوا، اب جمع تاخیر کی طرف چلیے۔ ملا جی ہزار کاوش و کاوش یہاں بھی دوسری حدیثیں چھانٹ پائے ہیں کہ الفاظ متعدد کے ذکر سے شاید عوام کو یہ وہم دلانا ہو کہ اتنی حدیثیں جیسا یہ دو حدیثیں وہی احادیث ہیں، ہر دوسری حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ صدر فصل اول و اخلاصہ ثانیہ میں جس کے بعض طرق و الفاظ حدیث اول جمع صوری و حدیث اول و دوم حدیث مجملہ میں گزرے ان کے بعض الفاظ بعض طرق کو لے لے القرآن ۳۱/۳۳ لے انوار التنزیل علی بامش القرآن الکریم منصفیہ ابوالی مصر ۱۸

طاعتی جمع حقیقی میں نص صریح لکھ کر لائے اور بزمِ خود بہت چمک چمک کر دعویٰ فرماتے اور حکم کی تسکین نے اکثر افادات علماء سے سابقین اور بعض اپنے سوانحِ حدیدہ سے اُن کے حوالوں میں کلامِ طویل کیے، فقیر غفرلہ المولیٰ القسیدہ کا یہ مختصر جواب نقلِ اقاول و مجاہد ماقال و قیل کے لیے نہیں لہذا البعدۃ تعالیٰ وہ افادات تازہ سننے کے فیض مولائے اجل سے قلبِ جہانِ اول پر فاضل ہوئے اہلِ نظر اگر مقابلہ کریں طویل و عظیم فرق پر خود ہی مطلع ہوں گے و اللہ یختص بہ رحمتہ من یشاء واللہ ذو العجل العظیم (امد تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جیسے چاہے مخصوص فرمائے اور اللہ تعالیٰ علم و فضل والا ہے۔ مثلاً)

**فاقول** وبحولِ اللہ اصولی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چالیس سے زیادہ طرق اس وقت پیش نظر فقیر ہیں اُن میں نصف سے زائد تو محض محل جن میں سے اشارہ کی طرف ہم نے احادیثِ مجملہ میں اشارہ کیا ہے نصف سے کم اُن میں اکثر صفاتِ صاف جمع صوری کی تھریا کر رہے ہیں جن میں سے چودہ روایات ہماری و ابو داؤد و نسائی و غیرہم سے اوپر نہ گور ہوئے، بل بعض میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بعد غروبِ شفق جمع کرنا نہ کرنا میں بھی بعض محض عروق مثل یہ آیت موطائے امام محمد،

الخبیر ما لک عن نافذ ای ابن عمر رضی اللہ عنہما  
تعالیٰ عنہما حین جمہ بین لمرید دج  
ما لک عن نافذ ای ابن عمر رضی اللہ عنہما  
تعالیٰ عنہما حین جمہ بین لمرید دج  
سار حقی غائب الشفق

اور بعض میں رفع سے قریب افادہ اجمال یعنی منقولہ اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تھریا اسی قدر منقول کہ جمع فرمائی قدر فروغ میں غیبتِ شفق پر تخصیص نہیں مثل روایتِ بخاری،

حدثت سعید بن ابی مریم احبنا محمد بن جعفر قال الخبیر بنی نرید، هو احب  
اسلم، عن ایبہ، قال، کنت مع عبد اللہ  
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بطریق  
مکة، فبلغہ عن صبیۃ بنت ابی عسید  
شدۃ دجوع، فاسرع السیر، حتی اذا کان  
بعد غروب الشفق، ثم نزل فسلمی المضراب  
حدیث بیان کی ہم سے سعید بن ابی مریم نے اس کو  
خبر دی محمد بن جعفر نے اس کو زید بن اسلم نے  
اپنے والد سے کہیں کہ کے راستے میں عبد اللہ بن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تھا تو بن صبیہ بنت  
ابی عسید کے پاس سے اطلاع ملی کہ وہ سخت درد میں  
ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی رفتار تیز کر دی یہاں تک  
کہ شفق غروب ہو گئی۔ اس کے بعد وہ اتر سے اتر

والفتية، يجمع بينهما، فقال: اني مرأيت  
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
اذا جرد به السير اخر العرب وجميع منتهى.

در آیت مسلم،

حدثنا محمد بن مثنى نا يحيى عن  
عبيد الله عن تميم بن ان عمر كان اذا  
جد به السير جمع بين المغرب والعشاء  
بعد ان يغيب الشمس ، ويقول ان رسول  
الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان اذا  
جد به السير جمع بين المغرب والعشاء -  
وهو واو الطحاوي فقال حدثنا ابن  
ابى داود شاصد ثنا يحيى بن - مسند  
ومثله .

و روایت ابی داؤد (

حدثنا سليمان بن داود التتكي نا عمادنا  
يؤوب عن ناظم ابن ابي حمير، استصرخ  
على صهيبة، وهو بمكة، صا رحن فرمت  
الشمس ويدت النجوم، فقال، ان النبي  
صلى الله تعالى عليه وسلم كان اذا اعجب  
به امرق سفر بين هاتين الامملا متين،

مغرب و حشا کی ہمار پڑھی، دونوں کو چھین کیا، پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر یہ کہ جب انھیں سفر میں جلدی ہوتی تھی تو مغرب کو منحصر کر کے دونوں کو چھین کر لیتے تھے۔ (مت)

حدیث بیان کہ ہم سے محمد ابن ثنی نے بھیجی ہے، اس نے عبید اللہ سے، اس نے نافع سے کہ ابن عمر کو جب سفر میں جلدی ہوتی تھی تو شوق غائب ہونے کے بعد مغرب و عشا کو جمع کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی جب سفر میں جلدی ہوتی تھی تو مغرب و عشا کو جمع کر لیتے تھے۔ علماء کو اس نے بھی ابن ابی داؤد سے، اس نے مسدد سے، اس نے بخاری سے، ابن ابی شیبہ سے، ایک ہی سند اور قس کے ساتھ۔ (د)

حدیث بیان کی ہم سے سیحان ابن داؤد عثمانی نے  
 علامہ سے، اس نے ایوب سے، اس نے نافع سے  
 کہ ابن عمر جب مکہ میں تھے تو ان کو حنفیہ کی شہید  
 بیماری کی اطلاع ملی اور وہ چل پڑے، یہاں تک  
 کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارہ ظہر ہو گئے،  
 تو کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں

۱/۲۳۳ صبح بخاری باب المسافر اذا جد السیر وقلی الی اہل مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱/۲۳۵ صبح مسلم باب جوار الجمع بین الصلاتین فی السفر " " مطبوعہ " " " " " "

۱/۱۱۴ ستہ شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین کیف ہو مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی



البرغیر تصحیح کی بعض روایات میں قبل یکتف کی طرف اشارہ کر کے رفع ہے وہ یہ ہیں ، روایت ابی داؤد ،

حدیث بیان کی ہم سے عبد الملک ابن شعیب نے اس نے ابن جب سے ، اس نے لیث سے ، اس نے کہا کہ رمح نے میری طرف لکھا کہ عبد اللہ ابن دینار نے مجھے بتایا ہے کہ میں عبد اللہ ابن عمر کے ساتھ تھا کہ سورج ڈوب گیا تو ہم چلتے رہے یہاں تک کہ جب شام ہو گئی تو ہم نے کہا : نماز نہ پڑھو چلتے رہے یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی اور تارے نمایاں ہو گئے ، اس وقت آپ اترے اور دونوں غاری کھلی پڑیں ، پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تھی تو جس طرح میں نے نماز

حدث عبد الملك ابن شعیب بائین وهيب عن الليث ، قال ، قال سريفة ، یعنی کتب الیه ، حدثت عبد الله بن دینار ، غابت الشمس ، وانا عند عبد الله بن عمر ، فصرنا ، فلما رأیناه قد اصعب ، قدنا ، والصلوة ، فاسر حتى غاب الشفق و تعبوت النجوم ، ثم انه نزل فوصلی صلاتین جمیع ، ثم قال ، سریت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم اذا جد به السیر صلی صلاتی هذه ، یقول یجمع بينهما بعد لیلی .

پڑھی ہے اسی طرح آپ بھی پڑھا کرتے تھے یعنی رات سوئے کے بعد ، کب پڑھتے تھے ۔ ( ۱ )  
روایت ترمذی ،

حدیث بیان کی ہم سے ہناد نے عبد سے ، اس نے عبد اللہ بن عمر سے ، اس نے نافع سے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلے نماز میں سے کسی کی سخت بیماری کی اطلاع ملی تو تیزی سے روانہ ہوئے اور مغرب کو اتنا مؤخر کیا کہ شفق ڈوب گئی ، پھر دونوں کو ملاک پڑھا بعد میں ساتویں کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تھی تو اسی طرح کرتے تھے ۔ ابو یونس نے کہا ، یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔ ( ۱ )

حدثت هناد عن عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ، انه استفیٹ علی بعض اہله فجاء به السیر ، و آخر المغرب حتى غاب الشفق ، ثم نزل فجمع بينهما ، ثم اخبرهم : ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم کان یفعل ذلك ، اذا جد به السیر ۔ قال ابو یونس : هذا حدیث حسن صحیح .

## روایت نسائی،

اخبرنا اسحق بن ابرہیم ثنا سفین عن ابی  
ابی یحیٰ عن اسمعیل بن عبد الرحمن عن  
شیخ من قریش، قال، صحبت بن عمر  
الی الحسن، فلما غربت الشمس، هبت انت  
اقول له، الصلوة، فصار حق ذهب  
بیاض الافق و فحمة العشاء، ثم نزل فصلی  
الحضر ثلاث مرکات، ثم صلی رکعتین  
علی اثرهما، قال، هكذا امرأیت رسول الله  
صلی الله تعالی علیہ وسلم یفعل.

خبر دی ہیں اسحاق ابن ابراہیم نے سفین سے، اس نے  
ابو یحییٰ سے، اس نے اسمعیل ابن عبد الرحمن سے جو  
کہ ایک قریشی شیخ ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ تھا  
جب وہ چراگاہ کو گئے اور سورج ڈوب گیا تو ان کی  
ہمت کی وجہ سے میں ان کو نماز کے بارے میں کہہ سکا  
چنانچہ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ اُفق کی سفیدی ختم  
ہو گئی اور عشا کی سیاہی مائل ہو گئی، اس وقت اترے  
اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں، پھر متصل (عشا کی)  
دو رکعتیں پڑھیں کہہ کر میں نے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو اسی طرح پڑھتے دیکھا ہے۔ (نت)

بظاہر زیادہ مستحکم جواب یہی تھی روایتیں جن میں مگر فقیر بنون الملک القدیر عز وجل وہ جوابات مشافہ و  
کافیہ و تقریبات صافیہ و وافیہ ہیں کہ یہ ساتویں طاق اور ان کے سوا اور بھی کچھ ہو تو سب کو بحول اللہ تعالیٰ  
کفایت کریں۔

## فاقول و بانه التوفیق و بہ العروج علی اوج التحقيق۔

جواب اول اسی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طرق کثیرہ جلیلہ صحیحہ کہ سابقاً ہم نے ذکر کیے  
صاف و واضح کاف و بآواز بلند تصریحات قاہرہ فرما رہے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز مغرب غروب  
شفق سے پہلے پڑھی اور عشا غروب شفق کے بعد، اور اسی کو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے  
روایت کیا اور روایات صحاح و جلیب الشان پر پھر نگاہ تازہ کیجئے۔ امام مسلم صاحب زادہ حضرت ابن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہی روایات مرویہ صحیح بخاری و سنن نسائی و صحیح اسمعیل و غیرہ میں فرما رہے ہیں کہ دو تین میل  
چل کر جب تارے کھل آئے اُن کو مغرب پڑھی پھر طہ کر عشا۔ عبد اللہ بن واقد شاکر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
مرو یہ سنن ابی داؤد میں روشن تر فرماتے ہیں کہ غروب شفق سے پہلے اُن کو مغرب پڑھی پھر منظر وہ یہاں تک  
کہ شفق ڈوب گئی اُس وقت عشا پڑھی، طہ کر کہ وہی امام تاج حلیہ حاکم و رفیق سفر و حضر ابن عمر رضی اللہ عنہما غروب شفق

والی سات روایتوں میں چار انھیں سے ہیں وہی وہاں اپنی روایات کثیرہ مرویہ سنسنی الی دادود حسن نسائی وغیرہ میں یونی ہی واضح و بلی تر فرما رہے ہیں کہ جب تک مغرب پڑھی ہے شفق ہوگئی تو ڈوبتی تھی بلکہ بعد کبھی انتظار فرما پڑا جب ڈوب گئی اس وقت غش کی تکیہ لگی اور اول تا آخر ان سب روایات میں تصریح صریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی ایسا ہی کرتے بلکہ حدیث امام مسلم میں یونی ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جسے جلدی ہو وہ اس طرح پڑھا کرے، لہ الصلاۃ، ان صلاۃ الفاظ مفسرہ نص میں ہیں کہیں بھی گنجائش تاویل و تبدیل ہے اور شک نہیں کہ فقہ حنفیہ زوجہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو وہاں اور یہاں دونوں طرف کی روایات میں مذکور ایک ہی بات تھا بلکہ انھیں امام نافع سے مروی کہ ابن عمر سے عمر بھر میں صرف اسی بار جمع معلوم ہے اس کے سوا کسی صحابی انھیں جمع کرتے نہیں دیکھا، سنسنی الی دادود میں بطریق امام ابوب حنیفہ کی مذکور

انہ لم یبرین حسر حصہ بینهما قط، الا تکلک  
الدلیلہ، یعنی لیلۃ استقصرو علی حقیقۃ آہ  
امامنا قال، وروی عن حدیث مکحول عن  
ناقم، انہ سأل ابنت عمر فقل ذلک مرة  
او مرتین، اھ فاقول، فیہ شد و منعت  
لا یعاس من الجبریم۔

کہ اس نے ابی عمر کو کبھی دو نمازیں جمع کرتے نہیں دیکھا  
مگر اس رات۔ یعنی حقیقہ کی بیماری کی اطلاع والی  
رات۔ اور وہ جو اس نے کہا ہے کہ گھول کی حدیث میں  
نافع سے مروی ہے کہ اس نے ابی عمر کو ایک بار جمع  
کرتے دیکھا تھا یا دوبار، تو میں کہتا ہوں کہ اس میں  
شک ہے اور شک سے یقین کا مصادفہ نہیں کیا جاسکتا۔

حدیث نسائی و طحاوی میں انھیں امام نافع سے گزارش کی کہ میں نے ان کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی می خلعت  
فرماتے۔ حدیث کتاب الحج میں انھیں نافع سے تھا کہ ابی عمر اذان ہوتے ہی مغرب کے لیے اترے اس بار بار دہرائی،  
روایت نسائی و طحاوی و حج میں تھا میں گمان برا کہ اس وقت نماز انھیں یاد نہ رہی یہ سب اسی قولی نافع کے  
مزید ہیں معتدلاً شک نہیں کہ اصل عدم تہہ و سہہ تو جب تک مراحقہ قہر و مہمت نہ ہوتا اس کے ادعا کی طرف راہ  
نہ تھی خصوصاً مستدل کو جسے احتمال کافی نہیں دفع تعارض کے لیے اس کا اختیار اس وقت کام دینا کہ خود قصہ حنفیہ  
میں وہ نول روایات میں قبل غروب و بعد غروب موجود نہ ہوتیں۔

فقط ما التھا ایہ لعن المتأخرین، من  
العلماء المتألفین فی المسألة، ظنا منه  
انہ یدرس وہ المتعارض، وھا کلا

وہ توجہ سے ساقط ہو گئی جس کو اس مسئلے کے مخالف  
علماء متاخرین نے اس خیال سے اختیار  
کیا ہے کہ اس طرح تعارض رفع ہو جائیگا، عدا کلا

بعد دے رہے۔

توجہ سے تعارض رفع نہیں ہوتا۔ (ت)

نیا چار خود تاجی کو بھی، نیا پڑا کر یہ سب طرق و روایات ایک ہی واقعے کی حکایات ہیں۔ قصہ صنیعہ میں حدیث سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما طریق کثیرین فارغ و نامروی سستی نسائی پر براہ عیاری بھی جب کوئی طعن نہ کر سکے تو اسے مخالفت حدیث نہیں ٹھہرا کر زور دیا کہ اسی میں مغرب کا بین الوقتیں پڑھنا ہے اور ان میں بعد مغرب شفق، بعد نایہ شاذ و مردود ہے جس کی نقل لطیفہ منقہ افادہ یکم میں گزری حالانکہ حدیث مسلم کے الفاظ اسی میں چکے اُس میں قصہ صنیعہ کا ذکر نہیں، توجہ تک روایت مطلقہ بھی اسی قصہ صنیعہ پر محمول نہ ہو حدیث قصہ صنیعہ کو مخالفت روایت شنیعہ کہنا چہ معنی بالجمہ اس حدیث کی اتنی روایات کشیدہ ہیں یہ تصریح صریح ہے کہ مغرب مغرب شفق سے پہلے پڑھی اور اسی کی کون روایات میں یہ کہ شفق ڈوبے پڑھی اور وہ دونوں جانب حرق صحاح و حسان ہیں جن کے ذریعہ طرف کوئی سببیل نہیں، تو اب یہ دیکھنا واجب ہوا کہ ان میں کون سا نصیغہ متعارض یا قابل تاویل ہے جسے چار و نیا چار مستدرکین اور کون سا محتمل کر سکتے معضرت کی طرف پھیر کر رفع تعارض کر کے ہر مداخل جانتا ہے کہ جاری طرف کے خصوص اصطلاح استعمال معنی خلاف نہیں رکھتے شفق ڈوبنے سے پہلے پڑھی اتنے ہی اصطلاح کے یہ معنی کسی طرف نہ ہو سکے کہ جب شفق ڈوب گئی اُس وقت پڑھی ذیہ کہ جب اُس کے ساتھ یہ تصریحات علیہ میں کو بعد مغرب پڑھ کر انتظار کیا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس کے بعد پڑھا پڑھی ان لفظوں کو کوئی نیم جنون کی عریب بدیشی پڑے پڑے نہ کر سکے گا، ہاں پڑے پاگل میں کلام نہیں مگر اُدھر کے قصص کہ پہلے یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی پھر مغرب پڑھی یا جمع کی یا بعد مغرب شفق آخر تک جمع کی یہ اچھے خاصے عمل و ادراک تاویل ہیں جن کا ان خصوص صریح معترض سے موافق و مطابق ہو جانا بہت آسان۔ عربی فارسی ارد و سب کا محاورہ عامہ مشابہ مشورہ واضح ہے کہ قرب وقت کو اسی وقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ قصص کے اخیر وقت کہتے ہیں شام ہو گئی حالانکہ ہنوز سورج باقی ہے۔ کسی سے اول وقت آنے کا وہرہ محاورہ اس وقت آئے تو کہتے ہیں اب سورج چلے آئے۔ قریب طلوع تک کوئی سوتا ہو تو اسے اٹھانے میں کہیں گے سورج نکل آیا۔ شروع چاشت کے وقت کسی کام کو کما تھا مگر نے قریب نصف النہار آغاز کیا تو کیجیے گا اب دوپہر ڈھلے کر بیٹھے۔ ان کی حد و مثالیں ہیں کہ خود طالعی اور اُن کے موافقین بھی اپنے کلاموں میں رات دن اُن کا استعمال کرتے ہوں گے۔ بعینہ اسی طرح یہ محاورے زبان مبارک عرب خود قرآن عظیم و احادیث میں شائع و ذائع ہیں، قال اللہ تعالیٰ،

وَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَابْلَغْ اِجْلُوهَا وَ تَسْكُوْهُنَّ

بمعرفہ و اوسر ہو، ہنرمند وقت ہے

تو اب انہیں اچھی طرح اپنے نکاح میں روک کر لو یعنی رحمت کر دیا اچھی طرح چھوڑ دو۔

کہے بعد مراجعت حدیث بڑھانے کے لیے رجعت نہ کرو، وقال تعالیٰ:

فادابغض ایجنہن فاسکوھن بصر دھن او  
فاس قوھن بصر دھن

ظاہر ہے کہ عورت جب عدت کو پہنچتی نکاح سے نکلی گئی اب رجعت کا کیا عمل ہوگا اُسے دو کئے چھوڑنے کا کیا اختیار تو بائعین قرب وقت کو وقت سے تعبیر فرمایا ہے یعنی جب عدت کے قریب پہنچے اُس وقت تک نہیں رجعت ترک و لوہوں کا اختیار ہے، یہ مثالیں تو آیات قرآنیہ سے جو کہ ہمیں امام محمدی وغیرہ علامہ مسئلہ وقت غلط اور نیز اس مسئلہ میں افادہ فرما چکے۔ فقیر غفرلہ المولی القدر احادیث سے بھی مثالیں اور علماء کے قائلین بالجملہ سے بھی اس ضمنی و محاورہ کی تصریحیں ذکر کرے۔ **فاقول و بالہ الترفق**۔

حدیث شام جبریل، امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو نصیحت فرمادی کہ نماز ادا کرتے ہوئے اور ان کا دل آخرت کے لیے دُور نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا و مرضی کی بات کرنا چاہیے۔ پھر وہ فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھ کر اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی رضا و مرضی کی بات کرنے سے باز رکھے، اس کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

ابوقت صابینت ہذا جب الموقت پہنچے۔ وقت اسی دنوں و قتل کے بجلی میں ہے۔ دت۔  
اسکس صبرش میں اچھا اور دترہن و شرفی و عروہی و بی بن و حاکم کے یہاں حضرت عبداللہ بن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

میرے ساتھ عصی کا لڑھی جیکہ ہرجز کا سایہ اس کے برابر تھا، جب دوسرا دن ہوا تو عصی کا نماز اس وقت پڑھی جیکہ سایہ ہرجز کا اس کے برابر تھا۔ (ت)

دوسری مرتبہ ظہر کی نماز تب پڑھی جبکہ ہر چیز کا سایہ  
اس کے برابر تھا یعنی گزشتہ کل جس وقت عصر  
پڑھی تھی۔ (دست)

له القرآن ٢/٦٥

۵۶ / ۱	مطبوعہ مجتہدی لاہور	کتاب الصلوٰۃ	سکھ و سکھ سنی ابی داؤد
۲۱ / ۴	۶ این کمپنی دہلی	باب ما جاز فی مراقبت الصلوٰۃ	سکھ جامع الترنڈی

له القرائ ۴/۶۵

۵۶/۱	مطبوعہ مجتہدانی لاہور	کتاب الصلوۃ	۵۶/۱
۲۱/۴	۴۰ این کینی ڈی	باب ما جاء في مراقب الصلوۃ	۲۱/۴

شامی کے نظریہ میں :

ثم صلی الصلوة الاخری ، الظهر ، حیث کان کل شیء قد بطل ، قدر العصر یا الاصل .

پھر دوسری مرتبہ نماز پڑھی ظہر کی ، جب ہر چیز اپنے  
سائے کے ساتھ بارگئی یعنی گزشتہ کل جس وقت  
عصر پڑھی تھی ۔ (ت)

حدیث ۲ : قسائی و عیادی و حاکم و بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا :

ہذا جدید ، جاءكم يعلمكم دينكم . وفيه ،  
ثم صلی ، العصر حیث سأتی الظل مشله ، ثم  
جاءه الغد . ثم صلی به الظهر حیث کان  
الظل مشله .

یہ جبریل ہیں ، تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے ہیں ۔ اس  
روایت میں ہے کہ پھر عصر کی نماز پڑھی ، جب دیکھا کہ  
سایہ ان کے برابر ہے ۔ پھر دوسرے دن رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ظہر کی نماز پڑھی جبکہ  
سایہ ان کے برابر تھا ۔ (ت)

بزار کے نظریہ میں :

جاء فی ، فصلی فی العصر حیث کان فیئ مش  
ثم جاء فی من الغد ، فصلی فی الظهر حیث  
کان فیئ مشلی .

جبریل میرے پاس آئے اور مجھے عصر کی نماز پڑھائی  
جبکہ میرا سایہ میرے برابر تھا ۔ پھر دوسرے دن  
آئے اور ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ میرا سایہ میرے  
برابر تھا ۔ (ت)

حدیث ۳ : نیز قسائی و امام احمد و اسحاق بن راہویہ و ابن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما سے راوی ،

ان جبریل اقی المسی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم ، حیث کان ظل الرجل مثل شخصه  
فصلی العصر ، ثم اتاه فی اليوم الثاني حیث

جبریل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ  
ہر شخص کا سایہ اس کے قد جتنا ہوتا ہے اور عصر کی  
نماز پڑھی ، پھر دوسرے دن آئے جبکہ ہر شخص کا سایہ

۱/۴۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	۱/۵۹	جامع مراقبات الصلوۃ
۱/۵۹	المکتبۃ السلفیۃ ، لاہور	۱/۵۹	سنة سمن انسانی آخروقتہ النکر
۱/۱۰۴	موسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان	۱/۱۰۴	سنة کشف الاستار من زوائد البزار باب اسی من صلی



تعالیٰ علیہ وسلم بالناس، حین نہالت الشمس،  
الظھر، ثم صلی العصر حین کان ظلہ مثله.  
قال، ثم جاء جبریل من القدر، فصلى الظهر  
بالمسبى صلى الله تعالى عليه وسلم، وهو صلی  
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالناس، الظھر،  
حین کان ظلہ مثله.

پڑھائی جب سورج کا زوال ہو گیا تھا، پھر عصر پڑھی جب  
ان کا سایہ ان کے برابر تھا۔ راوی نے کہا، پھر  
دوسرے دن جبریل آئے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نہر کی نماز  
پڑھائی جب ان کا سایہ ان کے برابر  
ہو گیا تھا۔ (ت)

**حدیث ۶** وارقلی سستی اور طبرانی معجم کبیر اور ابن عبد اللہ تمیید میں بطریق ایوب بنت عقیبة عن  
ابی بکر بن حزم عن حمودة بن الزبیر حضرت ابو مسعود انصاری و بشیر بن ابی مسعود دونوں صحابی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے راوی،

ان جبریل جاء الى النبي صلى الله تعالى  
عليه وسلم حین دلكت الشمس، فقال،  
يا محمد! صلي الظهر، فصل، ثم جاء  
حین کان ظلہ كذلك مثله، فقال،  
يا محمد! صلي العصر، فصل، ثم جاء والقدر  
حین کان ظلہ کل شیء مثله، فقال، صلي  
الظهر۔ الحديث.

جبریل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے جب  
سورج ڈھل چکا تھا اور کہا، یا محمد! ظہر کی  
نماز پڑھئے! تو آپ نے ظہر پڑھی۔ پھر دوبارہ آئے  
جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر تھا اور کہا،  
یا محمد! عصر کی نماز پڑھئے! تو آپ نے عصر پڑھی۔  
پھر دوسرے دن آئے جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے  
برابر تھا اور کہا، ظہر پڑھئے! الحدیث۔ (ت)

والکل مختصر ای سب حدیثوں میں کل کی عصر کی نسبت یہ ہے کہ جب سایہ ایک مثل ہو نماز پڑھائی  
اور بعد ہی بعد آئی کہ ظہر میں ہیں کہ جب سایہ ایک مثل ہو پڑھائی اور روایت ترمذی و صحاح صاف ہے کہ  
آئی کی نماز اس وقت پڑھی جس وقت کل عصر پڑھی تھی حالانکہ مختصر و اوقات کی تمیز اور ہر نماز کا اول و آخر وقت میں  
جدا جدا بنانا ہے لاجرم امام ابو جعفر وغیرہ نے ظہر اور روزہ میں ان لغظوں کے یہی معنی لیے کہ جب سایہ ایک مثل کے  
قریب آیا پڑھائی، معانی الانامیر میں فرمایا،

احتمل ان يكون ذلك على قریب ان يصير ظل كل



یوں ہے :

ان سائلوں النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، فلو یروہ علیہ شیاً ، حتی یرید لایا ، فاقام الضجرجین الشق الفجر ، وفيه فلما کان من الغد ، اقام الظہر فی وقت العصر الذی کان قبلہ ، ووصی العصر وقد اصبحت الشمس اوقال ، اھسبہ ۔

ایک پوچھنے والے نے رسول اللہ سے (اوقات نماز پوچھے تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا ، یہاں تک کہ آپ نے بالکل کو حکم دیا کہ انھوں نے فجر کی اقامت ، وقت کی کسی جب ابھی پوچھتی ہی تھی ۔ اس روایت (کے آخر) میں ہے کہ اگلے دن فجر کی اقامت کی جس وقت پکچھے دن عصر کی کسی تھی ، اور عصر کی عمار اس وقت پڑھی جبکہ سورۃ نزل ہو چکا تھا ، یا یوں کہا کہ شام پڑھتی تھی ۔ (ت)

اس حدیث سے دو فائدہ زائدہ حاصل ہوتے ،

اولاً اس میں صاف تصریح ہے کہ آج کی ظہر کی عصر کے وقت پڑھی حالانکہ یہ حدیث ابی موسیٰ اس طریق بدر میں عثمان نا ابو بکر بن ابی موسیٰ بن ابیہ سے مسلم و نسائی و ابن امام و ترمذی کے یہاں ان لفظوں سے ہے : ثم انظر الظہر حتی کان قریباً من وقت العصر بالامس و لفظ النسائی فی قریب ۔

پھر ظہر کی تاخیر فرمائی یہاں تک کہ وقت عصر دیر دراز سے قریب ہوئی ۔

ثابت ہوا کہ وہاں بھی قریب ہی مراد ہے اور قریب وقت کو نام وقت سے تعبیر و کن صراحتہ ان لفظوں سے

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ)

الذی لیس الامن من جال الترمذی (نا بدربن عثمان ، ثقة ، من من جال مسلم ۔ (نا ابو بکر بن ابی موسیٰ) ، ثقة ، من من جال الستہ ۔ (عن ابی موسیٰ) الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲۷۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

کی چار کتابوں کے راویوں میں سے ہے ۔ واسطی مراد نیچے جو کہ صحت ترمذی کے راویوں میں سے ہے (نا بدربن ابن عثمان) ، ثقہ ہے ، مسلم کے راویوں میں سے ہے ۔ (نا ابو بکر بن ابی موسیٰ) ، ثقہ ہے ، صحاح ستہ کا راوی ہے (عن ابی موسیٰ) ، اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲۷۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

بھی تعمیر کر لیتے ہیں کہ دوسری نماز کے وقت میں نماز پڑھی، یہ فائدہ یاد رکھنے کا ہے۔

شانیا اس میں یہ بھی تصریح ہے کہ ہر اس حال میں پڑھی کہ سورج زرد ہو گیا تھا یا کھاسام ہو گئی، یہ بھی قطعاً قرب شام پر محمول۔

**حدیث ۹** صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وقت الظہر اذا انزلت الشمس وكامت ظل الرجل كطولها والدم يحضرا العصر۔  
ظہر کا وقت اُس وقت ہے جب سورج ڈھلے اور سایہ آدمی کا اس کے قد کے برابر ہو جائے بہت تک صبح کا وقت نہ آئے۔

**حدیث ۱۰** امام طحاوی حضرت ابوسبیہ ثعلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث امامت جبریلی میں راوی حضور و لا صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

صلی الظہر دینی مثل شفق مثلاً۔  
اس وقت (نماز) پڑھی کہ سایہ ہر چیز کا اس کے برابر ہو گیا۔

بھی کے نزدیک ایک ش کے بعد وقت طہر میں رہتا ان حدیثوں میں ایک مثل ہونے کو ایک مثل کے قریب پہنچنے پر عمل کہتے ہیں۔

**حدیث ۱۱** امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک روز نماز عصر کو بہت اخیر کرنا اور عروہ بن زبیر کا اگر حدیث امامت جبریلی سننا کہ تمہیں وغیرہ میں مروی اس میں طہرائی کی ہدایت یوں ہے:

دعا المؤمنون لصلاة العصر ما مضى عصر۔  
خود نے نماز عصر کے لیے بلجیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز عہد العزیز وقتل ان یصلیہا تے۔  
نئے شام کر دی اور ابھی نماز عصر نہ پڑھی۔ دت۔

یعنی عصرے شام کر دی اور بروز نماز عصر نہ پڑھی۔ امام قسطلانی شافعی لکھتے ہیں: الساری شرح صحیح بخاری و علاء ربہ لہ فی زرقانی ماکمل شرحوطا میں فرماتے ہیں:

محمول علی انہ قاسب المساء۔  
حدیث کی مراد یہ ہے کہ شام قریب آئی

۱۔ صحیح مسلم باب الصلوات الخمس مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۲۱/۱

۲۔ شرح معانی الآثار باب مراقب الصلوة = ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۰۲/۱

۳۔ المعجم الكبير للطبرانی مسند ابوسعود انصاری حدیث ۷۱۶ مطبوعہ المکتبۃ الخیریت بیروت ۲۵۹/۱۸

لا انا دخل فيه

نہ کہ شام ہو چکی تھی۔

16

16

خود صحیح بخاری کتاب بدر الخلق میں ہے، اخرا العوض شیا (عصر میں کچھ تاخیر کی) احادیث العربیہ فقط

وہی اہل ساری۔

حدیث ۱۲ حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بولنا شروع فرمایا اگر کسی کھانہ پر یہاں تک کہ اب اُمّ مکتوم

اذان دے: اس پر صحیح بخاری شریعت میں جہاد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے،

قال کان من جلالہ لاینادی حتی یقال لہ اصباح اصباح

وہ اذان نہ دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان سے کہا جاتا

اصباح اصباح

اگر ان کی اذان سے پہلے صبح ہو چکی تھی تو اس ارشاد کے یہی معنی کہ جب تک وہ اذان نہ دیں کھاتے ہی

رہو: لہذا قسطلانی شافعی ارشاد اور امام عینی رحمہ اللہ میں فرماتے ہیں،

و لفظ لا ارشاد بالصبح قاریت الصبح علی حد قولہ تعالیٰ فاذا یضن اجلیض یعنی لوگوں کے

اس قول کے کہ صبح ہو چکی صبح ہو چکی یہ معنی ہیں کہ صبح قریب آتی قریب آتی، جیسے آیت میں فرمایا کہ عزیز میں

کو پہنچیں صبح قریب میعاد۔ نیز اسی حدیث میں ارشاد اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے،

فانہ لا یذہون حق یعلمہ المحجور۔ ابی اُمّ مکتوم اذان ہیں دیتے یہاں تک کہ فجر طلوع نہ

ارشاد شافعی کتاب الصیام میں ہے، ای حق یقارب طلوع الفجر (یعنی یہاں تک کہ فجر طلوع نہ

قریب آئے۔ بالکل اس عمارہ کے شیروان تمام سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا اگر بالعرض وہ روایات صحیحہ حلیہ صریحہ

حدیث مغرب پیش از غروب شفق میں نہ بھی آئیں تاہم جبکہ ہر نماز کے لیے جہاد وقت کی تعیین اور پیش از وقت یا وقت

وقت کے نماز پڑھنے کی توہم یقینی قطعی اجماعی تھی ان روایات میں یہ مطلب بنظر محاورہ عمدہ قتل اور استدلال مستدل

بتطرق احتمال باطل و محض اور آیات و احادیث تعیین اوقات کا ان سے معارضہ غلط و معمل ہوتا نہ کہ خود اسی حدیث

۱/۲۴۴ ارشاد الساری شرح البخاری مراقبہ الصلوۃ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت

۱/۲۵۴ صحیح البخاری کتاب بدر الخلق باب ذکر الملائکہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱/۸۶ صحیح البخاری باب اذان الامم

۲/۱۱ ارشاد الساری شرح البخاری باب اذان الامم دار الکتاب العربیہ بیروت

۱/۲۵۴ صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سکر کہ اذان بجل مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۳/۳۶۳ ارشاد الساری " " " " " " مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت

میں بالخصوص وہ صاف صریح مفسر نہ رہیں اور انھیں بڑو درباری و مسلم سب پاہ کے حلقہ کر مردود و اہیات  
بتائے یا ان کے تعلقات کے معارض بن کر شاد و مردود و بھڑائے یہ کیا مقصود تھا؟ صاف و دیانت ہے یہ کیا محدث  
کی شان و زکات ہے اب تو کھانڈ سب جمل کھل گیا، حق و باطل میزانِ نظر میں مل گیا، اقد و واضح ہوا کہ یہ ساتوں  
روایتیں بھی انھیں محاورات سے ہیں جن میں دو آیتیں اور بارہ حدیثیں ہم نے نقل کیں ان سات سے مل کر اکیس  
مثالیں ہوئیں و باللہ التوفیق۔

**جواب دوم** جانے دو ان میں قبل ان میں بعد یونسی کچھ پھر ہمیں کیا مضار اور قیاس کی مفید۔ شفعین  
دو ہیں، احمد و ابیض، ان روایاتِ نقل میں سپیدی مراد ہے ان روایاتِ بعد میں شرح۔ یوں بھی تعارض منقطع  
اور سب طرقِ حجت ہو گئے۔ حاصل یہ نکلا کہ شفقِ احمد دیتے کے بعد شفقِ ابیض میں نماز مغرب پڑھی اور انتظار فرمایا  
جب سپیدی ڈولی عشا پڑھی۔ یہ بعینہ ہمارا مذہبِ مہذب اور سارے امامِ عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طور پر جمعِ صوری  
سے حقیقی تو جب ہوتی کہ مغرب بعدِ عروب سپیدی پڑھی جاتی اس کا ثبوت تو ہرگز نہ دے سکے۔ یہ جواب ہنگامہ  
اویں ذہنِ فقیر میں آیا تھا پھر دیکھا کہ امام ابنِ الحارث قدس سرہ نے یہی افادہ فرمایا۔

تہی روایتِ ہفتم سار حسی دھب، ص، دنی و حجة تحت، چلتے رہے بیانِ مک کہ رفت  
کی سفیدی اور عشا کی سیاہی آخر ہو گئی۔ (ت) جس میں افق کی سپیدی جانے کے بعد نزول ہے۔

**اقول** واللہ استعین اقول یہ بھی کب رہی اس میں بھی وہی تقرر جاری جیسے عابِ الشفق پہلے  
کا وہ ان یغیب یوں ہی دھب البیاض پہلے کا وہ ان یذہب۔

ثباتِ نیا حدیث میں بیاض افق ہے نہ بیاض شفق، کدو شرقی بھی افق ہے، بعدِ عروب شمس مشرق سے  
سیاہی اُٹھتی اور اُس کے اوپر سپیدی ہوتی ہے جس طرح طلوع فجر میں اس کا عکس، جسے قرآنِ عظیم میں  
حق یقین نکلا الخیط الا بیض من الخیط الاسود من الفجر (یہاں تک کہ فجر کے سیاہ و حائے سے  
سفید و حاکم کا حصہ لیے واضح ہو جائے۔ ت) فرمایا، جب فجر بلند ہوتی ہے وہ خیطِ اسود جاتا رہتا ہے،  
یونسی جب مشرق سے سیاہی بلند ہوتی ہے سپیدی شرقی جاتی رہتی ہے اور ہنوز وقتِ مغرب میں وسعت ہوتی  
ہے اور اسی پر عہدِ قرینہ کی کیا صحت کے بعد فجر عشا سرشار کا وہ عکس کا ہے کہ جو ہم گرام میں تیزی و درخس کے  
سبب بعدِ عروب نظر کو ظاہر ہوتا ہے جب تار سے کھل کر روشنی دیتے ہیں زائل ہو جاتا ہے جیسے چراغ کے  
سامنے سے تاریکی میں اگر کچھ دیر سخت ظلمت معلوم ہوتی ہے پھر نگاہ بھڑکتی ہے، نورِ ربانی میں ہے، فحمة  
من سنن نسائی الوقت اندی یخ فی السافر من المغرب والعشاء معلومہ کا زمانہ تجارت کتب نور محمد دہلی ۱/۹۹

لغث ، ہمی اقبال السیل وادل سوادۃ (فجر العشاء رات کے آنے کو اور اس کی ابتدائی سیاہی کو کہتے ہیں۔ ت) شرح جامع الاصول للمصنف میں ہے ،

ہی مثلاً سواد اللیل فی اولہ ، حتی اذا سکن  
قورم ، قلت بظہور النجوم وبسط نورھا۔  
ولان العین اذا نظرت الی الظلمۃ ابتداءً۔  
لا تکاد تری شیئاً۔  
وہ رات کا ابتدائی حصے میں بہت سیاہ ہونا ہے۔ پھر  
جب اس کا جوش ٹھہر جاتا ہے تو تاروں کے نکلنے اور  
ان کی روشنیوں پھیلنے سے سیاہی کم ہو جاتی ہے ،  
اور اس لیے بھی کہ آنکھ جب ابتداء میں تاریکی کی طرف  
نظر کرتی ہے تو کچھ نہیں دیکھ پاتی۔ (ت)۔

ظاہر ہے کہ اس کا جانا بیاض شفق کے جانے سے بہت پہلے ہوتا ہے تو بیاض شفق جاننا بیان کر کے پھر  
اس کے ذکر کی کیا حاجت ہوتی ، ہاں بیاض شفق اس سے پہلے جاتی ہے تو اس معنی میں صحیح پر فجر عشاء کا ذکر عبث  
نہو نہ ہوگا۔

شامی اس حدیث کی اس طرحی مذکور سفین سے امام حمادی نے یوں روایت فرمائی ،

حدثنا فہد ثنا المحمادی ثنا ابن عیینہ عن  
ابن ابی نجیح عن اسمعیل بن ابی ذؤبب قال ،  
كنت مع ابن عمر رضي الله تعالى عنهما ، ههنا  
مغربت الشمس ، ههنا ان تقول ، الصلاة ،  
ههنا حتى ذهب حمرة العشاء ، وهاهنا  
بياض الاقح ، فتقول فصل ثلثا المغرب ،  
واثنتین العشاء ، وقال ، هكذا امر آیت  
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
يفعل ۔  
حدیث سان لی سے محمد بن عقیل سے ، اس نے ابن ابی نجیح سے ، اس نے  
اسمعیل بن ابی ذؤبب سے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے  
ساتھ تھا جب سورج ڈوب گیا تو ان کی حیثیت کی وجہ  
سے ہم انھیں نماز کا نہ کر سکے وہ چلتے رہے یہاں تک  
کہ عشاء کی سیاہی ختم ہو گئی اور ہم نے افق کی سفیدی  
دیکھ لی ۔ اس وقت آیت کہ مغرب کی میں رکعتیں اور عشاء  
کی دو رکعتیں پڑھیں اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ  
تعالی علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھ ہے ۔ (ت) ،

یہ بقائے شفق ابیض میں نص صریح ہے کہ سر شام کا دھندلکا جانا ، ہاں اور بھی افق کی سپیدی نظر آتی

سے زہر البیض مع سنن الترمذی میں بطور زید حدیث مذکور مطبوعہ کارخانہ تجارت کتب فہرہ لاہور ۱/۹۹  
سے جامع الاصول للمصنف

سے شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلوتین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۱

اس وقت غازی پڑھی اور کہا اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا۔

راویا قاضی: آپ توبہ تہ محدث ہیں وہ پھر تہ ہیں صحیح حدیثیں ہے وہ بعض قور ذکر کرتے آئے بخاری و مسلم کے رجال ناقص مرد و الروایہ بنا کے اب اپنے لیے یہ روایت حجت بنائی جو آپ کے مقبول اصولی محدثیں پر ہرگز کسی طرح حجت نہیں ہو سکتی اس کا مدار ابن ابی نجیح پر ہے وہ اس تھا اور یہاں روایت میں غنخہ کیا اور غنخہ مدلس جبور محدثیں کے مذہب غنخہ روایت میں مردود و نامستند ہے اسی آپ کی مسلخ علم قریب میں ہے۔

عبد اللہ بن ابی نجیح یسار السکونی یسار الشقی، مولاهم، ثقة، سمی بالقدس، و سبب ادلس۔  
عبد اللہ بن ابی نجیح یسار السکونی یسار الشقی، مولاهم، ثقة، سمی بالقدس، و سبب ادلس۔  
آزاد کردہ، ثقة ہے، قدری ہونے سے مستمم ہے، بسا اوقات تیس کرتا ہے۔ (ت)

وہ قسم درمل سے ہے قریب و قریب میں ہے،  
الصحیحہ، التخصیص، غار واء بلفظ محتمل  
لم یسبب حید السماع، فہم سل لا یقبیل۔  
و ما بین فید، کسمعت، و حد ثنا، و اخبرنا۔  
و شبہا، فمقبول یحتج بہ۔  
حد ثنا، اخبرنا اور ان جیسے لفظی تروہ ثورل ہے اور قابل استدلال ہے۔ (ت)

در مرسل کی نسبت آپ خود فرمایا کہ روایت مرسل حجت نہیں ہوتی نزدیک حجت تھا وہ جبور محدثیں کے یہ آپ نے انس حدیث صحیح متصل کو مردود و مرسل بنا کر فرمایا تھا جس کا ذکر لطیفہ و ہم میں گزرا جھوٹے اعلیٰ رسال پر تو یہ جوش و خروش اور سچے ارسال میں یوں گھٹک و خاموش، یہ کیا مقصدنا سے کیا دیا منت ہے۔

جو اب سوم حدیث مذکور کے اصلا کسی طریق میں نہیں کہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد غروب شفق ابین غازی معرب پڑھی نہ ہرگز ہرگز کسی روایت میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد سفر وقت حقیقتہً تھا کر کے دوسری سار کے وقت میں پڑھنے کو فرمایا۔ ابن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ وقت معرب شفق الحمد تک ہے

الدامر قطعی عن ابن عمر، صحیحہ، و الصحیحہ  
وقفہ، افادہ المبیہق والنوی، انہ قال،  
الدامر قطعی عن ابن عمر، صحیحہ، و الصحیحہ  
وقفہ، افادہ المبیہق والنوی، انہ قال،

سے قریب التہذیب ترجمہ عبد اللہ بن نجیح مطبوعہ مطبعہ فاروقی دہلی ص ۱۴۴  
سے تہذیب الراوی شرح تقریب التوازی القسم الثانی من التوازی الثانی عشر دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/۲۲۹  
ف: معیار الحق ص ۱۴۱

افادہ کیا ہے کہ ابی عمر نے کہا ہے کہ شفق سحر شئی کو  
 کہتے ہیں۔ (ت)

اور ہمارے نزدیک شفق ابیض تک ہے۔ هو الصحيح سوانیۃ والرجیعہ درایۃ وقضیۃ الدلیل  
 فعلیہ التعلیل (یہ روایت صحیح ہے، اسی کو روایت ترجیح ہے اور دلیل کا قضا بھی یہی ہے اس لیے اسی پر اعتماد  
 ہے۔ ت) ہمارا مذہب ابیض ہے جس پر مثل افضل الخلق بعد الرسل عیدی اکبر و اُمّ المؤمنین صدیقہ و امام العباد  
 معاذ بن جبل و سیدہ الفراء ابی بن کعب و سیدہ الخفا ابو ہریرہ و عبد اللہ بن مسعود و غیر جمیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اکابر تابعین  
 مثل امام اجل محمد باقر و امیر المؤمنین طری محمد العزیز و اعلیٰ کے تابعین مثل امام الشام و ازہمی و امام الشافعی و  
 احمد بن حنبل و صالح بن عبد اللہ بن مبارک و زفر بن عبد اللہ و انہ گفت مثل مبرد و ثعلب و غیرہ و بعض کبرائے مشافعیہ مثل  
 ابوسلمان نخعی و امام مزنی قید صاحب امام شافعی و غیر جمیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول کہ فی عمدۃ القاری  
 و عیۃ المستفید و غیرہما۔ اب اگر ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مراد ثابت بھی ہو کہ انہوں نے بعد غروب  
 ابیض مغرب پر بھی قوصاف تھیں کہ، انہوں نے کسی سفر میں سیدہ المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد شفق امر شفق  
 ابیض میں مغرب اور اُس کے بعد غروب پر تھے و کہا اور اپنے اجتماع کی بنا پر یہی سمجھا ہو کہ حضور و اہل صلوات اللہ تعالیٰ  
 وسلم علیہ نے وقت قضا کر کے جمع زمانی اب جاسے اس طرح ثابت ہو جائے کہ انہوں نے پہراست تھے بلکہ  
 آدمی رات ڈھلے مغرب پر بھی یہ ان کے اپنے مدسب پر ہی ہو گا کہ سب وقت قضا ہوئی تو عمری اور ہر سب یکساں  
 عمر پر وقت رہے گا کہ ہمارے مذہب پر وہ جمع صوری کی تھی جسے جمیع حقیقی سے اصفا غلاکہ نہ تھا یہ تقریر کہ اللہ  
 تعالیٰ و کافی اور مخالف کے تمام اکل و شبہات کی واضح و نامانی ہے اگر ثابت ہے تو کوئی حدیث صحیح صریح  
 ایسی لاؤ جس سے صاف صاف ثابت ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عقیقۃ شفق ابیض کو رکروقت  
 اجتماعی شمار میں مغرب پر بھی یا اس طور پر پڑھے کا حکم فرمایا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی حدیث ایسی نہ دیکھ سکے  
 بلکہ حدیث صحیح صریح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی فرمان اور اس کا حکم دینا آیا وہ مراد ہمارے  
 موافق اور جمع صوری میں نامانی ہیں جس کا بیان واضح ہو چکا پھر ہم پر کیا جبر ہے کہ ایسی اتمال یا قولی مذہب خیالوں پر عمل  
 کریں اور ان کے سبب ناروں کی تعمین و تخصیص او قات کہ نصیص قاطعہ قرآنی و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہے  
 چھوڑ دیں۔ ھکذا یبھیہ التحقیق واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث الشرفی اللہ تعالیٰ عنہ مروی بطریق عقیل بن خالد عن ابن شہاب عن المس  
 جس کے ایک لفظ میں ہے کہ وہ وقت حد تک تاخیر فرماتے،  
 الشیخان والوداد والنفی، حدیثا قتیبہ، بخاری، مسلم، ابو داؤد اور نسائی کہتے ہیں کہ حدیث

نہاد ابو داؤد وابن موبہ المعنی، قال لا ت  
الفضل بن جرح والبخاری وحده، حدثنا حسان  
الواسطی، وهذا نظره، ثنا الفضل بن  
فصالة عن عقيل عن ابن شهاب عن الموب  
بن الذک، قال، کان رسول اللہ صلی اللہ  
صلی علیہ وسلم، اذا اشرقت قبل ان تنزع  
الشمس، احرظ لظہرانی وقت العصر، ثم یجمع  
بینہما، واداسرعت الشمس قبل ان یرتحل،  
صلی لظہر ثم رکب۔

بیان کی ہم سے قتیبہ نے۔ ابو داؤد نے اضافہ کیا ہے  
”اور ابن موبہ المعنی نے“ دونوں متشکل سے روایت  
کرتے ہیں۔ یہی روایت بخاری نے بواسطہ حسان واسطی  
تنبہ بھی کی ہے، اور آئندہ الفاظ اسی کے ہیں حدیث  
بیان کی ہم سے فضیل نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب  
سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر زوال سے پہلے رواں ہوتا  
تھے تو ظہر کو صحر تک کو سفر کرتے تھے۔ پھر دونوں اکٹھا  
پڑھ لیتے تھے۔ قتیبہ کے الفاظ یوں ہیں: ”پھر  
اُترتے تھے اور دونوں کو اکٹھا پڑھتے تھے۔“ اور اگر زوال ہو جاتا تھا۔ قتیبہ کے الفاظ یوں ہیں: ”اور اگر  
رواگی سے پہلے زوال ہو جاتا تھا۔“ تو ظہر پڑھ کے سوار ہوتے تھے۔ (ت)

دوسرے نسخہ میں ہے ظہر کو سفر فرماتے یہاں تک کہ صحر کا اول وقت داخل ہوتا پھر جمع کرتے۔

صحیح مسلم میں ہے، حدیثی عمر، اساتہ ناشاتہ۔ مولد  
امدانی نا لیث بنت سعد عن عقیل، مذکور،  
ومہ، احرظ لظہر حتی یدحل اول وقت العصر،  
ثم یجمع بینہما۔  
حدیث بیان کی ہم سے خروالد قدس شہاب سے، اس نے  
لیث سے، اس نے سعد سے، اس نے عقیل سے،  
اسی کے بعد روایت ذکر کی، اس میں ہے کہ ظہر کو  
سفر کرتے یہاں تک کہ صحر کا ابتدائی وقت داخل ہو جاتا،  
پھر دونوں کو جمع کیجئے۔ (ت)

تیسرے نسخہ میں یہ لفظ ”راہ“ ہے کہ مغرب کو صحر کرتے یہاں تک کہ شفق ڈوبنے کے وقت اُسے اور صحر کو طاعت  
یا انصیر جن فرماتے کہ شفق ڈوب جاتی۔

صحیح مسلم میں ہے، حدیثی ابو الطاهر عمر بن سہیل  
قال لا اجمت۔ وہب شیخ جابر بن اسمعیل عن  
عقیل، ومہ، ینوخر المغرب حتی یجمعہم

۱۵۰/۱ مطبوعہ قادیان کتب خانہ کڑی

۲۳۵/۱

۱۵۰/۱ مطبوعہ قادیان کتب خانہ کڑی

۲۳۵/۱ مطبوعہ قادیان کتب خانہ کڑی

بينهما وبين العشاء حين يغيب الشفق - ورواه  
الطحاوي، قال، اخبرني عمر بن عبد الله بن  
بن الاسد بن عمر، وداود بن داود بن داود بن  
قال، حدثنا سليمان بن داود بن داود بن  
كلاهما عن ابن وهب، به، ورواه  
الطحاوي حدثنا يونس، قال، انا ابن  
وهب، به، حتى يغيب الشفق -

کر اس کو اور عشاء کو جمع کر لیتے جب شفق غائب  
ہو جاتی تھی۔ اس روایت کو نسائی نے بھی بواسطہ  
عروا بن سواد بن اسود بن عمر، اور داود بن  
بھی مختصراً بواسطہ سلیمان بن داود المہری بیان  
کیا ہے (عرو اور سلیمان، دونوں نے یہ روایت  
ابن وہب سے لی ہے۔ اور طحاوی نے اس کو  
بواسطہ یونس، ابن وہب سے لیا ہے۔ اس میں  
تیمان تک کہ شفق غائب ہو جاتی تھی۔) (ت)

غیبت شفق کے جوابات شافعیہ کہ قدر اور پرگز سے قحجی کو بڑا نذر یہاں ان لفظوں پر ہے کہ ظہر کو وقت عصر  
تک مؤخر فرما کر جمع کرتے اس پر حتیٰ کے صحن میں لالہ کی نوبت لگا کر فرماتے ہیں میں مطلب یہ ہوا کہ تاخیر ظہر کی  
اس حد تک کہ قحجی تاخیر کا اول وقت عصر کا ہو تا یمنی ابھی تک ظہر نہ پڑے کہ عصر کا وقت آجاتا ان معنی سے  
کسی کو انکار نہیں مگر بعض شخصوں کو اولیٰ وقت عصر کا قحجی تاخیر کا ہے نہ نماز ظہر کا اگر ظہر کا ہو تو قحجی جینے کے  
پہلے سے نہیں بنے کہ بعد ہو چکے ظہر کے اول وقت عصر تک ہو چکا کہ ساتھ عصر کے کچھ طرح ہوا احکاماً۔

ان نذرین کا جواب وہست واضح ہے عصر یا وقت عصر یا اول وقت عصر یا دخل وقت عصر تک  
ظہر کو مؤخر کرنے کے جس طرح یہ معنی ممکن کہ ظہر نہ پڑی یہاں تک کہ وقت عصر داخل ہوا یمنی یہ بھی تصور کہ ظہر میں  
اس قدر تاخیر فرمائی کہ اس کے تم ہوتے ہی وقت عصر آگیا وغیرہ شافعیہ ان معنی کو تسلیم کرتے ہیں صحیح بخاری  
تشریف میں فرمایا: باب تاخیر الظہر الی العصر۔ امام عسقلانی شافعی نے فتح الباری پر عسقلانی شافعی نے  
ارشاد الساری میں اس کی شرح فرمائی:

باب تاخیر الظہر الی اول وقت العصر، بحیث  
انہ اذا فزع منها دخل وقت تالیہا، لانه  
یجمع بینہما فی وقت واحد یکہ

ابن العسقلانی، باب جواز الجمع بین الصلواتین مطبوعہ مستطی کتب خانہ کراچی ۱/۲۳۵

سرخانی ابی داؤد ۱/۱۴۶ شرح معانی الآثار ۱/۱۱۳

شعشعہ اسحاقی، وقت الاذی یجمع فیہ مسافر بین العرب والعشاء مطبوعہ فور محمد کاخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۹۹

صحیح بخاری باب تاخیر الظہر الی العصر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۰

مکتبہ ارشاد الساری - - - دار الکتاب العربیہ بیروت ۱/۲۹۱

فک - معیار الحج ۱/۳۷۷، ۳۷۸

حافظ انسان کے فطریہ ہیں۔

السراد انه عند فرائضه منقاد خسر وقت مولیٰ ہے کہ فکر سے فارغ ہوتے ہی عصر کا وقت داخل  
انصوب، کما سیاقی عن ابی الشعثاءؓ ہو گیا، جیسا کہ عنقریب ابوالشعثاءؓ سے آ رہا ہے۔ ایت  
اور اُس سے فارغ ہوتے ہی جو عصر اپنے شروع وقت میں پڑی پلے رہا ہے دو دنوں نماز میں جمع ہو جائیں گی تو  
اس لئے کہ تحریف یا جمع جیسا کہ مخالف کما صریح جمالت ہے۔

**اقول** وہاں التوفیق تحقیق مقام یہ ہے کہ یہ خیر الظہر میں ظہر سے صلاۃ طہراد ہونا تو یہی نماز ہی  
قابل تاخیر و تعیل سے نہ وقت میں کی تاخیر و تعیل مقدم و زات جہا میں نہیں اور صلاۃ ظہر حقیقتہً تکبیر تحریر سے سلام  
تک مجموعہ اعمال کا نام ہے نہ ہر فعل یا آغاز نماز کا کہ جو نماز سے اور ایسے عتاقی میں جزئی شے نہیں جو اسم  
کسی مرکب محرم، جزائے متعاہد فی الوجہ کے مقابل موصوع ہو بنظر حقیقت اس کا صدق جزاء آخر کے ساتھ  
ہو گا نہ اُس سے پہلے مثلاً مکان اس نماز جہاں وسعت و غیرہ کا نام ہے تو جب یہ بھری گئی یا پہلی اینٹ  
چائی کی رکھی گئی مکان رکھیں گے پس قبل فراغ حقیقت صلاۃ جیسے شرع مظہر نماز کے اور معتبر رکے تحقق نہیں تو  
بمکمل حقیقت انتہائے تاخیر نماز میں وقت فراغ پر سے دو وقت تکبیر کہ بنو زنا نہ ہم صدق اسم باقی ہے اب حدیث کے  
الفاظ و کیجئے تاخیر نماز کی انتہائیت سے وقت حدیث نہ گئی۔ اس کی تاخیر فراغ پر تھی تو ثابت ہوا کہ فکر سے  
فراغ وقت ظہر کے جزاء اخیر میں ہوا یہی بعینہ ہمارا مقصود ہے اگر عین وہاں جہاں جی جاتے ہیں کہ اول وقت  
عصر میں نماز نہ شروع کی تو تاخیر ظہر اول وقت عصر پر ختم نہ ہوتی بلکہ اوسط وقت عصر تک وہی یہ خلاف ارشاد حدیث  
ہے تو جماعہ حقیقت شرعیہ معنی حدیث وہی میں جن میں طاعتی تحریف انصوب ہوتا ہے میں ہاں ہی نہ آغاز نماز پر بھی  
اس نماز اطلاق کرتے ہیں تو ہمارے اور طاعتی کے کسی میں وہی فرق ہے جو حقیقت و مجاہد میں۔ لہذا اس بیان  
جلی البرہان سے واضح ہو گیا کہ طاعتی کا منتہائے تاخیر و منتہائے نماز ظہر میں تفرق پر حکم کرنا جہالت تھا طاعتی نے انتہا  
سچ کہا کہ منتہائے تاخیر کا اول وقت عصر کا ہونا آگے بڑھنا مشیہ چڑھنا یا کہ عینی ابھی تک عصر پڑھتے کہ وقت عصر جاتا  
نرا دماغ ہے دلیل ہے طرف دیگر خود بھی حضرت نے انھیں لفظوں سے قیصر کی جی میں روزی سنی تھیں مگر محض و  
وہایت تو باجماع طہر فطریہ تعین پر ہیں وقت الحمد۔

**ثم اقول** و بحول اللہ اصول (پھر میں کتنا بڑا دانہ ہی کی طاقت ہے کہ ابھی ظہر کی وقت عصر تک تاخیر  
دیکھ کر اگر صاف یہ لفظ آئے کہ ظہر اول وقت عصر میں پڑی دماغ سے مخالف میں نص نہ تھی ظہر میں وحشائیں میں

آخر وقت اول واول وقت آخر تک واحد فصل مشترک میں الزام نہیں ہے اور صلاۃ بیعتا ابتداء صلاۃ اور قرائت عن الصلاۃ دونوں مستثنیٰ تو حکم مقدمہ اولیٰ جس نماز کے قرائت پر اس کا وقت ختم ہو جائے اُسے جس طرح قیوں کر سکتے ہیں کہ اپنے وقت کے بحر اخیر میں تمام ہوئی یونہی یہ بھی کہ وقت آئندہ کے جوہر اول میں اُنس سے قرائت ہو لا واکم مقدمہ ثانیہ قبیر ثانی کو ان غلطوں سے بھی ہوا کر سکتے ہیں کہ نماز وقت آئندہ میں پڑھی کہ نماز پڑھنا قرائت عن الصلاۃ تھا اور قرائت عن الصلاۃ آخر وقت میں ہو اور آخر وقت ماضی اول وقت آتی ہے ولہذا سابق احادیث مذکورۃ امامت جبریل و سوان سائل میں حسب کہ بظاہر صراحتی و ظہری حال دونوں ایک وقت پڑھنا تکلیف تھا بلکہ حدیث امامت عند التردد و حدیث سائل عندانی داؤد میں صاف تصریح تھی کہ آج کی ظہر کل کی عصر کے وقت پڑھی خود امام شافعی و جہور علماء سے کرام و ہم اندہ تعالیٰ نہ ان میں صلاۃ عصر و روزہ کو ابتداء نماز صلاۃ ظہر امر و روزہ کو قرائت نماز پر عمل کیا یعنی ایک مثل سایہ پر کل کی عصر شروع فرمائی تھی اور آج کی ظہر ختم، اسی کو قیوں قبیر فرمایا گیا کہ ظہر امر و روزہ عصر و روزہ کے وقت میں پڑھی نام اصل ابو ذر کیا نویدی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح صحیح مسلم شریف میں زیر حدیث اذا صلیتم الظہر فامہ وقت الہ ان یا حصو العصر (جب تم ظہر کی نماز پڑھنا چاہو تو عصر تک سارا وقت ظہری کا ہے۔ ت) فرماتے ہیں،

احتیاج انشاقی والا کثرون بظاہر المحدثین امام شافعی اور اکثر علماء شافعی حدیث کے ظاہر سے  
الذی نہن فیہ، واجابہ عن حدیث حدیث استدلال کیا ہے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اور جبریل  
حبیب السلام، بان صلاۃ، فخرج من الظہر علیہ السلام کی حدیث سے جو جواب دیا ہے کہ چھپے دی  
حین صلاۃ کل شیء مثله، و شریعہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تھا تو اسی وقت  
العصر فی اليوم الاول حین صلاۃ کل شیء ظہر کی نماز سے فارغ ہو گئے تھے اور دوسرے دن  
شیء مثله ملا اشتراک بدیہاً جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوا تھا تو اسی وقت  
عصر کی نماز شروع کی تھی۔ اس طرح دونوں کا (ایک ہی وقت میں) اشتراک نہیں پایا جاتا۔ (ت)

حرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے،

فی روایۃ، حین کان ظہر کل شیء مثله، کو وقت ایک روایت میں ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے  
العصر بالاکس۔ ای فخرج من الظہر ح برابر ہو گیا تھا، جیسا کہ گذشتہ کل اسی وقت عصر کے  
کما شریع فی العصر فی اليوم الاول ح وقت تھا۔ یعنی آج اسی وقت ظہر سے فارغ ہوئے تھے  
قال الشافعی، وبعی عنہ فہم اشتراکھا جیسا کہ گذشتہ کل اسی وقت عصر میں شروع ہو گئے تھے

امام شافعی نے کہا کہ اسی سے ایک وقت میں اس کے لشکر اک  
کا اقبال تمام ہو جاتا ہے۔ (د)

**شم اقول** ہاں میں علماء سے کیوں نقل کروں خود تو جی اپنے ہی کلمے کو زور دےیں اقرار بہت کفی منفسہ  
ایوم علیک شہیداً (پڑھو اپنی کتاب کو، آج تم خود ہی اپنے آپ پر شہید کا فی سہ۔ ت۔ مسئلہ وقت ظہر میں  
جو ایک مثل کا ثبات پیش نظر تھا پاؤں تلے کی سوچی آگاہی بچا ہے سوچے بچے صاف صاف انہیں معنی کا اقرار کر گئے  
یہ کہ خبر تھی کہ دو قدر چل کر یہ اقرار مان کا آزار ہو جائے گا حدیث سائل پر روایت نبی صلی علیہ وسلم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نقل کر کے فرماتے ہیں، میں نے اس کے یہ ہیں کہ پہلے دن ظہر جب پڑھی کہ سب یہ ایک مثل آگیا اور دوسرے دن ظہر  
سے ایک مثل پر فارغ ہوئے یہ سننے نہیں کہ ظہر پڑھنی شروع کی دوسرے دن اسی وقت میں جس میں پہلے دن عصر  
پڑھنی اہل غصا۔ کیوں نہ ہو! جب صلاۃ یعنی فراغ من الصلاۃ آپ خود لے رہے ہیں تو آخر ظہر کے معنی آخر لغز  
من الظہر کیوں قرین نص میں ہو گیا، ہاں اس کا علاج نہیں کہ شریعت تمہارے گھر کی سب اپنے لیے تو بیعت  
تبدیل انکار تکرم جب جو چاہو طلال کرو۔ حرفہ یہ سب کہ فقط اسی پر قناعت نہ کی بلکہ کا بھلا جو حدیث امامت جبریل  
عن ابی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی نقل کی اور ابو داؤد کے نقل چھوڑ کر خاص ترمذی ہی کی روایت لی جس میں صاف  
نقل کیا کہ ظہر بعد روزہ عصر و روزہ کے وقت میں پڑھی اور بحال کش طامی اسے بھی کلمہ دیا کہ میں نے اس کے بھی وہی  
ہیں حدیث نبی کے بنیادی کلمے یہی پہلے دن عصر شروع کرنا کی ایک نئی پروردہ سرے دی فارغ ہوئے ظہر سے  
ایک مثل پر۔ بلا جی! جب ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھنا انہ صریح لفظوں کے بھی خود یہ معنی لے رہے ہو  
کہ نماز پڑھنی تو اپنے وقت میں مگر اس سے فراغ دوسری کے ابتدائے وقت پر ہوا تو اب کس منہ سے یہ حدیث ثبات  
جمع میں پیش کرتے اور انہیں نص صریح ناقابل تاویل بتاتے ہوں ان میں تو تصریح دکھائی نہ سکے جو صاف صاف اس حدیث  
ترمذی میں بھی جب اس کے یہ معنی بنا رہے ہوں ان کے بدرجہ اولیٰ نہیں گئے اور اول تا آخر تمہارے سب دعوے

محکم قیاس و مناصب المقام ھذا الشہادۃ قرآن کریم سے اقتباس ہے اور مقام کے مناسب  
لا المحاب ۱۲ منہ (۴) یہاں پر شہادت ہے نہ کہ حساب (اس لیے حبیب کی  
جگہ شہید لایا گیا ہے) دشا

لہ مقوات المفاتیح الفصل الثانی من باب الواقیت مکتبہ امداد برطانیہ ۲۴/۲  
مکے قرآن ۱۴/۱۰ فل میا الحق مسئلہ ہم بحث آخر وقت طہارۃ مکتبہ بذریعہ لاہور ص ۳۶۶ ط ایضاً ص ۳۲۱

قل موقوف البعید کہ نہیں گئے انصاف ہو تو ایک ہی طرف تھادی ساری محنت کو پہلی منزل پہنچانے کے لیے بس سبب و شہد  
الحمد یہ کلام تو ملاجی کی جہاتوں سے متعلق تھا اب مثل حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حدیث کے بھی جواب ہوں وہاں  
اسی طرح صواب پر لیجئے و باللہ التوفیق۔

**جواب اول** دخل عصر سے قرب عصر مراد ہے جس کی انکیس مثالیں آیات و احادیث سے گزریں غرض خاصیت  
ہشتم میں ہم نے روایت مجید صریح مسلم و ترمذی و ابی داؤد و سنن نسائی سے روشنی ثبوت دیا کہ دوسرے وقت تک تاخیر  
درکنار ایک نماز اپنے آخر وقت میں دوسرے وقت کے قریب پڑھنے کو کہا یا نہ تک کہا جاتا ہے کہ دوسری نماز کے  
وقت میں پڑھی

الحمد الجواب اشعار الامام المصنف دعوہ  
اللہ تعالیٰ، حیث قال، قد یحتمل ان یکون  
قوله، الی اول وقت العصر، الی قریب اول  
وقت العصر۔  
اسی جواب کی طرف امام طحاوی نے اشارہ کیا ہے انہوں نے  
کہا ہے کہ اول وقت عصر سے مراد اول وقت عصر  
کا قریب جو ۲۰ ہے۔

(د)

**جواب ثانی، اقول** وقت ٹھہر دو مثل مجھ خواہ ایک اُس کی حقیقت و اقصیٰ کا ادراک طاقت بشری سے  
خارج ہے آسمان بھی صاف ہو زمین بھی صاف ہو تاہم پائش اقدام یا کوئی چیز زمین میں کھڑی کر کے ناپنا تو ہرگز  
غایت تحقیق مقدور نہ ہو بلکہ فی الواقع یہ بیان آسان و آرزو ہدیہ ہے وہ بھی منصف امر ہرگز نہیں بنا سکتا۔  
اولاً دائرہ کے صحبت سطح کا اسطو اسطو دائرہ الافاق سے اُس کی پوری مراعات متقاضی کسی کا سطح دائرہ  
نصف لہار سے زبرد بھر جائے نہ ہونا داخل و خارج کے نقاط یا تجزیہ کی صحیح تقیین قوس معصومہ کی ٹیپیک تمقیف  
نہر ظل کا خط تا تجزیہ پر واقعی انطباق پھر اُس کی حقیقی مقدار پھر اس پر شل یا مثلیں لے جائے گی بیشی ریادت ان  
میں سے کسی پر حرم متیسرے ہیں۔

ثانیاً فرض محال عادی یہ سبب حق حقیقت پر صحیح بھی ہو جائیں تاہم خط نصف النہار کا سطح غلیظ نصف  
النہار میں ہونا معلوم نہیں بلکہ نہ ہونا ثابت و معلوم ہے کہ کسی وجہ تعالیٰ معذرت و منتقد اپنی سیر خاص سے طرہ  
بھی ایک مدار پر نہیں رہتا قرص نصف النہار و مدار نصف النہار ہمیشہ خط نصف النہار سے شرقی یا غربی ہے مگر جبکہ  
دائرہ الزوال پر مرکز تیر کا انطباق اور احد افلاک میں میں طول آبی واحد میں ہو اور وہ نہایت نادر ہے  
ثالثاً اس نادر کو بھی فرض کر لیجئے تاہم علم کی طرف اصلاح سبیل نہیں کہ طول انقلاب یا وصول دائرہ جائزے

کے طرق و زیجات میں موضوع ہیں سب غلطی و غلطی میں کسی کو کتب کی تفسیر حقیقی معلوم کرنا حساب کا کام ہے نہ اسناد کا ،  
 بداول جیوب ، لٹال ، سیول و اوسطا و قنابل مرکز و مواضع ادبیات ، تعادلات ، یام حقیقیہ و وسیلہ و فصل ماہیں  
 المکررین و عروض و اطوال بلاد و درج و اجزاء اسے استوائیہ و طوائع و مطالع علیہ وغیرہ امور کہ اسناد کہ مذکور ہے  
 ہیں سب فی انفسہا محض تخمین ہیں اور اسس پر اثبات زیجات برفع و اسقاط محض کسرات تخمین بالائے تخمین پاک ہے آگے  
 جس سے بہرہ و فائدہ میں بجز و جس بشر کو طبر کیا ہو ذرہ ذرہ عالم سے اپنے کمال ملکہ قدرت کو جہزہ دیا ۔

سبحنک لا عود لنا الاکام حقیقت انک انت العظیم      تو پاک ہے ہمیں علم نہیں مگر تجھے کی توستے تعلیم دی ہے  
 الحکیم ۔      تو ہی علم عظیم ہے ۔ دت ۔

ولہذا متقی و متین سے کچھ پہلے اور کچھ بعد تک حائر غفلت کے نزدیک وقت مشکوک ہے اسی کو وقت میں الوقتین  
 کہتے ہیں اس میں نظر یا نظر کسی حالت شک میں رہتی ہے کبھی بقیات سے وقت اول کبھی حذل وقت آخر میں کرتی ہے اور  
 واقع وہ ہے جو بہ العزۃ جل و علا کے علم میں ہے صاحب و می خصوصاً عالم علوم الاولین و الاخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 و سلم جب تک کہ یہاں العظیم الغیبیہ (آگاہ کیا ہے مجھے علم واسلے اور خبر واسلے سے میں وقت حقیقی پر مطلع ہو کر  
 ہا ، نظر ایسے اخیر وقت میں اور اسے رسد ہر پیر سے ہی معا و وقت حد کی اسے حقیقی جو خاص علم ، یعنی یہی  
 شروع ہو جیتے اور دیگر ناظر کی کوئی سے ہو نہیں سکتے براہ استنباط اسے وقت آخر میں گمان کریں اصلاح تعجب  
 نہیں نہ معاذ اللہ اس میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کسر شان کہ عظیم خاصہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ و سلم میں حضور کا شریک نہ ہونا کچھ معافی صحابیت میں بلکہ واجب و لازم ہے فقیر غفرلہ اللہ القدر اہل بیت  
 کثیرہ سے خاص اس جزئیہ کی لطیفیہ میں کہ سکتا ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ایسے وقت ناظرین  
 پر میں یا سحر یا تادل فرمائی کہ ناظرین کو بقیات سے وقت میں شک یا عروج و وقت کا گمان نہ کرتا بلکہ اجلہ صدیقی صحابہ  
 کی تیسرہ معرفت میں دیگر ناظرین شریک نہ ہوتے علم عمری تو علم عمری ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، مثلاً ،

حدیث ۱ حدیث سائل کہ حج وسلم و شمس ابی داؤد و تہستہ نسائی و مسند امام احمد و تہج ، امام ابن ابی  
 و مصنف طحاوی میں مسند ابی داؤد و شمس ابی داؤد و تہستہ نسائی و مسند امام احمد و تہج ، امام ابن ابی  
 کی روایت یوں ہے ،

اقام بانظرہ حیث نہالت الشمس ، و القائل      سورج ڈھلتے ہی ظہر کی اقامت کہ اس میں حال میں کہ  
 یقول ، قلنا انتصف المہار ، و هو کانت      کچھ والا کچھ ٹھیک دوپہر ہے اور حضور صلی اللہ

اعلم منہ <sup>۱</sup>۔  
تعالیٰ علیہ وسلم اُس سے زیادہ جانتے تھے۔

ابوداؤد کے یہ لفظ ہیں۔

حق قال القائل، انتصف لہما، وهو  
یہاں تک کہ کہنے والے نے کہا دو برابر ہوا اور حضور  
کو حقیقت امر کی خوب خبر تھی۔

احمد و عینی و طحاوی کے لفظ یوں ہیں،

والقائل یقول، انتصف لہما، اولہ، و  
کان اعلم صہ <sup>۲</sup>۔  
کہنے والا کہتا دو برابر ہے یا ابھی دو برابر ہی نہ ہوا اور  
حضور کے علم سے اُن کے علموں کو کیا نسبت تھی۔

حدیث ۲ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و کتاب طحاوی میں بارہ حدیث متینہ  
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بارہ انکاد جمع بین الصلاۃین کہ عنقریب ان شارانہ القریب الجیب مذکور  
ہو گی یہ ہے۔

صلی الفجر یومئذ قبل میقاتہا <sup>۳</sup>۔  
صبح کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھی (ت)

ابوداؤد کے لفظ یوں ہیں،

صلی صلاة الصبح من الفد قبل  
وسوی ذوالحجہ کمزلفہ میں فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ  
و سلم نے وقت سے پہلے پڑھی۔ (ت)

طحاوی کی روایت یوں ہے،

صلی الفجر یومئذ بعید میقاتہا <sup>۴</sup> یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذی الحجہ کی دوسری  
تاریخ مزید صبح کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھی ہے وقت پڑھی۔

امام بدیعینی عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں،

قوله قبل میقاتہا، بان قد مر علی وقت ظہور <sup>۵</sup> یعنی قبل وقت پڑھنے کے یہ سنی ہیں کہ اور لوگوں پر صبح کا

۱۲۳/۱	لے الصبح سلم	باب اوقات صلوات الخس۔	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۷/۱	لے سنن ابی داؤد	باب المراقبۃ	مطبوعہ مجتہائی لاہور، پاکستان
۱۰۳/۱	لے شرح معانی الآثار	باب مراقبۃ الصلوات	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۲۲۸/۱	لے صحیح البخاری	باب مزی الصلوات	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۶۷/۱	لے سنن ابی داؤد	باب الصلوات	مطبوعہ مجتہائی لاہور
۱۱۳/۱	لے شرح معانی الآثار	باب الحج بین الصلوات	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

طلوع الصبح للعامة ، وقد ظهر له صلى الله  
تعالى عليه وسلم طلوعه ، اَمَّا بِالْوَحْيِ اَوْ  
بِغَيْرِهِ .

طلوع کرنا یا ہر نہ ہوا تھا حضور پر نور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی وغیرہ سے معلوم  
ہو گیا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری شریف میں عبد الرحمن بن زید بھی سے خود حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کی نسبت ہے ،

ثم صلى العجمين طلع الفجر ، قائل  
يقول ، طلع الفجر ، قائل يقول ، لم  
يطلع الفجر ، واوله ، قال ، خرجنا مع  
عبد الله الى مكة ، ثم قد منا جميعا الحديث .

یعنی ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ  
حج کو پہلے مزدلفہ پہنچے وہاں حضرت عبد اللہ نے  
نماز فجر طلوع فجر ہوتے ہی پڑھی کوئی کتاب پڑھی ہے  
کوئی کتاب بھی نہیں۔

حدیث ۴ ام ابو جعفر طحاوی انہیں عبد الرحمن بن زید سے راوی ،

قال صلى عبد الله باصحابه صلاة المغرب فقام  
اصحابه يقرأون الشمس ، فقل ، ما تنظروا  
قالوا ، انظرنا سبب شمس . قال صلى الله  
هو ، والله الذي لا اله الا هو ، وقت هذه  
لصلاة الحديث .

یعنی عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اصحاب کو  
عاز مغرب پڑھائی ان کے اصحاب اُن کو سورج دیکھنے  
کے ، عرض کیا دیکھتے ہو ، عرض کی ایہ دیکھتے ہیں  
کو سورج ڈوب گیا نہیں اُفرمایا قسم اللہ کی جس کے  
سوا کوئی پتہ معبود نہیں کو یہ عین وقت اس کی نگاہ۔

ثم ازى فارغوا من كل شيء ان كل اصحاب كوشبيرة تها كسورج اب كجى مغرب بوايا نيس فان صملى  
حقيقة في الفعل دون الاسادة والف ، التعقيب (كيونك صملى كاحتمى معنى نماز پڑھنا ہے ذكر اراد کرنا اور  
فاز تعقيب کے لیے ہے۔ ت۔

حدیث ۵ بخاری مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ طحاوی طریق انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زید  
بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ،

قال ، تسحرنا مع رسول الله صلى الله  
هم نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ

۲۰/۱۰	مطبوعہ دارۃ الطباعة الميرية بيروت	باب صلاة الفجر بالزلفة	لعمدة القاری شرح بخاری
۲۶۸/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب منی لعلی الفجر کتب	لعمدة القاری
۱۰۴/۱	مطبوعہ دارالکتاب ام سعید کراچی	باب بواقیت الصلاة	لعمدة القاری معانی الآثار

تعالیٰ علیہ وسلم اشتهرنا الى الصلاة ، قلت :  
 کما کان قدس ما بینہما ؟ قال : خمسین  
 آیۃ ۛ

سحری کئی پھر نماز فجر کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں نے  
 پوچھا پچ میں کتنا فاصلہ دیا ، کہا پچاس آیتیں  
 پڑھتے کا۔

حدیث ۶ بخاری و سنن بطریق قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ،  
 ان ہی ، اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، و  
 مرید بن ثابت قسحرا ، فلما فرغنا من سجودھا  
 قمر بنی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الى  
 الصلاة فحفظ ، قلت لانس ، کما کان بینہ  
 فرأینہما صحت سجودھا و دخولہما في  
 الصلاة ؟ قال : قدر ما یقرؤ الرجل  
 خمسین آیۃ ۛ

میں بھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مرید بن ثابت رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ نے سحری تناول فرمائی جب کھانے سے  
 فارغ ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نماز فجر کے لیے کھڑے ہو گئے نماز پڑھ لی میں نے اس  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا سحری سے فارغ اور  
 نماز میں داخل ہونے میں کتنا فاصلہ ہوا ، کہا اس قدر  
 کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے۔

اس طرح پیش رفتی پھر علامہ طبری ثقی پھر علامہ زکریا قاری شرح مشکوٰۃ میں ، اس حدیث کے نیچے  
 فرماتے ہیں ،

هذا التقدير لا يجوز لمعوم المؤمنين الاخذ  
 به ، وانما اخذ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم لا اطلاع اللہ تعالیٰ اياه ، وکان  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معصوما عن  
 الخطأ في الدين ۛ

برائے یہ ہے کہ عام امت کو اسے اختیار کرنا جائز نہیں  
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ، اسے  
 اس لیے اختیار فرمایا کہ رب العزت جل و علا نے حضور  
 کو وقت حقیقی پر اطلاع فسرمانی مٹی اور حضور  
 پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین میں خطا سے  
 معصوم تھے۔

حدیث ۷ سنن و لمحاوی و ابن جریر سے راوی ،  
 قال ، قلن لحذیقة ، ای ساعة تسجود مع  
 ہم لے تہجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ نے

صحیح البخاری باب وقت السجود مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۱/۱  
 صحیح البخاری باب وقت الفجر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۲/۱  
 مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الاول من باب تعیلی الصلوات مطبوعہ مکتبۃ امدیہ عثمان ۱۳۳/۲

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ قال،  
 هو النهار، الا ان الشمس لم تطلع  
 تمام لحادی کی روایت میں یوں صاف تر ہے :

قلت بعد الصبح؟ قال : بعد الصبح ،  
 غیر ان الشمس لم تطلع  
 میں نے کہا بعد صبح کے کہا یاں بعد صبح کے مگر آفتاب  
 نہ نکلا تھا۔

رائے فقیر میں ان روایات کا ترجمہ مل ہی ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علم نبوت  
 کے مطابق حقیقی گھنٹے میل پر سحری تناول فرمائی کہ فراغ کے ساتھ ہی صبح یک آئی نیز قد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو  
 گمان ہوا کہ سحری دن میں کھائی بعد صبح اور واقعی جو شخص سحری کا بچہ نوالہ لکھا کہ آستان پر نظر اٹھائے تو صبح طالع پائے  
 وہ سراسر اس کے یک گمان کر سکتا ہے۔

حدیث ۸ ابوداؤد نے اپنی مستحی میں باب وضع کیا، باب المسافر وهو يشك في الوقت۔ اور  
 اس میں انہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حدیث میں ہم یہاں کلام کر رہے ہیں روایت کی :

قال : كما اداكم مع رسول الله صلى الله  
 تعالیٰ علیہ وسلم في السفر . قلت : يا  
 الشمس اوله تنزل ، صلى الظهر ثم استحل  
 جب ہم حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کے ہمراہ رکاب سفر میں ہوتے تھے ہم کہتے سورۃ دھوا یا  
 ابھی دھوا ہی نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 اس وقت نماز ظہر پڑھ کر کھڑے فرمادیتے۔

حدیث ۹ ابوداؤد اسی باب میں ابونیزار فسائی وطلحوی انہیں انس رضی اللہ عنہ سے راوی ،  
 کان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ادا  
 نزلا صبرا لاسم يرتحل حتى يصلى الظهر ،  
 فقال له رجل : وان كان نصف النهار؟ قال  
 وان كان نصف النهار؟  
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی منزل میں  
 اترتے ہیں ظہر پڑھ کر کھڑے نہ فرماتے۔ کسی نے کہا  
 اگرچہ دوپہر کو ، حسد مایا ، اگرچہ  
 دوپہر کو۔

سنة سنن النسائي الشرح على السهو وذكر الاختلاف في  
 سنة شرع معاني الآثار كتاب الصيام  
 سنة سنن ابی داؤد باب المسافر في الصلاة  
 سنة سنن ابی داؤد باب المسافر في الصلاة  
 سنة سنن ابی داؤد باب المسافر في الصلاة  
 سنة سنن ابی داؤد باب المسافر في الصلاة

نسائی کے لفظوں میں :

فقال سجدوا انکانت بنصف النهار قال د  
یعنی کسی نے پوچھا اگر چہ نماز دوپہر میں ہوئی تو کیا اگرچہ  
انکانت بصبغ النہر ہے۔  
دوپہر میں ہوئی۔

**لطیفہ اول** ملا جی کو برہمنظر ہے کہ جہاں جیسے بتے اپنا مطلب بنائیں یہاں تو قول آئیں رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کہ وقت عصر کا آغاز ہوتا ہے یعنی پھر عمل کیا جس میں اصل گنجائش تاویل نہیں اور مسئلہ وقت ظہر میں جب  
علامت حقیقہ نے حدیث صحیح ترمذی صحیح بخاری شریف سے استدلال کیا کہ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : ایک سفر  
میں ہم حاضر کا رب سعادت سلطان رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام والیقین تھے مردی نے ظہر کی اذان دینی پہ ہی مسجد آیا  
وقت ٹھنڈا کر دیر کے بعد انھوں نے پھر اذان کا قصد کیا ، پھر فرمایا وقت ٹھنڈا کر ، ایک دیر کے بعد انھوں نے پھر  
اذان کیا ، فرمایا ٹھنڈا کر ، حق سادی الظل استلوا (یہاں تک کہ شیوں کا سایہ ان کے برابر آگیا ، سید عالم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : ان شدة الحر من فیہ جحیم (گرہ کی شدت جہنم کے جوش سے ہے ،  
قرآن میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو ، ظاہر ہے کہ ٹھیک دوپہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گودی زمانہ ابراہیم سے نیلوں کا  
سایہ اصلاہیں ہوتا رہا ہے و بہر حال ظہر ہونا ہے ، امام اہل اہل اورد کرنا تو ہی شافعی شریعت مسلم شریف میں دیکھیں ،  
التلول منبطحة غیر منقصة وہاں یہ ہے  
فی فی العدة الا بعد شوال الشمس بکثرت  
امام ابن اثیر جزیری شافعی سایہ میں فرماتے ہیں ،  
حق منبطحة لا یطهر لها ظل الا اذا ذهب  
بہت پست ہوتے ہیں ان کے لیے سایہ ظاہر ہی نہیں  
اکثر وقت مظہر ہے  
ہوتا مظہر ظہر کا اکثر وقت جاتا رہے۔

جب خود اگر شافعی کی شہادت سے ثابت اور میر مناجہ و عقل و قواعد علم ظہر ظہر شاذ کہ شیوں کے سامنے کی  
استدلال سے مست دیر کے بعد ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ سایہ نیلوں کے برابر آئیں وقت پہلے کا جب بلند چیزوں کا سایہ  
ایک شکل سے بہت گزر جاتے گا اُس وقت تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کرنے کا

ملک سنی النسائی اول وقت ظہر حدیث ۴۹۹ مطبوعہ المکتبہ سلفیہ لاہور ۵۵/۱  
شعیح البخاری باب الاراد ما ظہر فی السہ وارا العرفۃ قیدی کتب خانہ کراچی ۵۵/۱  
شعیر العیض سلم مع مسلم باب استجاب الازد بالظہر ۲۲۴/۱  
مع صحیح بخاری شریف البخاری باب الاراد ما ظہر فی السہ ۱۶/۲  
نوٹ : یہ تو رسمی بیسار کے باوجود دنیا کے نہیں مل سکا اس لیے فقہ بخاری سے نقل کیا ہے۔ تیز راہ سعیدی

حکم فرمایا اور اس کے بعد فرشتوں کو اجازت افاضی عطا ہوئی تو پھر مشہور دوسرے مثل میں وقت ظہر باقی رہتا ہوا بت ہوا  
 جس کا کہ ہمارے نام بھی اللہ تعالیٰ نے رکھنا نہ سب سے بدوئل میں اس طرح لکھا اللہ تعالیٰ لا چاہے تھی یہاں تو جی حالت اضطراب  
 میں فرما گئے کہ مسوا کی کنڈوں میں سیتہ نا اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایہ کیوں کوٹا ہر ہے کہ ٹھیکنا اور تقریباً ہے نہ  
 یا بیشتر کہ گزر کر ناپ لے لے۔ کیوں حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو گزر کر کہ نہ ناپا تھا وہی ٹھیکنا مساوات  
 بتادی مگر اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر کر ناپ لینا آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا آخر دخول وقت عصر ہوئی تو معلوم ہو گا کہ  
 سایہ اس مقدار کو سب سے اُس کا علم ہے یا پتہ کیوں کر ہو بلکہ یہاں تو قابض دو ناچوں کی ضرورت ہے ایک۔ وقت  
 نصف السہار کہ سایہ اصلی کی مقدار میں دوسرا اس وقت کہ سایہ بعد طلوع اصل مقدار مطلوب کو چھایا یا نہیں، حسب  
 اسوں نے ایک ناپ نہ کی ہو ہی ٹھیکنا فرما دیا اسوں نے دو ما میں کا ہے کہ کی ہوئی گی، پر ہی ٹھیکنا فرمایا ہوگا عصر کا اول  
 وقت داخل ہو گیا جیسے آپ وہاں اقبال کلاہ پاتے ہیں کہ واقعہ میں مساوی رہا ہوگا اور ظہر ایک مثل کے اندر ہوئی  
 یہاں بھی وہی اقبال پیدائے گا کہ واقعہ میں وقت عصر آیا تھا ظہر اپنے ہی وقت پر ہوئی یہ کیا جاواری و مکارا ہے کہ  
 جا کا جو باتیں جو احتیاج کرتے جاؤ دوسرے تو آئیں دکھاؤ تحریف نصوص نہاد اس حکم کی کوئی حد ہے۔

**طیفہ ۲۔ اقول** نہ انصاف دے کہ یہاں ٹھیکہ بھی اسی ہی غلط ہوئی جتنی میں طہر کہ دو ٹھیکیں پر طہر جائیں  
 اور حدیث ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نہایت فاحش غلطی، نہی پڑے۔ کہ کہ نہی پڑے وہی نسبت کو دینا حصہ اول  
 سورہ اربعہ، خود امام شافعی کی صریح سے واضح ہوا کہ سایہ طول کی انداز اس وقت ہوئی ہے جب بلند چیزوں کا  
 سایہ سایہ اصلی کے سوا نصف مثل سے اکثر گزر جاتا ہے تو ہر ہے کہ ٹھیکوں کا سایہ ابھی نصف مثل تک بھی پہنچے گا  
 کہ اور چیزوں کا سایہ سایہ اصلی کے سوا ایک مثل سے گزرنے کا کہ اول تو جس طرح ظہر طلوع میں تفاوت شدید ہے  
 کہ تہی ویر کے بعد ان کا سایہ پیدا ہوتا ہے یعنی زیادت ظل میں فرق رہے گا بلند چیزوں کا سایہ اپنی نسبت پر  
 جتنی دیر میں متاثر ہے گا ٹھیکوں کا سایہ اپنی نسبت میں اُس سے کہ پڑے گا کہ لا یشغل ظل العاصف بقوا احد  
 العن (جیسا کہ وہ دفعی کے جانے والے پر غلطی میں۔ مت) تو لا جرم جس وقت ٹھیکوں کا سایہ پیدا ہوا اور بلندوں  
 کا سایہ سا بن، اصل کے سوا نصف مثل سے زیادہ تھا اب کچھ دور کے اندر بلندوں کا سایہ سایہ اصلی کے سوا نصف  
 مثل سے زیادہ تھا اب کچھ دور کے بعد بلندوں کا سایہ نصف مثل سے کم ہو کر ایک مثل ظل اصلی سے گزر گیا اُس وقت ٹھیکوں  
 کا سایہ اُس کی کم از نصف سے بھی کم ہو گا اور اس نقطہ نسبت تفاوت کو نہ بھی ماننے تو یہ کہ از نصف ہی جانتے پھر ہر حال  
 اس سے اتنی دیر اور گرا کیجئے جس میں ادا ان کا حکم ہو اور اُس کے بعد جماعت فرمائی نہی تو سایہ سے آپ کے طور پر  
 اُس وقت ٹھیکوں کا سایہ کوئی چارم ہی کی قدر رہتا ہے اُسے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فراموش کیا کہ سایہ برابر ہو گیا تھا  
 کس قدر بعد و قابل قبول ہے۔ کیا اچھا انصاف ہے کہ باوجود ٹھیکیں میں اتنی غلطی یا مسوومہ کہ جس میں دو ٹھیکیں پر طہر جائیں

یاد اپنے دائرہ کو یہ بجادی غلطی متبولی کہ میر میں پسیری کا دھوکا۔ بھرا اللہ تعالیٰ اس فقرہ سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ وہ ان شخص سے جواب دینا محض معل و باطل تھا

**لطیفہ ۳۔** اقول دہان ایک ستم خوش ادائیہ کی ہے کہ وہ کھینٹا برابر ہو باجی مع سایہ اصلی کے ہے نہ سایہ اصلی، ملک کو کہ وہ لایا یعنی من لہ اونی عقل (اور یہ ادنیٰ ہی عقل رکھنے والے پر بھی عقلی نہیں۔ ست، تو دراصل سایہ ٹیلوں کا بعد نکالنے سایہ اصلی کے کھینٹا آدمی مثل ہو گا یا کچھ زیادہ اور مثل کے قلم ہونے میں اتنی زیر ہوئی کہ بجز ان فارغ ہوئے ہوں گے۔ تو بھی اذرا کچھ دنوں مثل کی ہوا کھاؤ ٹیلوں کی ہری ہری ڈوب ٹھنڈے وقت کی سنہری دھوپ دیکھو کہ آنکھوں کے تیر نکالنے آئیں علماء تو فرما رہے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ پڑتا ہی نہیں جب تک آدھے سے زیادہ وقت ظہر نہ نکل جائے تاہی ان کے لیے ٹھیک دوپہر کا سایہ بنا رہے ہیں اور وہ بھی متوڑا نہ بہت آدمی مثل بھی تو کہتے ہیں کہ وہ ہائی ہو کر آدمی کی مثل ٹیلوں کا سایہ زوال ہو جاتی ہے۔

**لطیفہ ۴۔** اقول اور بلکہ کزاکت فرمائی ہے کہ مساوات سایہ کے ٹیلوں سے مقدار میں حرا نہ ہو بلکہ خود میں یعنی پچھلے سایہ جانب شرقی معدوم تھا اور مساوات نہ تھی ٹیلوں سے کہ نہ وہ موجود نہیں اور وقت سے اذان کے سایہ جانب شرقی بھی ظاہر ہو گیا پس برابر ہو گیا ٹیلوں کے ظاہر ہونے میں اور موجود ہونے میں نہ مقدار میں اس پر اب کی قدر۔ تاہی اپنے کی ایمان سے ہر دس وقت ٹھنڈا دیا، ان ملک کے ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر آیا اس کے یہ معنی کہ ٹیلے بھی موجود تھے سایہ بھی موجود ہو گیا اگرچہ وہ دس گز ہوں یہ تو برابر اسے جس انداز سے کیوں تو حریف نصر میں کہنے کا کہ یہ مطلب کی کثرت ہے۔ ایسا عقب فرما میں ہمارے خفیہ کا علت ہے۔ عطا بھی! اگر کوئی کہے کہ میں عاتقی کے پاس رہا ہوں تاکہ کوئی کہ راہ میں مانس برابر عاتقی تو اس کے معنی یہی ہوں گے کہ عاتقی کا سبزہ آغاز ہوا کہ پہلے بانس موجود تھا اور عاتقی کی راہ میں معدوم، جب نہ وہ ان کچھ کچھ چمکا چمکتے ہی بانس برابر ہو گیا کہ اب بانس بھی موجود، عاتقی

مرکب از بیضہ برون آید و دار طلبہ

(مرغ جب اٹھے سے باہر آتا ہے تو دار طلبہ کرتا ہے)

**لطیفہ ۵۔** اقول یہ بکن چراغی و تحریف مرع قابل ملاحظہ کہ خود ہی خفیہ و شافیہ کے مسئلہ مختلف فیہا میں شافیہ سے جنت لائے کو فتح الباری امام قسطلانی سے یہ عبارت نقل کی کہ :

یحتسب ان یواد بہذہ المساواة ظہور افطس ہوسکتا ہے اس مساوات سے مراد یہ ہو کہ ٹیلے کے پہلو میں مجنب التکل بعد ان لوین ظاہر الیہ سایہ ظاہر ہو گیا جبکہ پہلے ظاہر نہیں تھا۔ (ت)

سلہ فتح الباری شرح البخاری باب الاوراد بالظہر فی السفر مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴/۲  
فت معیار الحق جہاد ۲۵۴ فت معیار الحق جہاد ۲۵۴

جس میں شیوں کے لیے سایہ اصل ہونے کی صاف نفی تھی حضرت تو وہ دعوے کر چکے تھے کہ ان کا سایہ اصل آدم سے  
مثل کے قریب ہوتا ہے لا جرم معدوم ہونے میں بجانب شرق کی قید بطلانی کہ مشرق کی طرف معدوم تھا اور سے لے کر ابھاری  
کی طرف نسبت کر دیا کہ عیساکرم الخ ابھاری میں وہی احتمال ان پر ادا الخ ملا جی! و حرم سے کہنا یہ تحریر تہ نہیں۔

**لطیفہ ۶۔** اقول فتح ابھاری کے طور پر تو مشاومت فی الوجود غایت ہی سکتی ہے کہ وہ ہر کوئی شیوں کا سایہ  
اصلاً نہ تھا دیر فرمائی یہاں تک کہ موجود ہو اگرچہ شیوں سے سایہ مساوی ہونے کے ہرگز یہ جتنے میں مگر آپ اپنی غیر  
بیچنے آپ کے نزدیک تو ٹھیک وہ ہر کوئی شیوں کا سایہ آدھا مثل تھا تو ظہور و وجود میں برابری میں سے شام تک  
دی بھر ہی اس غایت مقرر کرنے کے کیا سمجھتے کہ وقت ٹھنڈا فرمایا یہاں تک کہ سایہ وجود میں شیوں کے برابر  
ہو گیا اور جانب شرق کی قید حدیث میں کہاں یہ آپ کی نرمی من گھڑت ہے، تاویل گھڑی مساوات فی الظہور،  
تقریب کے مساوات فی الوجود، اور مغرب علیہ وجود مشرقی، کیا جب تک وجود و ذلی ثنائی تھا مساوات فی الوجود  
نہ تھی، اب کہ وجود مشرقی و مساوات ہوئی کچھ بھی ٹھکانے کی کہتے ہو۔

**لطیفہ ۷۔** اقول ملا جی! جب آپ کے و حرم میں سایہ وقت نصف النہار بھی موجود تھا  
تو زوال ہوتے ہی قطعاً مشاومتی ہو تو یہ مساوات خاص آغاز وقت ظہر پر پیدا ہوئی اور حدیث میں یہ ارشاد  
ہے کہ مؤذن نے تین بار ارادہ ادا کیا ہر بار حکم ابرادہ تا حیرت یہاں تک کہ یہ مساوی ہو گیا یہ ارادہ ہائے  
اذن و حکم ہائے ارادہ سب پیش از زوال ہو لیے تھے شاید پہرہ چڑھے ظہر کا وقت ہو جانا ہوگا، ملا جی! تعریف  
نصوص اسے کہتے ہیں، ص ۷

چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر  
**لطیفہ ۸۔** اقول جب کہ نبی تو ارادے درجے یہ تیسری زاکت اس حدیث کے جواب میں فرمائی  
کہ یہ تاجیر آنحضرت سے سفر میں ہوتی مشایخ آنحضرت نے اس ارادہ سے کی ہر کوئی ظہر سے عصر تک کریں گے پس  
سفر پر حضور قیاس مع الفارق ہے۔ ملا جی! ایمان سے کہنا یہ حدیث ابرادہ ظہر کی ہے یعنی وقت ٹھنڈا کر کے پڑھنا  
یا تفویض ظہر کی کہ وقت کھڑک پڑھنا، حدیث میں ملت حکم یہ ارشاد ہوئی ہے کہ شدت گرمی جو شمس جنم سے ہے  
تو گرمی میں ظہر ٹھنڈا کر دیا کہ ابھی اذان نہ کہو ہم عصر سے ظہر پڑھیں گے۔ ملا جی! اس حدیث کی شرح میں خود  
علائے مشافہہ کا کلام سنو کہ معنی ابرادہ میں آپ کی یہ گھڑت بھی ٹوٹے اور سفر و حضر سے فرق کی بھی قسمت پھوٹے  
ارشاد اسماری امام قسطلانی شافعی شرح صحیح بخاری باب الابرادہ بالظہر فی السفر میں اسی حدیث ابرادہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیچے ہے ،

(قال : كن مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في سفره) قيد ههنا بالسفر ، واطلقة في السابقة ، مشيراً بذلك الى ان تلك الرواية المطلقة محمولة على هذه المقيدة ، لان المراد صحت الايراد التسهيل و دفع المشقة ، فلا تنفذت بين السفر والمحضرة

اسی میں ہے ،

(فقال له : ابد ، حتى مرأيا في التناول) وعاية الايراد حتى يصير النفل ذمرا بعد طيل الزوال ، او سبب قامة او تلثها او نصفها ، وقيل غير ذلك - ويخصف باحلاف الاوقات ، لكن يشترط ان لا يستلزم الآخر الوقت

دکھا ، ہم ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سفر میں ، یہاں سفر کے ساتھ مقید کیا ہے اور سبقت روایت میں مطلق رکھا ہے یہ بتانے کے لیے کہ سابقہ مطلق روایت اسی مقید پر محمول ہے کہ اگر شخص نے اپنے کام مقصد آسانی پیدا کرنا اور مشقت دور کرنا ہے اور اس میں سفر حضر کا کوئی فسرق نہیں ۔ (ت)

اس کو کہنا کہ شخص نے ، یہاں تک کہ ہم نے ٹیوں کا سایہ دیکھ لیا ، ابراہام کی انتہا یہ ہے کہ سایہ ایک گز پر جائے زوال کے سامنے کے بغیر یا قد کا چڑھائی یا نہائی یا نصف ہو جائے ، اس کے علاوہ بھی اقرار ہیں ۔ اور اختلاف اوقات کے ساتھ ابراہام میں بھی اختلاف واقع ہوتا رہتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ابراہام اتنا زیادہ رہے کہ وقت آخر ہو جائے ۔ (ت)

وقت ہاں خوب یاد آیا علامے شافعیہ کی کیوں ٹیپے آپ اپنے ہی سکھ کو نہ دیکھے مسئلہ وقت مستحب ظہر میں فرمائیے اگر ابراہام اختیار کرے تو لازم ہے کہ ایسا ابراہام کرے کہ وقت ظہر کا خارج ہو جائے یا قریب آجائے حد میں ابراہام کی علامہ میں اختلاف ہے لیکن یہ سب کے نزدیک شرط ہے کہ ابراہام اس مرتبہ کا کہ کہ ظہر کے آخر وقت کو پہنچ جائے کما فتح ابیاری میں اختلاف العلماء فی عایة الايراد ، لكن يشترط ان لا يستلزم اخر الوقت مطلقاً ابراہام کی انتہا میں علامہ کا اختلاف ہے لیکن یہ شرط ہے کہ آخر وقت تک نہ پہنچے ۔ (ت) جب آخر وقت کے قریب تک نہ آنا لازم و شرط ابراہام ہے تو حکم ابراہام کو خارج وقت پر عمل کرنا کیسا

سے ارشاد الساری شرع البخاری باب الايراد بالظہر فی السفر مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۱/ ۴۸۸

ف. معیار الحق مسئلہ سوم وقت مستحب ظہر ص ۳۱۱ ، ۳۱۲

عذر ہر وہ ہے، مگر ایمان سے کنایہ حدیث سے جواب ہے یا اپنی سختی پروردی کے لیے عراثر نفس شرع کی  
تکلیف حدیث صحیح کا رد۔ شافعیہ حنفیہ کے مکالمات محض نفس طبع کے لیے ہیں ورنہ مذاہب متقرر ہو چکے علامہ زرقانی  
ماکی شرح مواہب آخر جلد ہفتم میں فرماتے ہیں:

قد اجاب، لی فقامت حمجد، عن ذلك وعن  
عیدہ صحت ادلة المانہین، وحی عشرة،  
بما یطول ذکرہ، مع انہ لا کثیر فائدة فیہ،  
اذ لہذاہب تقریرت، انما هو قش حید  
اذہانت۔

ابن عمر نے اسی دلیل کا بھی اور مانعین کی نگرانی میں  
کا بھی جواب دیا ہے مگر ان کے ذکر سے طواست  
ہوئی ہے اور کوئی نمایاں فائدہ بھی نہیں ہے کیونکہ  
مذاہب متقرر ہو چکے ہیں (اور ایسے سوال جواب)  
محض ذہن کو تیز کرنے کا کام دیتے ہیں۔ (دست)

آپ اپنی خبر لیجئے آپ تو محقق مجتہد ہیں سب ارباب مذاہب کی ضد ہیں آپ کیوں صحیح بخاری کی حدیث  
جلیل میں یوں کھلی تحریریں کر رہے ہیں دعوے باطلہ علی بالحدیث کے چپکے اُتر رہے ہیں۔ عطا

شرم باوت از حسنہ اور رسول

(تقریر اور رسول سے شرم کھاؤ)

**طیفہ ۹۔ اقول** مذہبی ذہن ہستے یہ تاویس ہیں محض ہل پوچہ تقریروں سے جیسے بنے  
حدیث کو رد کرنا ہے لہذا عذر مدعا زنگناہ کے لیے ارشاد ہوتا ہے حشا تاویلات کا یہی ہے کہ احادیث صحیحہ  
جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر نہیں رہتا ثابت ہیں کس جماعین الاولیہ تاویس ہونے کی گئیں۔  
ان تاویلوں کو حق کہنا تو دل میں خوب جانتے ہو گئے کہ جڑ نہ رہے ہوا حق حق ہیں کہ ایک دم میں سلف ہر گز  
مگر اس ڈھٹائی کا کہاں شکاں کہ صحیح حدیث بخاری شریف کو بکلیہ جمع بین الادلہ یوں دانستہ ہٹا کر سارے حالانکہ  
ز قصہ واحد نہ لفظ مساعداہ حدیث ابن عمر و بارہ غیبت شیعہ میں ہا صفت اتھا و قصہ جمع بین الاولیہ حرام اور  
رو احادیث صراح و احب الاقوام۔

**طیفہ ۱۰۔ اقول** جمع تقدیم کی نامند علی جماعت بھرنے کی حدیث ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں  
وہ فن ترانیاں تھیں کہ ظاہر پر حمل واجب ہے جب تک مانع قطعی نہ ہو اب اپنے داؤں کو ظاہر پس صریح کے  
یوں ہاتھ دھو کر پیچے پڑے غیر کہہ کر اللہ آپ ہی کی گواہی سے ثابت ہو گیا کہ جمع بین الادلہ کے لیے ایسی رلیک و  
پوچہ دلچر تاویلات تکسر و ایہیں ترویہ صاف و لطیف و شائع و لطیف معانی و محامل کہ ہم نے جماعین الاولیہ

احادیث ابن عمر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اختیار کیے گئے ہیں اپنی چوٹی و چراغ کی آپ نے خود ہند کر لی ، واللہ  
الحمد ، ع :۔

وہود سبب خیر گر خدا خواہد

طرف دیگر آپ مستدل ہیں اور ہم غصم جب آپ کو ایسے چرچات فہم دیں گے ہیں یہ واضح بات بدرجہ اولیٰ نافع اور آپ کے  
تمام ہوا جس دو سادس کے قاطع ہوں گے ۔

فائدہ عامہ : سنن میں ایک حدیث اور ہے جس سے ناواقف کو چہ تاخیر کا وہم ہو سکے فقہیہ نے  
کلام فریقین میں اس سے استناد اچھا یا اصل تفرقہ نہ دیکھا ، ظاہر بہت دور دور کے چکر لگا آئے جہاں کچھ بھی لگتی  
پانی بلکہ نری بے لگاؤ بھی لگ کر لائے سنن کچھ دور زحمیں اس کے اس پاس لکھوا کے مگر انس سے دہنے بائیں کرتا ہے  
اسی سے انس کا نہایت نامندی میں ہونا ظاہر گر شاید اب کسی نے متوجہ یا غور حضرت سی کو تازہ وہم جاگے لہذا  
اس سے تفرقہ کر دینا مناسب ،

سنن ابوداؤد میں ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن صالح  
نے ، اس نے کہا کہ خردی میں بھی ابن عمر جاری نے اور سنن نسائی  
میں ہے کہ خردی میں بھی ابن عمر جاری نے ، اس نے کہا کہ  
بیان کی کچھ سے بھی ابن عمر جاری نے ۔ اور حضرت علی وہی ہیں  
ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی ابن عبد الرحمن نے ،  
اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے نعیم ابن حماد نے ۔ دونوں  
نے کہا کہ خردی میں کہ عبد العزیز ابن عمر نے (نعیم سے خردی  
کا اضافہ کیے ، تاکہ بھی ابی الزبیر سے ، اس میں جاری لفظ

فی سنن ابی داؤد ، حدیثنا احمد بن صالح بن  
یحییٰ بن محمد الجارقی ، فی سنن النسائی ،  
احمد بن المومل بن اھاب ، قال ، حدیث یحییٰ  
بن محمد الجارقی ، فی مصنف الطحاوی ،  
حدیثنا علی بن عبد الوہب ثنا نعیم بن  
حماد قال ثنا عبد الصمد بن محمد (ثنا نعیم)  
الذراوردی ، عن مالک بن ابی الزبیر عن جابر ،  
ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عند ای یحییٰ عند الاولین ولیم عند الطحاوی ومنہ  
میں بھی سے پہلے دو (ابوداؤد اور نسائی) کے ہاں اور نعیم طحاوی  
کے ہاں (۱۲ منہ) (ت)

سنن ابی داؤد باب الحج بین الصلواتین مطبوعہ مکتبہ تائی لاہور ۱۴۱/۱  
سنن النسائی الوقت الذی یحب فیہ المسلمون مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۹۹/۱  
سنن شریع مسانی ، لاثر باب الحج بین الصلواتین مطبوعہ ایچ ایم سعید مکتبہ کراچی ۱۱۱/۱

غرت له الشمس بمكة ، فجمع بينهما  
 بسوق (نماذھیم) یعنی الصلوة - ولفظ  
 المؤمل غابت الشمس ورسول الله صلى الله  
 تعالیٰ علیہ وسلم بمكة ، فجمع بين الصلاتين  
 بسوق - قال ابو داود ، حدثنا محمد بن  
 هشام جاسر احمد بن حنبل ما جعفر  
 بن عون عن هشام بن سعد ، قال : بينهما  
 عشرة اعيال ، یعنی بی مکه و بسوق

یعنی مصر رسید عام ملی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکه معظمہ میں آفتاب ڈوبا پس مغرب و عشاء مرتفع سرف میں  
 جمع فرمائیں ابو داؤد نے بشام بن سعد سے (کہ طاجی کے صاحبوں انفسی عجروج مردود الروایہ متروک الحدیث ہے  
 تقریب میں کہ صدوق ، لہ اوہام ، وری بالمشید) نقل کی کہ متروک و سرف میں دس میل کا فاصلہ ہے ۔  
**اقول** و بانہ الترفیع اصول حدیث و نیز اصول محدثہ طاجی پر یہ حدیث بزرگ قابل حجت نہیں اصول حدیث  
 پر اس کی سند ضعیف اور اصول تریہ پر ضعف در ضعف در ضعیف کی بنا یہ کہنے ضعیفوں کی طومار اور نری مردود  
 متروک ہے ۔

اولاً دو طریق پیشین میں پہلے بن محمد جاری ہے تقریب میں کہا ، صدوق و یحظنی (سپتا ہے مگر  
 خطا کرتا ہے ۔ ت) امام بخاری نے فرمایا : يتكلمون فيه (انہ محدث ہیں اُنس پر ظن کرتے ہیں ۔ ت) میزان  
 میں بھی حدیث اس کے ترجمہ میں داخل کی اور کتب ضعیف میں زیر ترقہ ضعیف اُن کی منکر حدیثیں ذکر کرتے ہیں و اس  
 کے ساتھ طریق دوم میں قول ابن ابی بے تقریب میں کہا صدوق لہ اوہام (سپتا ہے ، اس کو آدم ہیں)  
 طریق ثالث میں نیم بن حماد سے یہ اگرچہ فقہ و فرائض دان تھا مگر حدیثی حالت میں بھی سے بھی بدتر ہے تقریب میں  
 کہا صدوق یحظنی کثیر (سپتا ہے مگر غلط است کرتا ہے ۔ ت) یہاں تک کہ ابو الفتح ازدی نے کہا ، حدیثیں  
 اپنے جی سے گھڑا اور امام ابو نعیم کے مطالعہ میں جھوٹی حکایتیں وضع کرتا تھا یہ اگرچہ مجازفات ازدی سے جو  
 مکرر ہی نے طبقات الحفاظ و میزان الاستدال و نون میں اس کے حق میں قول اخیر یہ قرار دیا کہ وہ باوصف اکابر

۱۱/۱ شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلوٰتین ۱۱/۱

۱۱/۱ سنن النسائی الوقت الذي يجب التقیم  
 ۱۱/۱ سنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلوٰتین  
 ۱۱/۱ مطبوعہ مکتبہ سلسلیہ لاہور  
 ۱۱/۱ مطبوعہ تحقیقی لاہور

عنک الحدیث ہے قابل اجتماع تیس جامع صحیح میں اس کی روایت مفقود ہے نہ بطور حقیقت، امام بول الدین سیوطی ذیل طحاوی میں اُس کی حدیث اذ اس ادا انہ ان یمنزل الی السماء المدنیٰ نزل عن عرشہ بذاتہ (جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اُترنا چاہتا ہے تو بذاتہ عرش سے اُتر آتا ہے۔ ت) ذکر کر کے فرماتے ہیں، اتعینا نفعیم بوجہ صداد، من کثرة ما یأتی بہذہ الطامعات، وکم ندس دُسنہ وینظر طوسی الراوی عنہ، فلا ادوی، البلاء، فی الحدیث عنہ، اومن شیخہ دُفینم! اہم مخلصا یعنی ہم کو اس کثرت سے یہ طامعات روایتیں لاتا ہے کہ ہم تھک گئے کہنا کہ اُس کا اور اس کے شاگرد طحاوی کا بکاؤ کریں مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث میں بکاؤ اس کی طرف سے، اُٹھی یا اُس کے استاد نفعیم سے۔

ثانیاً پھر ان سب طرق میں عبد العزیز بن محمد راوردی ہے تقریب میں کہا، صدوق، کان یحدث من کت غیریہ فی غنی (سچا ہے، مگر دوسروں کی کتابوں سے ہمیشہ بیان کرتا ہے اس لیے غلط کرتا ہے۔ ت) توہ طحاوی میں دو روای صدوق یحییٰ (سچا ہے مگر غلط کرتا ہے۔ ت) برائے ضرورتاً ثالث میں تو ایک کثیر الظار اور ثانی میں تیسرا صدوق لہ او حامد (سچا ہے، اس کی ادا ہم ہیں۔ ت) اور تاجی کے اصول پر ایسے رواۃ کی حدیثیں مردود و مشکوک و دواہیات ہیں۔

ثالثاً بدر حدیث ابوالعباس میں جابر پر ہے اور ابیہ کی نسبت خود حاجی کہ گئے کہ وہ فقط صدوق ہے اور اس کے ساتھ اُس قال فی التقرب صدوق الا انہ یدلیق (تقریب میں کہا کہ سچا ہے مگر دُلس ہے۔ ت) اور یہاں اُن سے راوی لیث بن سعد نہیں اور روایت میں عنہ کیا اور عنہ دُلس اصولی محدثین پرنا مقبول۔

عنه قید بہذا الام الراوی عنہ اذ کان الیث،	یہ قید اس لیے لگائی ہے کہ اگر اس سے روایت
نزال ما یخشی من تدلیسہ، کما افادہ فی	کرنے والا لیث برتر ہے اس کی تدلیس کا خطرہ باقی
فتح الصحیح وغیرہ، فلیحفظ فانہا فائدة	نہیں رہتا، جیسا کہ فتح الفیث اور دوسری کتبوں
نفیسة۔ وقد بین السب فی ذلک فی المیزان	میں افادہ کیا گیا ہے۔ اس کا یاد رکھو، کیونکہ یہ ایک
فراجعہ ۱۲ عنہ روحی اللہ تعالیٰ عنہ (ص)	نفیس فائدہ ہے۔ تدلیس کا خطرہ ہر سنے کا سبب
	میزان میں مذکور ہے اس کا ملاحظہ کرو۔ (ت)

لہ ذیل المانی کتاب التوقیر، مکتبہ ترویج اسلام، ص ۲۳

۲۱۶ ص	مطبوعہ دار نشر مکتب الاسلامیہ گجرانوالہ	۲۱۶ ص
۲۱۸ ص	" " " " " " " "	۲۱۸ ص



غربت الشمس ونحن بذات الجحیش فصلی المغرب بالعقیقۃ لیس یحیی بن سعید الثمالی نے امام مسلم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ نے اپنے والد ماجد کو مغرب میں غربت کی تاریخ زیادہ سے زیادہ کس قدر کرتے دیکھ فرمایا ذات الجحیش میں بھی سورج ڈوبا اور مغرب عقیق میں پڑھی اب رواقہ موطا کاغذ امام مالک میں ان دونوں مقاموں کے فاصلے میں اختلاف پڑا۔ یحییٰ کی روایت میں سب دو میل یا کچھ زائد، عبد اللہ بن وہب نے کہا پچھ میل، محمد بن وضاح اندلسی تمیذہ امام مالک نے کہا سات میل، عبد الرحمن بن قاسم نے کہا وٹس میل، علامہ زرقلی نے جرم کیا کہ بارہ میل مشہر موطا میں فرمایا، بینہما اثنا عشر میل، وقال ابن وضاح: سبعة امیال، وقال ابن وهب: ستة، وقال القعنبي: ذات الجحیش علی بریدید من المدینة، وقال ابو یوسف فی رواية یحیی: و بینہما میال او اکثر قليلا، وفي رواية ابن القاسم: عشرة امیال۔ ان اختلافات کو خیال کیجئے کہاں دو میل کہاں بارہ میل۔

خامساً یہ واقعہ عین مسافر ہرگز احتمالات سرعت میر کے لیے کوئی حد محدود نہیں اور اس سے زائد نا مقصود ہوا۔ مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سفر منزل کرنا اور گزرا ام، المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے :

اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مل میں صبح ہوئی بسطل ثم سراج وتعلقی بسرف۔ پھر تشریف لے چلے اور شام کا کھانا صرف میں تناول فرمایا۔

فصل اول میں گزر چکا کہ مل مدینہ طیبہ سے سترہ میل ہے اور یہیں کلام امام بدر گوردینی سے منقول ہوا کہ مدینہ طیبہ مکہ معظمہ سے دو کم دو سو میل ہے اب سترہ وہ اور دس میل صرف کے نکال لیجئے تو ایک دن میں ایک سو اکثر میل راہ طے ہوئی پھر غروب شمس سے اتنے قرب عشا تک کہ ہنوز بقدر تین رکعت پڑھ لینے کے مغرب کا وقت باقی ہو دس میل قطع ہو جانے کے بعد ہے خصوصاً او آخر جزا و اوائل سرطانی میں کہ ان دونوں حوالی کے مغرب میں وقت مغرب کم و بیش ڈیڑھ گھنٹا ہوتا ہے اعتبار نہ اسے تو آزما دیکھیے کہ عہد گھوڑے تیرتے ڈیڑھ گھنٹہ ایک ہی عہد اقول لیکن الشمس عند دخول العشاء فی اول السطوح میلہ اللہ تمام (بقیہ بمقرا آئندہ)

۱۔ مل امام مالک قصر اصفیاء فی اسفر  
۲۔ مل شرح الارکان فی الملوط  
۳۔ مل شرح التجرید الکبریٰ مصر  
۴۔ مل ص ۲۹  
۵۔ مل ۲۹/۱

مجھے نہیں دس سبیل عکائدہ قطع کر لیں گے حدیث مؤلف میں کہ ابھی ذکر ہوئی حرم علامہ ذرقانی اور نیز روایت ابن القاسم  
تکلیف امام مالک پر اس کی تفسیر یہیں پیش نظر اور ثابت ہو چکا کہ مسلم قابل جمع نہیں وہ تصریح فرمائیے کہ ان کے  
والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہ زور لفظ کے سوا کسی جمع نہ فرمائی تو لا جرم غروب آفتاب کے بعد دس بارہ میل پہلے  
مغرب وقت میں پڑھی و لہذا ابو الولید باجی مکی نے اس حدیث کی شرح میں کہا، اما اذان یعرف انفسہ  
و قتها الصلوات یحییٰ بن سعید اشعری کا اس سوال سے یہ ارادہ تھا کہ مغرب کا آخر وقت مقرر معلوم کریں۔  
متفق میں کہا، وحمل ذلك على المصروف من سيوف حجت فروع وقت پر پڑھنا ہوتا تو کہ شش  
سیر پر عمل کی کیا حاجت تھی بالحدیث بر تقدیر صحت بھی اصل جمع تقیص کی مفید نہ جمع صوری سے جدا و بعید و الحمد  
للہ اصل مجید۔

الحمد للہ کلام اپنے ذرورۃ القیاس کو پہنچا اور بہت قدیم و تاخیر دونوں میں حاجی کا ہاتھ بالکل خالی رہ گیا،  
ایک حدیث سے بھی جمع حقیقی اصل ثابت نہ ہو سکی و لہذا الحجت السامیہ امید کرتا ہوں کہ اس فصل فصل بلکہ تمام رسالہ  
میں ایسا کلام شافی و متین و کافی و دین برکات قدسیہ روح زکیہ طیبہ علیہ السلام لائے مالک الا زمر کا شفاء الغمر  
سراج لامر سیتہ امام اعظم و اقدم دینی اللہ تعالیٰ عنہ سے حقہ خاصہ فقیر حسین پر و الحمد لله رب العالمین۔

## فصل چہارم نصوص نفی جمع و ہدایت التزام اوقات میں

یہ نصوص دو قسم ہیں اول عامرج میں تعین اوقات کا بیان یا ان کی محافظت کے ترغیب یا ان کی محفلت  
سے ترہیب ہے جس سے ثابت ہو کہ ہر نماز کے لیے شرعاً مقررہ وقت مقرر فرمایا ہے کہ اس سے پہلے  
ہونے نہ آئے کہ دوسرے وقت پر اٹھا رکھی جائے مگر ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہونی چاہئے۔ دوم خاصہ میں  
(بقیہ صفحہ گزشتہ) بعض اذکار و الصلوٰۃ کا بیان یا التفریق مقرر فیہ مقرر ہو کہ کدھل مقرر ہو کہ  
الحکمہ ما یحرم من کل الصلوات الا لہ لا مضطرب۔ و کذا لہو جیب تعدیل النہار قوسہ طہ الہ۔ حدیث ۱۰۰۰  
صلوات فی الیل سمیہ مقرر۔ جیب اضطرار الوقت تجزئہ۔ حدیث ۱۰۰۰۰ صلوٰۃ الیوم و لیلہ۔  
مطناظرہ اگر مصلیٰ مصلیٰ الیوم قوسہ و حدیث ۱۰۰۰۰ صلوٰۃ الیوم و لیلہ۔ حدیث ۱۰۰۰۰ صلوٰۃ الیوم و لیلہ۔  
الکفریۃ تعدیل وقت اللہ تعالیٰ من کتابنا فیہ الاوقات للصوم و الصلوٰۃ و حق اللہ تعالیٰ لا کذب و لا عدوان  
المسلمین یا جماعہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

یا مخصوص جمیع میں اہل بیت کی نفی ہے۔

**قسم اول: مخصوص عامہ (الایات)** رب العزة تبارک و تعالیٰ نے محافل و التزام و اوقات کا حکم سات سورتوں میں نازل فرمایا،

۱. فرقہ (۲) نساء (۳) انفصام (۴) مريم (۵) مرنون (۶) مہارج (۷) ماعون  
آیت ۱ قال بناظر محی قائل،

ان الصلوة كانت على النواصين كتباً موقوتاً ۵ بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا۔  
کہ وقت سے پہلے صحیح نہ وقت کے بعد تاخیر و تاخیر فرض ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو۔ میں یہاں مبنی آیت میں  
کلام علامہ کرام لافوں اس سے بہتر یہی ہے کہ خود تلاویٰ کی شہادت دلاؤں، مسئلہ وقت ظہر میں ایک مثل تک تعالیٰ  
وقت بتانے کے لئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان الصلوة کات علی النواصین کتباً موقوتاً یعنی ہر نماز کا  
وقت عہدہ علمہ سے تفسیر ظہر میں ہے قولہ تعالیٰ: کتباً موقوتاً، یعنی کون، وقت تک صلوٰۃ وقت عہدہ  
تو متفقہ آیت کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ علی  
مدی لا کو پر محسوس ہے کہ گاہی تیری

اسی میں ملتا کہ کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ابو موسیٰ  
اشعری اہل بیت تابعین سے جو کچھ مروی ہے اس کے  
صحت ظہار کا احراز ہے اور اس کو یہاں ذکر کرنے  
کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے بلکہ وہ ابو موسیٰ سے صحت  
مقول نہیں ہے مگر ابو موسیٰ سے اس کے خلاف وہ  
مرد کے کرائی غرض صحیح طور پر ثابت ہے اس سے  
سبب کا متفق ہوتا ہی درست قسار  
پایا الحمد للہ القاری (۱۱۸) (ت)

عن هذا، لا خلاف فيه بين العلماء الا ان  
مروى عن ابى موسى الاشعري وعن بعض  
التابعين اجتمع العلماء على خلافه، ولا وجه  
لذكره ههنا لانه لا يصح عنهم، وجهه عن  
ابى موسى خلافه بعد اذ اتت الجماعة، فصار  
اتفاق صحيحاً على عمدة القارى ۱۲ منہ (م)

لہ العتبات ۱۰۳/۴

معیار الحق مسئلہ چہارم بحث آخر وقت ظہر مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۳۱

آیت ۲ قال مولانا جلی و علاء

حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسیطی و  
قوموا لله قانتین

محافظت کرو صبح و عصر نمازوں اور خاص بیچ والی نماز کی  
اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔  
محافظت کرو کہ کوئی نماز اپنے وقت سے ادا نہ ہو کر رہ جائے، بیچ والی نماز نماز عصر ہے اس وقت  
لوگ زائد وغیرہ کے کاموں میں زیادہ مصروف ہوتے ہیں اور وقت بھی تھوڑا ہے اس لیے اس کی خاص تاکید فرمائی۔  
بیضاوی شریف علامہ ناصر الدین شاہ علی میں ہے،

حافظوا علی الصلوات، ہا کلا داء لوقتها والمداومة  
علیہا

مداومت کے لیے ہے،

حافظوا علی الصلوات، داوموا علیہا لوقتیہا  
ارشاد العقل سلیم میں ہے،

حافظوا علی الصلوات ای داوموا علی اداہا  
لا وقتا تها من غیر اختلال بشئ صغیر

آیت ۳ قال اصل او علی تبارک وتعالیٰ

والدین ہم علی صلاتہم یحفظون  
اولئک ہم الواسیون الذین یروشون

الفی دوس ہم فیہا خالدون

اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی نگہداشت کرتے ہیں کہ اُسے  
وقت سے بے وقت نہیں ہونے دیتے وہی سچے  
دارش ہیں کہ جنت کی دراشت پائیں گے وہ اس میں  
بیشمار رہنے والے ہیں۔

علامہ شریف امام بغوی شافعی میں ہے،

یعاظون، ای یدعونون علی حفظہ ویراعون

سۃ القرآن الحکیم ۲/۲۳۸

سۃ انوار التنزیل المعروف تفسیر بیضاوی تحت آیت حافظوا علی الصلوات

سۃ تفسیر نسفی المعروف تفسیر مدارک

سۃ ارشاد العقل سلیم

سۃ القرآن ۱/۲۲ و ۲/۲۳ و ۱۱/۲۳

۱/۱

۱۲/۱

۲۳/۱

اوقاتہا، کوبس ذکر الصلوة یجبین ان المحافظة علیہا واجبة۔  
اوقات کا خیال رکھتے ہیں۔ نماز کا ذکر کر رکھا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ اس کی محافظت واجب ہے۔ (ت)

آیت ۳ قال المولى الاميل عز وجل،

والذين هم على صلاتهم يحافظون ۵ اولئك في جنت مكرمون۔  
اور وہ لوگ کراچی نماز کی محافظت کرتے ہیں ہر بار اس کے وقت میں ادا کرتے ہیں وہ جنتوں میں عزت کئے جائیں گے۔

جلالین شریف امام علاء اللہ والین شافعی میں ہے، يحافظون، بادا انہا فی اوقاتہا (محافظت کرتے ہیں معنی وقت پر ادا کرتے ہیں۔ ت) نسفی شریف میں ہے،

المحافظة علیہا ان لا تصیم عن مواقیبہا۔  
نماز کی محافظت یہ ہے کہ اپنے اوقات سے غافل نہ ہوں۔ (ت)

آیت ۵ قال المولى قدس وتعالى،

والذين يؤمنون بالآخرة يؤمنون به وهم على صلاتهم يحافظون ۵  
اور جن میں آخرت پر یقین ہے وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔

کہ وقت سے باہر ہو جائیں۔ تفسیر کبیر میں ہے

المراد بالمحافظة التحفظ لشرعها من وقت وطبقة وغیرہا بالقيام علی امر کانہا و اتمامها حتی یکون ذلك دایمہ فی کل وقت۔  
محافظت سے مراد یہ ہے کہ وقت اور طہارت وغیرہ تمام شروط کو ملحوظ رکھا جائے، اس کے ارکان کو قائم کیا جائے اور اسے مکمل کیا جائے یہاں تک کہ جب نماز کا وقت آئے تو آدمی ان کاموں کو بطور عادت کرنے لگے۔ (ت)

محکم ذکرہ تحت آية المؤمنون ۳۲ (۴) یہاں بھی سورۃ مؤمنین ۲۳ کی آیت ۹ کے تحت ذکر کیا ہے (ت)

ملک تفسیر المعجم المعروف معام الترتیل مع الحازن تحت آیت مذکورہ مطبوعہ مصطفیٰ اہلبیت مصر ۳۳/۵

ملک القرآن ۳۳/۵ و ۳۵/۵

ملک تفسیر جلالین آیت مذکورہ کے تحت مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۰۲/۲

ملک تفسیر نسفی ۹۲/۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۲۹۲/۲

ملک القرآن ۹۲/۶

ملک التفسیر الکبیر والین علی صلوٰۃ یحافظون کے تحت مطبوعہ المطبوعۃ المیریہ المصریہ مصر ۸۱/۲۳

یہ وقت کے معنی جو ہم نے علمائے فقہ کے سوا ہر آیت میں ملنے سے شافعیہ سے نقل کئے کہ ہر نماز اپنے  
یہ وقت پر ہو خود احادیث میں ارشاد ہوئے ہیں کا ذکر عنقریب آتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

**آیت ۱** قال رہا علی عز وجل

ثم خلف من بعدهم خلف اصابعوا الصلوة۔ پھر اے ان کے بعد وہ برسے پھر اے انہوں نے  
نمازیں ضائع کیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، انہوہا عن موافقہا وصلوہا  
لغير وقتہا (یہ لوگ جن کی خدمت اس آیت کریمہ میں فرمائی گئی وہ ہیں جو نمازوں کو ان کے وقت سے ہٹاتے اور  
غیر وقت پر پڑھتے ہیں) ذکرہ الامام البدر فی عدة القاسی باب تضييع الصلوات عن وقتها والامام  
البغوی فی المعالم۔

افضل السبعین سیدنا سمیع بن السیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، ہوان لا یصلی الظہر حتی  
اتی العصر (نماز کا صلیب کرنا یہ ہے کہ ظہر پڑھی یہاں تک کہ عصر کا وقت آجائے) اتھ ہی السنۃ۔

تفسیر الزمخشری میں ہے، اصابعوا الصلوة ترکوها او اخروها عن وقتہا۔

**آیت ۲** قال سبحنا ما نقر شرا

فویل للصلیین الذین ہم عن صلاتہم غافلین ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں کے  
ماہون ہیں۔ غافل ہیں ذکر وقت نکال کر پڑھتے ہیں۔

تفسیر طبرانی میں ہے، ماہون غافلون یؤخرونها عن وقتہا۔ تفسیر مفاتیح الغیب میں ہے،  
ماہون یعید امریت اخراجہا عن الوقت وکون الانسان عافلا فیہا۔ اس آیت کریمہ کی یہ تفسیر خود

سۃ القرآن ۵۹/۱۹

سۃ لمدۃ القاری شرح البخاری باب تضييع الصلوة حدیث ۱۴/۵ مطبوعۃ العلامۃ النیریۃ بیروت

سۃ تفسیر البغوی المعروف بحکم التذلل من الزک تحت آیت مذکورہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۵۲/۴

سۃ الزمخشری المعروف بالبیضاوی . . . . . مجتہد دہلی نصف ثانی ص ۹

سۃ القرآن ۲/۱۰

سۃ تفسیر طبرانی تحت آیت مذکورہ مطبوعۃ مجتہد دہلی نصف ثانی ص ۵۰

سۃ مفاتیح الغیب تفسیر کبیر میدان جامع از ہر مصر ۱۵/۳۲

ہریش میں وارد ہوئی کما میانی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(الاحادیث) اقول: ہذا التوفیق ملاجی نے تو مجھ کو بھی کہہ دیا تھا کہ احادیث جمع چودہ صحابہ سے مروی ہیں جن میں تو وہی سب کے علاوہ تفسیر کر گئے کہ ان میں اکثری روایات ان کے لئے مفید نہیں صرف چار مفید سمجھیں جن کا حال توفیقہ تعالیٰ والے ہو گیا کہ اصلاً انھیں مفید نہ تھیں بلکہ فقیر اللہ تعالیٰ لکھتا ہے کہ اس نسبت میں چار مفید حدیثیں جو اس وقت ہر دوں علماء میں چالیس سے زائد ہیں کہ تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں:

- (۱) عمر فاروق (۲) علی مرتضیٰ (۳) سعد بن ابی وقاص (۴) عبداللہ بن مسعود (۵) عبداللہ بن عباس (۶) عبداللہ بن عمر (۷) عبداللہ بن عمرو (۸) جابر بن عبداللہ (۹) انور عماری (۱۰) ابو قتادہ انصاری (۱۱) ابو ہریرہ (۱۲) ابو سعید خدری (۱۳) ابو مسعود ہمدانی (۱۴) شعیب بن عبد بن عمرو (۱۵) ابو موسیٰ اشعری (۱۶) بکر بن عبد المطلب (۱۷) عبداللہ بن عباس (۱۸) کعب بن عجرہ (۱۹) فضالہ ہمرانی (۲۰) طلحہ بن الریحہ (۲۱) انس بن مالک (۲۲) ابو ہریرہ (۲۳) ام المومنین صفیہ بنت عبدی علی (۲۴) عائشہ بنت ابی بکر (۲۵) سلمہ بن اکرم (۲۶) ابو ہریرہ (۲۷) ابو ہریرہ (۲۸) ابو ہریرہ (۲۹) ابو ہریرہ (۳۰) ابو ہریرہ (۳۱) ابو ہریرہ (۳۲) ابو ہریرہ (۳۳) ابو ہریرہ (۳۴) ابو ہریرہ (۳۵) ابو ہریرہ (۳۶) ابو ہریرہ (۳۷) ابو ہریرہ (۳۸) ابو ہریرہ (۳۹) ابو ہریرہ (۴۰) ابو ہریرہ (۴۱) ابو ہریرہ (۴۲) ابو ہریرہ (۴۳) ابو ہریرہ (۴۴) ابو ہریرہ (۴۵) ابو ہریرہ (۴۶) ابو ہریرہ (۴۷) ابو ہریرہ (۴۸) ابو ہریرہ (۴۹) ابو ہریرہ (۵۰) ابو ہریرہ (۵۱) ابو ہریرہ (۵۲) ابو ہریرہ (۵۳) ابو ہریرہ (۵۴) ابو ہریرہ (۵۵) ابو ہریرہ (۵۶) ابو ہریرہ (۵۷) ابو ہریرہ (۵۸) ابو ہریرہ (۵۹) ابو ہریرہ (۶۰) ابو ہریرہ (۶۱) ابو ہریرہ (۶۲) ابو ہریرہ (۶۳) ابو ہریرہ (۶۴) ابو ہریرہ (۶۵) ابو ہریرہ (۶۶) ابو ہریرہ (۶۷) ابو ہریرہ (۶۸) ابو ہریرہ (۶۹) ابو ہریرہ (۷۰) ابو ہریرہ (۷۱) ابو ہریرہ (۷۲) ابو ہریرہ (۷۳) ابو ہریرہ (۷۴) ابو ہریرہ (۷۵) ابو ہریرہ (۷۶) ابو ہریرہ (۷۷) ابو ہریرہ (۷۸) ابو ہریرہ (۷۹) ابو ہریرہ (۸۰) ابو ہریرہ (۸۱) ابو ہریرہ (۸۲) ابو ہریرہ (۸۳) ابو ہریرہ (۸۴) ابو ہریرہ (۸۵) ابو ہریرہ (۸۶) ابو ہریرہ (۸۷) ابو ہریرہ (۸۸) ابو ہریرہ (۸۹) ابو ہریرہ (۹۰) ابو ہریرہ (۹۱) ابو ہریرہ (۹۲) ابو ہریرہ (۹۳) ابو ہریرہ (۹۴) ابو ہریرہ (۹۵) ابو ہریرہ (۹۶) ابو ہریرہ (۹۷) ابو ہریرہ (۹۸) ابو ہریرہ (۹۹) ابو ہریرہ (۱۰۰) ابو ہریرہ (۱۰۱) ابو ہریرہ (۱۰۲) ابو ہریرہ (۱۰۳) ابو ہریرہ (۱۰۴) ابو ہریرہ (۱۰۵) ابو ہریرہ (۱۰۶) ابو ہریرہ (۱۰۷) ابو ہریرہ (۱۰۸) ابو ہریرہ (۱۰۹) ابو ہریرہ (۱۱۰) ابو ہریرہ (۱۱۱) ابو ہریرہ (۱۱۲) ابو ہریرہ (۱۱۳) ابو ہریرہ (۱۱۴) ابو ہریرہ (۱۱۵) ابو ہریرہ (۱۱۶) ابو ہریرہ (۱۱۷) ابو ہریرہ (۱۱۸) ابو ہریرہ (۱۱۹) ابو ہریرہ (۱۲۰) ابو ہریرہ (۱۲۱) ابو ہریرہ (۱۲۲) ابو ہریرہ (۱۲۳) ابو ہریرہ (۱۲۴) ابو ہریرہ (۱۲۵) ابو ہریرہ (۱۲۶) ابو ہریرہ (۱۲۷) ابو ہریرہ (۱۲۸) ابو ہریرہ (۱۲۹) ابو ہریرہ (۱۳۰) ابو ہریرہ (۱۳۱) ابو ہریرہ (۱۳۲) ابو ہریرہ (۱۳۳) ابو ہریرہ (۱۳۴) ابو ہریرہ (۱۳۵) ابو ہریرہ (۱۳۶) ابو ہریرہ (۱۳۷) ابو ہریرہ (۱۳۸) ابو ہریرہ (۱۳۹) ابو ہریرہ (۱۴۰) ابو ہریرہ (۱۴۱) ابو ہریرہ (۱۴۲) ابو ہریرہ (۱۴۳) ابو ہریرہ (۱۴۴) ابو ہریرہ (۱۴۵) ابو ہریرہ (۱۴۶) ابو ہریرہ (۱۴۷) ابو ہریرہ (۱۴۸) ابو ہریرہ (۱۴۹) ابو ہریرہ (۱۵۰) ابو ہریرہ (۱۵۱) ابو ہریرہ (۱۵۲) ابو ہریرہ (۱۵۳) ابو ہریرہ (۱۵۴) ابو ہریرہ (۱۵۵) ابو ہریرہ (۱۵۶) ابو ہریرہ (۱۵۷) ابو ہریرہ (۱۵۸) ابو ہریرہ (۱۵۹) ابو ہریرہ (۱۶۰) ابو ہریرہ (۱۶۱) ابو ہریرہ (۱۶۲) ابو ہریرہ (۱۶۳) ابو ہریرہ (۱۶۴) ابو ہریرہ (۱۶۵) ابو ہریرہ (۱۶۶) ابو ہریرہ (۱۶۷) ابو ہریرہ (۱۶۸) ابو ہریرہ (۱۶۹) ابو ہریرہ (۱۷۰) ابو ہریرہ (۱۷۱) ابو ہریرہ (۱۷۲) ابو ہریرہ (۱۷۳) ابو ہریرہ (۱۷۴) ابو ہریرہ (۱۷۵) ابو ہریرہ (۱۷۶) ابو ہریرہ (۱۷۷) ابو ہریرہ (۱۷۸) ابو ہریرہ (۱۷۹) ابو ہریرہ (۱۸۰) ابو ہریرہ (۱۸۱) ابو ہریرہ (۱۸۲) ابو ہریرہ (۱۸۳) ابو ہریرہ (۱۸۴) ابو ہریرہ (۱۸۵) ابو ہریرہ (۱۸۶) ابو ہریرہ (۱۸۷) ابو ہریرہ (۱۸۸) ابو ہریرہ (۱۸۹) ابو ہریرہ (۱۹۰) ابو ہریرہ (۱۹۱) ابو ہریرہ (۱۹۲) ابو ہریرہ (۱۹۳) ابو ہریرہ (۱۹۴) ابو ہریرہ (۱۹۵) ابو ہریرہ (۱۹۶) ابو ہریرہ (۱۹۷) ابو ہریرہ (۱۹۸) ابو ہریرہ (۱۹۹) ابو ہریرہ (۲۰۰) ابو ہریرہ (۲۰۱) ابو ہریرہ (۲۰۲) ابو ہریرہ (۲۰۳) ابو ہریرہ (۲۰۴) ابو ہریرہ (۲۰۵) ابو ہریرہ (۲۰۶) ابو ہریرہ (۲۰۷) ابو ہریرہ (۲۰۸) ابو ہریرہ (۲۰۹) ابو ہریرہ (۲۱۰) ابو ہریرہ (۲۱۱) ابو ہریرہ (۲۱۲) ابو ہریرہ (۲۱۳) ابو ہریرہ (۲۱۴) ابو ہریرہ (۲۱۵) ابو ہریرہ (۲۱۶) ابو ہریرہ (۲۱۷) ابو ہریرہ (۲۱۸) ابو ہریرہ (۲۱۹) ابو ہریرہ (۲۲۰) ابو ہریرہ (۲۲۱) ابو ہریرہ (۲۲۲) ابو ہریرہ (۲۲۳) ابو ہریرہ (۲۲۴) ابو ہریرہ (۲۲۵) ابو ہریرہ (۲۲۶) ابو ہریرہ (۲۲۷) ابو ہریرہ (۲۲۸) ابو ہریرہ (۲۲۹) ابو ہریرہ (۲۳۰) ابو ہریرہ (۲۳۱) ابو ہریرہ (۲۳۲) ابو ہریرہ (۲۳۳) ابو ہریرہ (۲۳۴) ابو ہریرہ (۲۳۵) ابو ہریرہ (۲۳۶) ابو ہریرہ (۲۳۷) ابو ہریرہ (۲۳۸) ابو ہریرہ (۲۳۹) ابو ہریرہ (۲۴۰) ابو ہریرہ (۲۴۱) ابو ہریرہ (۲۴۲) ابو ہریرہ (۲۴۳) ابو ہریرہ (۲۴۴) ابو ہریرہ (۲۴۵) ابو ہریرہ (۲۴۶) ابو ہریرہ (۲۴۷) ابو ہریرہ (۲۴۸) ابو ہریرہ (۲۴۹) ابو ہریرہ (۲۵۰) ابو ہریرہ (۲۵۱) ابو ہریرہ (۲۵۲) ابو ہریرہ (۲۵۳) ابو ہریرہ (۲۵۴) ابو ہریرہ (۲۵۵) ابو ہریرہ (۲۵۶) ابو ہریرہ (۲۵۷) ابو ہریرہ (۲۵۸) ابو ہریرہ (۲۵۹) ابو ہریرہ (۲۶۰) ابو ہریرہ (۲۶۱) ابو ہریرہ (۲۶۲) ابو ہریرہ (۲۶۳) ابو ہریرہ (۲۶۴) ابو ہریرہ (۲۶۵) ابو ہریرہ (۲۶۶) ابو ہریرہ (۲۶۷) ابو ہریرہ (۲۶۸) ابو ہریرہ (۲۶۹) ابو ہریرہ (۲۷۰) ابو ہریرہ (۲۷۱) ابو ہریرہ (۲۷۲) ابو ہریرہ (۲۷۳) ابو ہریرہ (۲۷۴) ابو ہریرہ (۲۷۵) ابو ہریرہ (۲۷۶) ابو ہریرہ (۲۷۷) ابو ہریرہ (۲۷۸) ابو ہریرہ (۲۷۹) ابو ہریرہ (۲۸۰) ابو ہریرہ (۲۸۱) ابو ہریرہ (۲۸۲) ابو ہریرہ (۲۸۳) ابو ہریرہ (۲۸۴) ابو ہریرہ (۲۸۵) ابو ہریرہ (۲۸۶) ابو ہریرہ (۲۸۷) ابو ہریرہ (۲۸۸) ابو ہریرہ (۲۸۹) ابو ہریرہ (۲۹۰) ابو ہریرہ (۲۹۱) ابو ہریرہ (۲۹۲) ابو ہریرہ (۲۹۳) ابو ہریرہ (۲۹۴) ابو ہریرہ (۲۹۵) ابو ہریرہ (۲۹۶) ابو ہریرہ (۲۹۷) ابو ہریرہ (۲۹۸) ابو ہریرہ (۲۹۹) ابو ہریرہ (۳۰۰) ابو ہریرہ (۳۰۱) ابو ہریرہ (۳۰۲) ابو ہریرہ (۳۰۳) ابو ہریرہ (۳۰۴) ابو ہریرہ (۳۰۵) ابو ہریرہ (۳۰۶) ابو ہریرہ (۳۰۷) ابو ہریرہ (۳۰۸) ابو ہریرہ (۳۰۹) ابو ہریرہ (۳۱۰) ابو ہریرہ (۳۱۱) ابو ہریرہ (۳۱۲) ابو ہریرہ (۳۱۳) ابو ہریرہ (۳۱۴) ابو ہریرہ (۳۱۵) ابو ہریرہ (۳

نوع اول، احادیث مخالفتِ وقت اور اس کی زغیب اور اس کے ترک سے ترمیب۔

حدیث ۱۱ امام احمد رحمہ اللہ صحیح حضرت عطاء اللہ کاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ۱

قال : سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول ، من حافظ على الصلوات الخمس ، تركوهن وسجد هن ومواقبتهن ، وعلم انهن حق من عند الله ، دخل الجنة ، اوقال وجبت له الجنة ، اوقال ، حرم على سائر (يعني میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ترشمن ان پانچ مازوں کی ان کے رکوع و سجود اوقات پر محافظت کرے اور یقین کرے کہ وہ اللہ جل و علا کی طرف سے جہنم میں جانے یا فرمایا جنت المس کے لیے واجب ہو جائے یا حرام ہو جائے ، حدیث ۲ : ابو داؤد ترمذی اور طبرانی معجم میں بسند جيد ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای حضور پور نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نفس من جاء بهمت مع ايد من دخل  
الجنة، من حافظ على الصلوات الخمس،

پانچ چيزي ميں کہ جو انھیں ایمان کے ساتھ تلائے جائنت  
میں جاسکے گا جیسا کہ نمازوں کی ان کے وضو کے

ملفوظات امام احمد بن حنبل حديث خطه كاتبة الاسدي عطينة واد القدر بروت ٢٩٦/م

علی وضو نہیں دے کر کھن وسحو وھت د  
 ہوا قیقہن <sup>لے</sup> الحدیث  
 رکھ ان کے بعد ان کے اوقات پر محفلت کرے  
 (اور روزہ و حج و زکوٰۃ وغسل برائیت بجالائے)

حدیث ۳ : امام مالک و ابو داؤد و سائی و ابن حبان اپنی صحاح میں عبادہ بن مسامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

خمس صلوات افتقرضہن اللہ تعالیٰ ، موت  
 احسن وضوءھن وھماھن لوقتھن و  
 اتسور کو عھن و عشو عھن ، کان لہ علی  
 اللہ عھد ان یغفر لہ ، و من لم یغفر  
 فیس لہ علی اللہ عھد ، ان شاء غفر لہ ،  
 وان شاء عذبہ ۔ هذا لفظ ابی داؤد ۔  
 پانچ نازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جو ان کا وضو  
 اچھی طرح کرے اور اُمغین ان کے وقت پر پڑھے  
 اور ان کا رکوع و خشوع پورا کرے اُس کے لئے اللہ  
 عزوجل یہ عہد ہے کہ اسے بخش دے ، اور جو یہ  
 ترک کرے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ پر کچھ عہد نہیں چاہے  
 بخشے یا ہے عذاب کرے ۔ یہ الفاظ ابو داؤد کے ہیں ۔

حدیث ۴ : ابو داؤد و طریق ابن الاعرابی عن حضرت قتادہ بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور  
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے ،

ان فرضت علی امتك خمس صلوات ، و عھد  
 میں نے تیری امت پر پانچ نازیں فرض کیں اور اپنے

علی تمامہ ، و صابر ، مصنف و حجاز البیت ان استطاع الیہ سبیلاً و اعطی الزکوٰۃ ، طیبۃ بہ نفسہ ، و  
 دی الامانۃ ، قالوا ، یا ابا الدرداء ، ما اداء ؟ قال ، الامانۃ من الجنایۃ لا من رضی اللہ تعالیٰ عنہ (در)  
 اس کا ترجمہ میں موجود ہے ،

عُتِّقَ و اسودہ البندی عنہ فرما دے ، و سجودھن <sup>لے</sup>  
 بعد قوله اس کو عھن ، و لیس فی ثنی من لحو السن  
 التی عندی ، و قد قال الصلاۃ ابوہم الحسدی فی  
 غنیۃ المستطی شرح منیۃ الدھن ما نصہ ، اما  
 لفظ و سجودھن بعد رکوعین فقیر ثبات <sup>لے</sup> ۱۷  
 میں شرعاً در <sup>لے</sup>  
 منذری نے بھی ابو داؤد سے اس روایت کو کیا ہے مگر  
 اس نے رکوعین کے بعد سجودھن کے لفظ بڑھا دیا  
 ہیں ، حالانکہ ابو داؤد کے میرے پاس موجود نسخوں  
 میں سجودھن نہیں ہے ، اور ابو ایوب علی نے  
 غنیۃ المستطی میں تصریح کی ہے کہ رکوعین کے بعد  
 سجودھن کا لفظ ثابت نہیں ہے ۔ (ت)

لے سن ابی داؤد ، حدیث ۳۶۹ دار احیاء السنۃ مصر ۱۱۷/۱ ۱۱۷

لے سن ابی داؤد حدیث ۳۷۵ دار احیاء السنۃ مصر ۱۱۵/۱

لے الترغیب والترہیب فی الصلوات الخمس الخ حدیث ۳۶۹ مصطفیٰ ابی مصر ۱۳۲/۱  
 لے غنیۃ المستطی مقدمۃ کتاب  
 سیل الیڈی لاہور ص ۲

عہدی عہد! انہ من جہا یحافظ علیہا  
لوقتہن اذ خلعتہ الجنۃ، ومن لم یحافظ  
علیہن فلا عہد لہ عندی۔

حدیث ۵: واری حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے  
پیہ بل و علاقہ سے روایت فرماتے ہیں وہ ارشاد کرتا ہے،

من صلی الصلاۃ لوقتہا فاقام حدھا کان  
لہ علی عہد اذ خلعتہ الجنۃ ومن لم یصل  
الصلاۃ لوقتہا ولم یقم حدھا لم یکن لہ  
عندی عہد ان شئت اذ خلعتہ النار وان  
شئت دخلتہ الجنۃ۔

حدیث ۶: طبرانی بسند صالح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ایک دی حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا، جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے، عرض کی، خدا و  
رسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا، جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے، عرض کی، خدا و رسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا،  
جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے، عرض کی، خدا و رسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا، تمہارا رب بل و علاقہ فرماتا ہے،  
و عزتی و جلالی لا یصلیہا عبد لوقتہا الا اذ خلعت  
الجنۃ ومن صلاھا الطیور فقہا انت شئت  
سرحمتہ وان شئت حدیثہ۔

حدیث ۷: یزید طبرانی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں،

من صلی الصلاۃ لوقتہا واسبع لہا وضوہا  
وانت لہا قیامہا وختوہا و رکوعہا و

جو پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقتوں پر پڑھے اُن کا وضو  
و قیام و ختوہ و رکوع و سجود پورا کرے وہ نماز

لجہ سنن ابی داؤد حدیث ۴۳۰ دار احیاء السنۃ النبویۃ مصر ۱۱۷/۱

لجہ سنن الدارمی باب استجاب الصلوۃ فی اول الوقت حدیث ۱۲۲۸ مطبوعہ نشر السنۃ لمطان ۲۲۲/۱

لجہ المعجم الکبیر لطبرانی حدیث ۱۰۵۵۵ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/۷۸

سجود ہا حرجت وہی بیضا مستقرہ نقول  
 حفظہ اللہ کما حفظتی ومن صلاہ لصلوۃ لغیر  
 وقتہا ولو یسبع ہا وضوہا ولو یتوہا  
 حشرہا ولا ذکرہا ولا سجودہا حرجت  
 وہی سورۃ عظیمۃ نقول فیتعاک اللہ کما  
 خیتلتی حتی اذا کانت حیت شاع اللہ لغت  
 کما یلیف السوب الخلق تو ضرب ہا وحہہ

سفید روشن ہو کر یہ کہتی تھی کہ اللہ تیری نگاہ فی فرمائے  
 جس طرح تو نے میری مخالفت کی اور جو عیروقت پر پڑے  
 اور وضو شروع و رکوع و سجود پورا نہ کرے وہ غار سیاہ  
 تاریک ہو کر یہ کہتی تھی کہ اللہ تجھے ضائع کرے جس طرح  
 تو نے مجھے ضائع کیا یہاں تک کہ جب اُس مقام پر پہنچے  
 جہاں تک اللہ عزوجل چاہے پڑائے حشر شے کی طرح  
 پیست کر اُس کے ٹھنڈے پاری جائے (وہ الیاذ بانسب  
 انس لیں)

حدیث ۸: ابو داؤد حضرت فصاح زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال علی بن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 فكان فیہا علی وحده علی الصلوات الخمس

مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسائل  
 دین عظیم فرمائے اُن میں یہ بھی تعلیم فرمایا کہ نماز پنجگاہ کی  
 محافظت کر۔

حدیث ۹: بخاری مسلم ترمذی ابی داؤد ابن ماجہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی:

قال سالت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 وسلم ای الصلۃ احب الی اللہ قال الصلۃ  
 علی وقتہا

میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھی  
 سب میں زیادہ کیا عمل اللہ عزوجل کو پیارا ہے، فرمایا  
 نماز اس کے وقت پر ادا کرنا

حدیث ۱۰: بیہقی شعب الایمان میں بطریق مکرر امیر المؤمنین عسکری روق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال جاء رجل فقال یا رسول اللہ ای شئ  
 احب الی اللہ فی الصلاۃ قال الصلۃ بوقتہا  
 ومن ترک الصلاۃ فلا ینزلہ والصلۃ  
 عباد الہ

ایک شخص نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! اسلام میں  
 سب سے زیادہ کیا چیز اللہ تعالیٰ کو پیاری ہے، فرمایا نماز وقت  
 پر پڑھنی جس نے نماز چھوڑی اس کیلئے دین راہ نماز دین کا ستون ہے

لہ تخم اوسط حدیث ۳۱۱۹ مکتبہ المدینہ ریاض

لہ سنن ابی داؤد باب الما فی الصلوات مطبوعہ مجتہدانی پاکستان ۶۱/۱

لہ بخاری شریف باب فصل الصلوات وقتہا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۱/۱

لہ شعب الایمان باب فی الصلوات حدیث ۲۸۰۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان ۳۹/۲

**حدیث ۱۱** : طبرانی معجم الاوسط میں اُسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
ثَلَاثٌ مِنْ مَعْظَمَاتٍ فِعْوَ دَلَى حَقًّا وَمِنْ ضَعِيفَاتٍ  
تِسْعٌ يَزِيدُ فِي كِبَرِهَا كِي حَقًّا كَرَسَ وَهَ سَيَا دَلَى هَ  
هُوَ عِنْدِي حَقًّا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالْحَنَانَةُ -  
اور جو انھیں ضائع کرے وہ بگاڑ دینے، نماز اور روزے  
اور خصلِ جنات ۔

**حدیث ۱۲** : امام مالک مزی میں تابعی سے راوی :

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتب  
الی عَمَّا لَهْ ابْنِ اَهْمَامِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ فَمِنْ  
حَفْظُهَا وَحَقُّهَا عِنْدَهَا حَفْظٌ وَبِهِ وَصْنٌ ضَعِيفٌ  
فَهُوَ دَسَاوِلُهَا اَصِيبُ الْحَدِيثِ  
امیر المؤمنین علی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے  
حاملوں کو فرمان بھیجے کہ تمہارے تمام کاموں میں مجھے  
زیادہ نماز ملے کہ اس سے حفظ اور اس پر محافظت  
کرے اس نے اپنے دین کی حفاظت کر لی اور جس نے  
اسے ضائع کیا وہ اور کاموں کو زیادہ تر ضائع کرے گا۔

**(نوع آخر)** حدیث امامت جبریل علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے جب اوقات میں حضورؐ سے ملا

**حدیث ۱۳** : بخاری و مسلم صحاح اور آثار مالک و آثار ابن ابی شیبہ اور التوحید جلد اولیٰ میں مسند میں حضرت  
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جبریل نے بعد تین اوقات عرض کی، اے اللہ کے رسولؐ (اسی کا حضورؐ  
کو حکم دیا گیا ہے) ان اوقات میں کہ نفلوں میں، عن ابن شہاب انہ سمعہ عروہ بن الزبیر یہ حدیث عمر  
بن عبد الصمد بن ابی مسعود الانصاری ان القارۃ بن شعبہ حرا الصلوة حدیث علیہ ابو مسعود  
فقال اب حبیبل زلی علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہم صلی وصلی وصلی وصلی ثم قال ہکذا الموت (یعنی جبریل امین نے دونوں روایات  
سے تعین اوقات کے عرض کی، ایسا ہی حضور کو حکم ہے) اسے امام ابن زبیر میں مطول و متصل ہے فی الغیرہ  
ثم قال جبریل - بین ہذین وقت صلاۃ - پھر جبریل نے عرض کی ان دونوں کے مابین وقت نماز ہے،  
**حدیث ۱۴** : دارقطنی و طبرانی و ابوالربیع عبد البر ابی مسعود و بشیر بن ابی مسعود و نور صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے معجم الاوسط حدیث ۸۹۵۶ مکتبہ المعارف ریاض ۲۳۵/۹

۵ ص ۱۵۸/۱ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی

۱۵۸/۱ کتاب بروایت الصلوات مطبوعہ محمد کتب خانہ کراچی

۱۵۸/۱ باب وقت الصلوة مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر

۱۵۸/۱ باب الوقت مکتبہ اسد سہ ریاض الشیخ ۲۳۳

راوی جبریل نے عرض کی، مابین ہذین وقت یعنی اس والیوم (کل اور آج کے وقتوں کے درمیان ہر نماز کا وقت ہے،

حدیث ۱۵: ابو داؤد، ترمذی، شافعی، بخاری، ابی جہان، حاکم، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبریل نے گزارش کی، انوقت مابین ہذین الوقتین (وقت وہ ہے جو ان دو وقتوں کے درمیان ہے،

حدیث ۱۶: مسانی و طحاوی و حاکم و راز ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے عرض کی، الصلاة مابین صلاتک اس وصلاتک ایسوم (نماز روزہ و امر روزہ کے پچیس نماز ہے) بزرگے یہاں ہے، ثم قال مابین ہذین وقتین (ان دو کے اندر وقت ہے)

حدیث ۱۷: مسانی و احمد و ابی جہان و حاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبریل نے گزارش کی، مابین ہذین الصلاتین وقت (ان دو نمازوں کے اندر وقت ہے)

حدیث ۱۸: طحاوی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے گزارش کی، الصلاة فیما بین ہذین الوقتین (نماز ان دو وقتوں کے درمیان ہے)

(نوع آخر) حدیث سائل سے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امانتیں فرما کر نماز کا دل و سفر وقت بتایا

حدیث ۱۹: مسلم ترمذی، ابی ابن ماجہ، طحاوی، حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وقت صلاتک مین۔ ماسر ایسم (تمہاری نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے لکھا، مسلم کے دوسرے طریق میں ہے، مابین ماسر ایت وقت (اے سائل جو تو نے لکھا اس کے اندر وقت ہے،

۳۰۵/۱	دارالکتب بیروت	لغت فی الکبر	۱۰۰	۳۰۵/۱
۲۱/۱	مطبوعہ رشیدیہ دین کمپنی وجی	باب ما جاء فی ہر اوقات الصلوات		۲۱/۱
۵۹/۱	مطبوعہ مکتبہ سفینہ لاہور	کتاب المواقیت آخر وقت الظهر		۵۹/۱
۱۸۴/۱	مطبوعہ مکتبہ الرابا لہ بیروت	۱۸۴/۱ باب ای حیہ یصل		۱۸۴/۱
۶۱/۱	مطبوعہ مکتبہ سفینہ لاہور	کتاب المواقیت آخر وقت العصر		۶۱/۱
۱۰۲/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب مواقیت الصلوات		۱۰۲/۱
۲۲۳/۱	ہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب اوقات الصلوات الخمس		۲۲۳/۱
۲۲۳/۱	" " " "	" " " "		۲۲۳/۱

ترندی کے یہاں یوں ہے، مواقت الصلاۃ کما بین ہذین (عازوں کے وقت ایسے ہیں جیسے ان دو کے درمیان)۔

حدیث ۲۰، مسلم ابی داؤد نسائی ابن ابی لحادی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: الوقت بین ہذین (وقت ای دو کے درمیان ہے)۔

حدیث ۲۱، لحادی بطریق عطار بن ابی رباح بعض صحابہ یعنی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور امام علی بن ابی ہفص عن عطاء بن ابی سرح قال بلغنی ان سرجلا فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بین صلاقی فی ہذین الوقتین کلہ (میں دو وقتوں پر ہیں نے عازیں پر میں ان کے اندر اندر سب وقت ہے) ولفظ الحجج ثم قال ما بینہما وقت (اور کتاب الحج کے الفاظ یہ ہیں: پھر دیا ان دونوں کے درمیان وقت ہے)۔

حدیث ۲۲، مالک و نسائی و بزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ما بین ہذین وقت (ای دو کے درمیان وقت ہے) وجہ الاقتصار علی ذکر الفجر فکما بہ مختصر قلت فقد سواہ الذی اوقطی فی سنیہ من حدیث قتادہ عن انس مطولا واللہ اعلم بقضائہم ان میں سے ایک کتاب تیار کیا گیا ہے۔ ان کے لیے بہت قلیل سے مقتصر کر کے اللہ تعالیٰ (نوع آخر) حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت گوئی کہ کچھ لوگ وقت گزار کر نماز پڑھیں گے تم ان کا اتہام نہ کرنا اسے ملحق کرنا یا کچھ سفر و حضر کی تخصیص ارشاد نہ کرنا۔

حدیث ۲۳، مسلم ابو داؤد و ترمذی ابی احمد و ارمی حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو بہ فحذی کیف است ادا الوقت فی قسور۔ یؤخروں الصلاۃ عن وقتہا قال قت ما تارقی۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری راہ پر ہاتھ مار کر فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جب تو ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر

۲۲/۱	مطبوعہ رشیدیہ این کمپنی دہلی	۲۲/۱	شہ جامع ترمذی باب ما جاء فی براقبت الصلوات
۲۲۳/۱	قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی	۲۲۳/۱	شہ جامع مسلم باب اوقات الصلوات الخمس
۱۰۲/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۰۲/۱	شہ شرح صفائی لاہور باب براقبت الصلوات
۱۳	دارالمعارف نعیمیہ لاہور	۱۳	شہ کتاب الحجۃ اختصاف، اہل مکہ و تہذیب المدنیۃ فی الصلوات
۶۲/۱	مکتبہ سلفیہ لاہور	۶۲/۱	شہ اصناف کتاب مراقبت

قال صل الصلاة لوقتها الحديث

کریں گے، میں نے عرض کی حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں  
فرمایا تو وقت پر پڑھ لینا۔

حدیث ۲۴۲ و احمد ابو داؤد ابن ماجہ بسند صحیح عباد بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

ستكون عيبكم بعدى، امرأ تشغلهم اشياء عن  
الصلاة لوقتها حتى يدعها فمصلوا  
الصلاة لوقتها، الحديث۔

میرے بعد تم پر عیب ہوگا کہ اگر کسی کے کام وقت پر  
انہیں غماز سے روکیں گے یہاں تک کہ وقت نکل جائے گا  
تم وقت پر نماز پڑھنا۔

حدیث ۲۵ و ابو داؤد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
كيف نكروا ذات عيبكم امرأ يصلون الصلاة  
لفي ميقاتها قلت نعم ما مولى اذا امره في ذلك  
يا رسول الله قال صل الصلاة ليقا تيب  
واجعل صلاتك معهم ميسرة

فرمایا مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا تم لوگوں کا کی حال ہوگا جب تم پر وہ حکام آئیں گے  
کہ غیر وقت پر نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کی  
یا رسول اللہ! جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھے  
یہ علم دیتے ہیں فرمایا نماز وقت پر پڑھو اور ان کے  
ساتھ فضل کی نیت سے شریک ہو جا۔

(نوع آخر) ارشاد صریح کہ جب ایک نماز کا وقت آیا دوسری کا وقت جائز رہا قضا ہوگی اور اس کی  
حالت و مذمت۔

حدیث ۲۶ و مسلم و ابو داؤد و نسائی و بیہقی بن ابان حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی  
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

وقت الظهر ما لم يحضر العصر وقت المغرب  
ما لم يسقط ثور الشفق حتى حد يحضر

ظہر کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور  
مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق نہ دو جا۔

۱/۲۳۱ مل صحیح مسلم باب کراہۃ تأخیر الصلوات مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، ص ۱۸۵، طبع لاہور

۱/۹۰ مل سنن ابن ماجہ باب ما جاء في اذا انزلت الصلاة عن وقتها مطبوعہ دار الایم سیدہ کتب خانہ لاہور

۱/۶۲ مل سنن ابی داؤد ادوالا الامام الصلوات عن الوقت مطبوعہ دار الفکر، بیروت

۱/۲۳۳ مل صحیح مسلم باب اوقاف الصلوات الخ مطبوعہ دار الفکر، بیروت

**حدیث ۲۷** : ترمذی و تلمذی بسند صحیح بطریق محمد بن محمد بن فضیل عن الاعمش عن ابی صالح الجبیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان للصلاة اولا واخرا وان اول وقت صلاة الظہر حیث تزول الشمس واخر وقتها حیث یدخل وقت العصر وفيه ان اول وقت المغرب حیث تغرب الشمس وان اخر وقتها حیث یغیب الشفق

بیشک نماز کے لیے اولیٰ و آخر ہے اور بیشک آخر وقت ظہر کا سورج ڈھلنے سے اور ختم وقت عصر کا وقت عصر آنے پر ہے اور بیشک ابتدا وقت مغرب کی سورج چمکے ہے اور بیشک انتہا اس کے وقت کی شفق ڈوبے۔

**حدیث ۲۸** : مسلم و اسمعید و ابو داؤد و ابن ماجہ و تلمذی و ابن حبان حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لیس فی الزوم تعریط انما التقریط فی الیقظة ان تلحق صلاة حق یدخل وقت صلاة اخری یلک

سوئے میں کچھ تعصیر میں تعصیر فرماتے ہیں ہے کہ تو ایک نماز کو اتنا چمکے بنا کہ کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

یہ حدیث خود حالت سفر میں حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی جہاں خاتمہ قسم صلاة العصر لیلة التعریب وهو عند ابی داؤد و ابن حبان من دون قوله ان توخر جب لیلة التعریب کی کہ اس کے لیے نماز قصر کر لی تھی۔ یہ روایت ابو داؤد و ابن ماجہ میں بھی ہے مگر اس میں ان نقطہ کا لفظ نہیں ملتا۔

یہ حدیث نص صریح ہے کہ ایک نماز کی یہاں تک تاخیر کر کی کہ دوسری کا وقت آجائے تعصیر و گناہ ہے۔

**حدیث ۲۹** : بزار و ترمذی و تلمذی حضرت محمد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال سألت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن قولہ اللہ عز وجل الذین هم عن صلوتهم ساهون قال هم الذین یؤخرون الصلاة عن وقتها

فرمایا میں نے حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون وہ ہیں جنہیں اللہ عز وجل قرآن مجید میں فرمایا ہے غرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت میں ارشاد فرمایا وہ کہ جو نماز اس کے وقت سے ہٹا کر پڑھیں۔

سلف جامع ترمذی باب ما جاء فی موافقة الصلاة  
سلف سنن ابی داؤد باب فی من نام ۱۶  
سلف کشف الاستار عن زوائد ترمذی باب فی الذین یؤخرون عن وقتها  
۲۲ / مطبوعہ مطبع رشیدیہ امین کمپنی دہلی  
۲۳ / مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور  
۲۸ / مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت

نبوی کی روایت یوں ہے :

اختر احمد بن عبد اللہ الصانعی (حساق  
بسنہ) عن مصعب بن سعد عن ابیہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما یقال سئل رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم عن الذین هم فی صلواتہم ساہون  
قال اضعاء الوفاء  
بہیں حضرت عبد اللہ الصانعی نے خبر دی (پوری سند کو  
ذکر کیا) مصعب بن سعد سے وہ اپنے باپ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
سے اسی آیت کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا اس  
سے مراد وقت کھوتا ہے

حدیث ۳۰ : امام ابن انان حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی،

قال وقت الظهر الى العصر وقت العصر الى  
المغرب وقت المغرب الى العشاء وقت العشاء  
الى الفجر  
فرمایا ظہر کا وقت عصر تک ہے اور عصر کا وقت مغرب  
تک اور مغرب کا عشاء اور عشاء کا فجر  
تک۔

حدیث ۳۱ : امام حماد بن شریح معانی، لا قاریں راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا،  
ما التصريف الصلاة (فاز من تقریبا کیسے) (۱) یا (۲) ان کو آخر حتیٰ یعنی وقت (یعنی کہ قرآنیک  
نماز کی تاخیر کرے یہاں تک کہ دوسری کا وقت آجائے)

حدیث ۳۲ : نیز اسی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روای قال تعویذ صلاة حتى  
یعنی وقت کا آخر تک (فرمایا نماز تو یہیں ہوتی جب تک دوسری کا وقت نہ آجائے) یہ دوسری کا  
وقت آیا پہلی قضا ہوگئی۔

تنبیہ : ان آیات و احادیث سے جواب میں قائلین جمع کی نیت سے دعائے تخصیص ہے جسے ظاہری  
نے کئی وقت کی طوائف تفسیر میں بہت ہی چمک کر بیان کیا جس کا مال بیکر اگرچہ متکاثرہ و احادیث متواترہ ہر نماز  
کے لیے جدا وقت بتا رہی ہیں مخالفت وقت کی نیت تاکید شدہ جاری ہے جن وقت ضائع کرنے کو گناہ عظیم و  
موجب عذاب الیم ٹھہرا رہی ہیں مگر ہمیں سفر وغیرہ حالات میں ظہر و عصر و مغرب و عشاء چار نمازوں کو پابندی وقت

شرح السنہ لاہور باب مراعاة الوقت مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۳۶/۱  
سے کہ سجدہ احتکاف، بل الکوفہ، و المیزنة فی الصلوات، لا تار لمطابق المجاہد لاہور ۱۱۰۱/۱  
سے شرح معانی الآثار باب جمع بین الصلواتین مطبوعہ راجعہ سعید الدینی کراچی ۱۱۴/۱  
۱۱۴/۱

کو ضرور نہیں چاہیے وقت سے پہلے پڑھ لیں چاہیں وقت کھو کر پڑھیں اصل غرض نہیں کہ دو چار روایتیں چار خیال کے مطابق قرآن عظیم و احادیث متواترہ کے محالیت آگئیں وہ ہمیں بے قیدی بنا گئی ہیں یہاں ملاجی نے بہت کچھ احکامات اصول کو فروغ کیا ہے جس کا جواب ایسا ہی عرض و طویل دیا گیا ہے وانا اقول (اور میں کہتا ہوں)۔ ثبوت العرش ثم انقش ارشادات ہر ایک قرآن عظیم و احادیث متواترہ کے مقابل ایسا ہی سامان جمع کر لیا جوتا ان کے مقابلہ کا نام لیتا تھا کبھی اندر چند عقل روایات جن میں روایت درایت سوا اختلافات، نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے ثبوت ہی پر یقین نہ ملے تسلیم ثبوت خواہی خواہی معنی جمیع حقیقی کی تعبیر، احتمالی باتوں پر خدا و رسول کے صریح احکام کو مٹا دینے جائیں ایسے حکوں کے مقابلہ کو انھیں کے پایہ کا جلی واضح ثبوت دیا گیا نہ یہ کہ بزور زبان ابتدا میں کہہ دیجئے وہ حدیثیں جن میں تاویل کو محال کی دلیل نہیں ملتا میں کچھ دیجئے احادیث صحاح جو جمع پر قطعاً و یقیناً دلائل گنت ہیں اور بس آپ کے فراماسے سے وہ خصوصاً قاطعہ یقیناً مضمرہ ہو گئیں ملاجی بس اس ایک نکتہ پر بحث کا فیصلہ ہے ان روایات کا احکامات جمیع معنی تقدیم و تاخیر میں بعض قطعی بعض مفسرنا قابل تاویل ہونا ثابت کر دینے یا نہ اسے قرآن عظیم و احادیث متواترہ کے مقابل نہ ہی، ہاں وہ دونوں سے کام لے کر انہیں کیجئے میں صرف فقہ قرآن و حدیث کا کام لیتا ہوں اسے حضرت عائدی کی توقیت اُن کے لیے اوقات کی تعیین تو ضروریات دین سے ہے اور ہمارا آپ کا نہ امر متحرک کا حال تو کہ وقت سے پہلے ماضی اور نہ آئندہ تہا کہ دہنا وقت کو دینا محرم تو اب ظہنیت و قطعیت حرکات کی ایک سے کچھ علاوہ نہ رہا۔ اس فعل میں کاجو حاصل ہے یعنی نماز پیش از وقت یا نہ وقت اس کی حرمت یا توہم اور آپ سب متفق ہوئے اب آپ نے ٹی جی کر اس پر قطع کی یہ صورت حاس ملان ہے جیساد و عرام قطعی ہے ویسا ہی قطعی ثبوت اس کی حکمت کا دیکھئے ورنہ یقینی کے صورتی عقل کا کام نہ بیچئے خدا کی مشن اور تو اور جمیع تقدیر میں بھی یہی جواز کے ادا کا کہ تاویل کو نہ مل میں احادیث صحاح قطعاً دلائل کرتی ہیں حالانکہ مضمر و یقینی ہونا و گنار ابو داؤد و سب امام جلیل الشان تصریح فرمائی کہ اس کے مار سے میں اصل کوئی حدیث میں بھی نہ سولی مگر ان یہ کہنے کہ اپنی زبان دینا دعویٰ ہے نہ کہ حتم مانگے دے کہ کچھ دیا دہرایا ہے و لا حول ولا قوۃ الا باللہ صل العظیم۔

لطیفہ: ملاجی نے ایک مثل پر اتنا نئے ظہر کے اثبات میں حدیث سنائی روایت نسائی عن حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حدیث امامت حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس مسئلہ لایا جن میں تھا نہ پہلے دن کی ظہر حضور صل علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورج ڈھلتے ہی غریبی اور دوسرے دن کی اس وقت کہ ساہ ایک مثل کو پہنچ گیا اس میں تمکب پر انترش ہوتا تھا کہ اسی حدیثوں میں کل کی عصر بھی تو اسی وقت پڑھیں آتی ہے تو یہ مثل پر وقت غنہ خبر رہا نہ نکلا مگر یہ مثل عصر و صوروں نمازوں میں وقت مشترک ہونا مستعد ہوا ملاجی اس کے دفع میں فرماتے ہیں روایت نسائی کے معنی یہ کہ اگر کھربست نے پہلے دن عصر جب پڑھی کہ ایک مثل سیاہ آگیا اور دوسرے دن ظہر عصر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۴۴۰ قبل معیار لغت ص ۳۰۴





مشترک اصل میں رہتا تو صورت موافقت اسی میں منحصر نہ تھی جس سے آپ احتمال اشتراک کو دفع کر سکیں، ملاجی مدعی بعد آسان ہے مگر اقامت دلیل کے گزرا بنا و عددوں سے سلامت نکل جانا مشکل۔

اب اس صریح غلط و ناانصافی کو دیکھیے کہ مسئلہ وقت ظہر میں آیت و احادیث توقیت کے علوم و ظواہر پر وہ ایمان نہ نہایت صراحہ تفصیل زیر حدیثیں لائق تاویل زبان کے متقابل صراحہ حدیث قابل قبول بلکہ واجب کہ کہ وہ حدیثیں تاویلوں کی گھڑت سے موافق کر لی جائیں اگرچہ وہ اس تاویل سے صاف ابا کرتی ہوں اور ان میں ہرگز تاویلی نہ کی جائے اگرچہ بے وقت سے جگہ دیتی ہوں۔ اور جب مسئلہ جمع کی باری آئے فوراً نگاہ پلٹ جائے اب آیت احادیث واجب تفصیل، اور ان کے متقابل زنی احتمالی چند روایات واجب الاستناد و قطعی التخصیص، اور ان کے یہ آیات و احادیث کے مطابق صاف و نفیغ محال مردود و باطل بغیر من شریعت اپنے گھر کی ہے، اجتہاد کی کٹھری وہ ہر سے در کی ہے۔ دیانت کا ثبوت وہوں ہاگوں کتنا ہے۔ پورب کی سرک میں کچھ کار ستر ہے مڑ

گرمیں گیا ادا کرے اُدھر سے نکل گیا

ف لطیفہ حدیث بست و مشتم مروی صحیح مسلم شریف کے جواب میں ملاجی کی نزاکتیں قابل تماشا  
اقول یہ حدیث اسی شخص کے حق میں ہے کہ بلا حذر تاخیر کوسے راسس کے حق میں جو مسافر جو یہ وہی  
دعویٰ باطلہ تفصیل بے تفصیل ہے

ثانیاً سبب حدیث خود عمار سفر کا سوتے میں تھا ہر جانا ہے کہ صورت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اُس وقت سفر میں تھے تو نماز سفر کو اس حکم سے خارج ماننا طرہ جہالت ہے۔

ثالثاً صدر بہ تراجماء سنئے فرماتے ہیں اگر کو کہ یہ حدیث سفر میں فرمائی تھی پس مسافر کو حکم اس کا شامل ہرگز  
تو کہا جائے گا کہ نزوف قول کی باعث اور قریر انس کی قیم یا تخصیص پر ہیں جوتی۔

اقول ملاجی اس پر اسے یکے سے طرف و سبب کا فرق سیکھو یہ ہیں کہا جاتا کہ حدیث سفر میں فرمائی تھی  
بلکہ مطلب یہ ہے کہ عمار سفر کا تھا ہر تا سبب ارشاد ہوا تو جو سبب نفس مکم نفس سے کیونکر مٹا رہے گا کیا غلط ہے  
کہ نفس کا خاص جس مورد میں ورد وہی خارج و نا مقصور، اور نفس اس کے مجاہد پر مقصور و محدود۔

عہ اقول ظاہر ہے کہ احتمال اشتراک مسئلہ جمع میں قابل جمع کو اصل نافع نہیں جیسے تقدیم سے تو اسے پس ہی نہیں اور  
جمع تاخیر بھی اس کے قابل کے نزدیک صرف آثار و استدلال سے وقت آخر بقدر چار رکعت سے مخصوص ہیں معذہ جب وقت  
مشرک ٹھہرا پہلی نماز بھی اپنے وقت پر ہوئی اور اس کے بعد دوسری بھی اپنے وقت میں یہ جمع ضروری ہے نہ حقیقی کہ ایک  
نماز اپنے وقت سے خارج ہو کہ دوسری کے وقت میں پڑھی گئے کہ لا ینفخی ۱۲ مرتبہ اللہ تعالیٰ (م۔)

فت معیار الحق مسئلہ جمع میں اصل زمین حد ۴۷۷ فت معیار الحق حد ۴۷۷

رابعاً قیامت و درازاگت تو یہ کہی کہ فرماتے ہیں اگر خوف کو دخل ہو تو کہا جائے گا کہ یہ قول اس شخص سے ہے  
وقت نماز فجر کے اور وقت ہو چاہے نماز فجر کے خیز میں فرمایا تھا پس حکم سفر غری کا مان گیا جس کا یحییٰ کرنا کسی عاز سے  
ملک نہ تھا نہ ظہر و عصر و صبح و شام سفر کی کا۔

**اقول** یہی یہ تو خوب ہی کہیگا، ہاں تاجی! حدیث میں لکھے کا ارشاد ہو رہا ہے فجر سفر کی کا و اور نماز صبح سفر  
کی کا یعنی صبح کی نماز میں تقصیر اسی وقت ہوگی کہ تو اسے نہ دے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آجائے بہت معقول و سوج  
نیک پر دن چڑھے ٹھیک دوپہر سو جب تک نماز فجر اٹھا رکھے کہ تقصیر نہیں جب ظہر کا وقت آئے اس وقت تقصیر ہوگی  
انشاء و انشاء یہ سراجھوں ملاجی! بدنی میں تو اچھے اچھے حکیم نے لکھے ہیں، لکھنے چلتے تو پہلے دن کی نہیں  
و کمال ہوتی، عاز ہی پانچ ہیں، ان میں چار مترانی الاوقات اور فجر نہ سب کا حکم بیان کیجئے تو بطور تظہیر یہ کلام صحیح ہے کہ  
حدیث ۲۲۳۱ میں اقوال حضرت ابوہریرہ و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایا کہ خاص فجر کا حکم ان دونوں سے  
ارث و ہو کہ جب تک ظہر نہ آئے فجر نہ پڑھنے میں تقصیر نہیں۔

**خامساً قول** تاجی! اعتبار عود خط کا ہے نہ خصوص سب کا تو افراج ظہر و عصر و مغرب و شام کے کیا  
یعنی، یہ کیا ستم جانت ہے کہ آپ کا خصم اطلاق نص و ثمول مورد سے تمسک کرے آپ جواب میں اقتصار  
علیٰ المورد پیش کر دیں یا وہ سب ہی کہ وہ دخل مورد سے نہ اسکا سکا یا یہ تو راستہ یہی کہ کسی پر انقطاع کسی میں انحصار  
غرض سید صاحب اپنا ہر طرح ناگوار۔

**سادساً** اب اور آنکھیں گھٹیں تو علاوہ کی پوٹ باندھی کہ مسافر جمع کرنے والے کو ضرور سے کر ارادہ  
جمع کا پہلی نماز کے وقت کے اندر اندر کر سکے جس کے ارادہ نہ کیا آنکھیں کی جمع درست نہ ہوگی پس اگر مسافر کو بھی شام کی کو  
تو یہ مسافر مورد و محل حدیث کا ہوگا۔

**اقول** یہ ایسا دیام نام کہ سب ہو یا حدیث ارشاد و فرما رہی ہے حدیث میں تو ایسے ویسے کی کہیں تو بھی نہیں  
کہ اپنی ہوا سے نفس پر احادیث کا ذوال فانی عمل بالحدیث ہے۔

**سابعاً قول** خود مسافر کو شامل کہ رہے ہو نہ مسافر سے خاص تو لا جرم حدیث وہ حکم فرما رہی ہے جو  
مسافر و مقیم سب کو شامل کیا بھلا چنگا مقیم بھی اگر وقت کے اندر اندر نہ کر سکے کہ یہ نماز وقت گزر جانے کے بعد  
پڑھ لوں گا تو تقصیر نہیں گنوا گنوا راھیوں کا نہ سب کیوں نہیں لکھ دیتے اور بعد حرائی صورتیں بلکہ تباہی کو نہ اگر عارض  
ٹھہرے گا تو وہی کہ حدیث احادیث جمع سے مخصوص یہ شامت امام سے وہی آپ کا عذر معمولی جا ہی ہے پھر اسے



سے سمجھ جاتے اور سفر و حضر میں خدمت والا منزلت منزلت ستر گسری و مسو لک و مطہ و داری کھس و داری محراب داری  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معزز و ممتاز رہتے، ارشاد فرماتے ہیں میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز، اس کے بغیر وقت میں پڑھی ہو مگر وہ نماز کہ ایک آن میں سے ہر صوبہ سے ستر ہزار  
مشائخ کے وقت پڑھا تھا اور وہاں فجر بھی روز کے پہلی وقت سے پیشتر تیار کی میں پڑھی

حدیث نمبر ۴۴۴ سنن ابی داؤد میں ہے، احمد بن حنبلہ، تاج الدین تاج محمد بن ابی مودود دس

سیدیں بن ابی یحییٰ عن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال ما جتمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم میں المغرب والعشاء قطعی المسفر الا مشرو (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی سفر میں مغرب و عشاء ملا کر پڑھی سو ایک بار کے) ظاہر ہے کہ وہ بار  
وہی سفر حجہ اور اے کے شب جمعہ ذی الحجہ مزدلفہ میں بھی فرمائی ہیں پر سب کا اجماع ہے۔

**اقول** اس حدیث کی سند حسن حدیث ہے، قتیبہ و قتیبہ میں تفسیرت رجال مستتر ہے۔ ورجہ حدیث بن  
تفسیر صحیح کتاب رجال حدیث مسلم سے آور میں بن ابی یحییٰ لا یاسی بہ (اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔) ابن حبان  
نے انہیں ثقافت تابعین میں ذکر کیا۔ اسے الامروہ و وہ حدیث ابن ابی سہیم علی ہدیٰ مقبول میں کھانہ

حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت علقمہ سے مروی ہیں ملک شام میں گناہ و رکعت پڑھ کر دعا مانگی، انہی اگلے کوئی نیک  
مشرکین میں نہ رہا۔ پھر ایک قوم کی طرف گیا ان کے پاس مدینہ تو ایک شیخ شریف نے میرے بارگاہ میں گئے میں نے  
پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں نے کہا میں نے اندر خود دل سے دعا کرتی رہی کہ ایک  
مشرکین مجھے مس کرے اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہی دعا فرمائی۔ فرمایا اتم کون ہو، میں نے کہا ابی کوفہ سے۔ فرمایا

اولیس عبد کہ ام عبد صاحب الصلین والوصافۃ کیا تہ، رے پاس عبد اسری مسعود میں وہ صلین و  
وامطہرہ۔

یہی جن کے متعلق یہ حدیثیں ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مجلس میں تشریف فرما ہوں صلین اٹھا کر  
رکھیں اٹھتے وقت سامنے حاضر کریں سوتے وقت پکیرا بچائیں اوقات نماز پر پانی حاضر نہ کریں ظاہر ہے کہ انہیں  
حالت و جلوت ہر حالت میں کہیں ملازمت دائمی کی دولت عطا فرمائی پھر ان کے علم کے بعد کسی کی کیا حاجت ہے  
قالہ نقضی کہ نقضی فی المسراۃ ۱۱۰ حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)



حدیث احمد ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن  
سیدہ ثنا عطاء بن السائب و معلومات  
عطاء بن السائب عن اخته فقال ارجو ان  
حصا بن سلمة من اخذ منه قبل التغير  
ثم ذكر لدليل عليه ثم قال و عن كالا مهاد  
لا ينزل عن الحسن (صلی اللہ علیہ وسلم)  
ورام مکرول ثق فیر ما قد یلیل الله بهی رب ال مسلم واربعه سے ہیں۔

والمرسل حجة عندنا و عند الجمهور اما البها  
شیوخ محمد فتوشیق البیہم مقبول عندنا  
كما فی المسلم و غیره لا سیما من مثل الامام  
محمد و مع قطع النظر عنہ فطفا فی ان یقول  
قد انجبر بالتقدم فی جمع المعین فی دسر  
الملقوب و یأید فی مثایر البخاری لا یلی احد  
بن عدی قال سمعت عدة مشایخ یحکون  
و ذکرها و من طریق ابن عدی رواها  
الخطیب فی تارخیہ و غیره و لا یصور جهالة  
شیوخ ابن عدی فیها فافهم حد و ینحصر  
به جب تھم  
علماء سے ہیں۔ اور ابن عدی کے اساتذہ کا اسمہ ہونا مفروض نہیں ہے کیونکہ ان کی تعداد اتنی ہے کہ اس کی وجہ  
سے وہ بھول نہیں رہتے۔ (د ت)

حدیث ۳۶۴: امام محمد بن احمد بن حنبلہ نے آثار ثورۃ کتاب الحج عیین بن ابان میں روایت فرمائی ہیں:  
أخبرنا اسعید بن ابرہیم البصری عن خالد الخداع عن حمید بن عذیل عن ابی قتادة

کتاب فضلو باب الشہید میں احمد کی روایت ذکر کی ہے  
جس کا ایک راوی عطاء بن السائب ہے اور عطاء  
ابن السائب کا غلط ہونا سب کو معلوم ہے، مگر  
ابن ہمام نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ حماد ابن سلمہ نے یہ  
روایت عطاء کے اصحاب میں سے ہوئے ہیں۔ اس  
سے احمد کی ہوگی۔ پھر اس کی دلیل بیان ل اور کہا کہ اگر  
ابراہیم یا بھی بنے تو حسن کے درجے سے کم نہیں ہے۔

مرسل ہمارے اور حماد کے نزدیک حجت ہے۔ روایت  
کے اساتذہ کا اسمہ ہونا، تو ہم کی توثیق ہمارے نزدیک  
نزدیک مقبول ہے، جیسا کہ مسلم وغیرہ میں ہے خصوصاً  
جب توثیق کرنے والی امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو، اور  
اس سے قطع نظر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ متعدد اسنادوں  
سے مروی ہونے کی وجہ سے اس کی یہ حجتی دور ہوگی  
ہے۔ فتح امین بن مغلوب کا ذکر کرتے ہوئے کہا  
ہے کہ مشایخ انصاری میں ابن عدی بن عدی سے مروی  
ہے کہ میں نے متروک مشایخ کو یہ حدیث بیان کرتے  
سنا ہے ابن عدی بن عدی کے واسطے سے یہ حدیث  
قطیب نے بھی اپنی کتاب میں لکھی ہے اور دیگر  
علماء نے بھی۔ اور ابن عدی کے اساتذہ کا اسمہ ہونا مفروض نہیں ہے کیونکہ ان کی تعداد اتنی ہے کہ اس کی وجہ

ابعد وی قال سمعت قراءۃ کتاب عیسیٰ بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثلاث من انکب نحو  
الجمع بین الصلاتین والنظر امر من المرجع والمہمة (یعنی حضرت ابو قتادہ عدوی کہ اجلہ الکابر  
وثقات تابعین سے ہیں مگر بعض نے انھیں صحابہ میں گنا، فرماتے ہیں میں نے امیر المؤمنین فاروق انقسم  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شفقہ و فرمان سنا کہ تین، تین کبیر گناہوں سے ہیں : دو نمازیں جمع کرنا اور جہاد میں غار  
کے مقابلے سے بھاگنا اور کسی کا مال لوٹ لینا)

**اقول** یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے اس کے سب رجال صحیحین ابن ابیہم ابن علیہ سے آخر تک کثر ثقات  
مدول رجال صحیح مسلم سے ہیں و قد الحمد۔

**لطیفہ** حدیث شریح کے جواب میں تو تاج کو بھی ان کا عذر محولی عارض ہوا کہ میں نے کراہی کا حالت قامت  
میں بلا عذر تھا۔

**اقول** اگر ہو چکا ایسی ہی تخصیص تراش لیے گا ورنہ کھلے تو تمام احکام شریعہ سے بے قیدوں کر سہل چھوٹی  
طے جہاں پا میں کہ وہ یہ حکم عاص فلاں لوگوں کے لیے ہے۔ حدیث صحیحین کو تین طرح رو کرنا چاہا :

**اول** انکار جمع اس سے بطور عدم نکلتا ہے اور خفیہ قائل مفہوم نہیں اس جواب کی حکایت خود اس  
کے زوہد میں کفایت ہے اس سے اگر مقرر مقرر ملتی ہے ورنہ لہر کی فتح کہ ما بعد ان حمار سے نزدیک مسکوت عند ہے  
انکار جمع تو اس کا صریح مطلق و مدلول مطابق و مخصوص مبارک النسخ ہے۔

**اقول** اولاً اس کی نسبت اگر بعض اجداد شافعیہ کے قلم سے براہ بشریت لفظ مفہوم کل گیا مگر مدعی  
اجتہاد و دعوت فقہیہ ابو حنیفہ و شافعی کہ کیا لاتی تھا کہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم رو کرنے کے لیے ایسی بری فعلی  
میں ایک متاخر مقلد کی تقلید جاہ کرتے شاید رد اہل حدیث صحیح میں یہ شرک صریح جائز و صحیح ہو گا اب نہ اس میں  
شانہ تعزیرانیت ہے نہ اتحد و اجناس ہم و سہیانہم اس باباً من دون اللہ (انہوں نے اپنے مالوں  
اور راہوں کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنالیا۔ ت۔ کی آفت کہ جس مقتضی اللہ ان تقولوا لا تعبدوا الا الله (اللہ  
کے نزدیک بڑا جرم ہے کہ تم اس کام کا کہو جو خود نہیں کرتے۔ ت۔

ثانیاً بعض مغلطہ مفہوم ہی سہی اب یہ نامسلم کہ خفیہ اس کے قائل نہیں صرف عبارات شارح غیر متعلقہ

بعض بات میں اس کی نفی کرتے ہیں کلام صحابہ میں بدھ میں علی میں مفہوم مخالفت ہے خلافت عربی و معتبر کا نقص عدیہ  
فی تفسیر الکامل والذہر العالی والذہر المختار وغیرہا من الاسماء قد ذکرنا خصوصاً فی  
مسائل القطوف الدائیة لمن احسن الجساعة الشایعة۔

ووم ایک رام پوری ملا سے نقل کیا کہ ابن مسعود کے نسخہ ابی ایمل میں یہ روایت بھی ہے کہ کان رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الصلوات فی المسح لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں دو نمازیں جمع  
کرتے تھے۔ ت، تو مبر ہے کہ حدیث صحیحین کو حالت نزول منزل اور روایت ابی ایمل کو حالت سیر پر حمل کریں یہ مذہب  
ہام مالک کی طرف غور کر کے لکھا۔

قل

اولاً ملا جی خود ہی اسی کوٹ میں کہہ چکے ہو کہ شاہ صاحب نے مسند ابی ایمل کو قطعاً ثالث میں سب  
اقسام کی حدیثیں صحیح میں غریب معروف شاذ منکر منقول موجود ہیں ٹھہرایا ہے۔ پھر خود ہی اس طبع کی کتاب کو کتب  
اس کتاب کی حدیث دونوں تفسیر کسی حدیث کے یا پیش کر کے نسخہ کے کیونکر تسلیم کی جاوے یہ کتاب اس طبع کی ہے  
جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور عظیم مختلف ہیں یہ کیا دھرم ہے کہ اور دن پر سر آو اور اپنے لیے ایک رام پوری ملا  
کی تقلید سے حلال بناؤ انھد و احبار ہم دس ہیا مہم۔

ثانیاً قول ملا جی اس کی ذی طے التا کر اردو میں صریح دھم و متعین و محفل کا فرق سکھانے حدیث  
صحیحین نکار جمع حقیقی میں نہیں صریح ہے اور روایت ابی ایمل حقیقی جمع کا اصطلاح نہیں دیتی بلکہ احادیث جمع صدی  
میں جدا اندہ بن مسعود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں صاف صاف جمع صدی بتا رہی ہیں تھادی ذی پوشی کو نص و محفل کو  
لا کر خدات محل سے راہ توفیق ڈھونڈتے ہو۔

لطیفہ قول ملا جی کا اضطراب قابل تماشاء ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہیں راوی مجبوع  
ٹھہرا کر عدد رواۃ پندرہ مانتے ہیں کہیں ثانی ٹھہرا کر چودہ صدر کلام میں جہاں راویان جمع گئے صاف صاف کہا  
ہی مسعود فی احادی الصدوایتیں اب راہ پوری ملا کی تقلید سے وہ احمدی اور اثین بھی گئی ابن مسعود غاصے  
مہمان جمع میں ٹھہر گئے۔

صوم جسے ملا جی بہت ہی علق نہیں سمجھے ہوتے ہیں ان دو کو عربی میں بولے تھے یہاں چمک چمک کر اردو  
میں چمک رہے ہیں کہ اگر کو جس جمع کو ابن مسعود نے میں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر یہ بہار مصیبت کا ٹوٹے گا

کہ جمع بنی انھوں اور عصر کو عرفات میں کہیں درست کہتے ہو یا چونکہ اس قول بن مسعود کے سے تو فیہ میں فی عرفات کی بھی معلوم ہوتی ہے پس جو تم جواب دیکھتے ہو اسی کو جاری طوط سے سمجھ لینی اگر کو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی عرفات کو باہر شہرت کے معانی تھا تو ہم کہیں گے کہ جمع فی السفر بھی قرن صحابہ میں مشہور تھی کیونکہ جو وہ صحابی سو بن مسعود کے اس کے ماقبل میں تو اسی واسطے ابن مسعود نے اس کا استہانت کیا اور اب علی علی کا یہ بلا غدر ہوگی اور اگر کو کہ در فی عرفات باقی اسے معلوم ہوتی ہے تو ہم کو کوئی مانع ہے مٹانے سے و علی بد انھیں جو جواب تمہارے ہے وہی ہمارا ہے۔ اس جواب کو تلاقی نے اگلے سرسید بنا کر سب سے اول ذکر کیا اُن کو تو امام بودی و سلم اندر لمبوتر کی طرف نسبت کی مگر اسے بہت پسند کر کے مقلد و نسبت اپنے نامہ اعلان میں ثبت رکھی حالانکہ یہ بھی کلام امام بودی میں مذکور و رفع ابہاری وغیرہ میں ماثور تھا شہرت میں عرفات سے جو جواب امام حسن علی اطباقی محمدی ہما وغیرہ علامہ اعلام حصیر کرام نے افادہ فرمایا اس کا انھیں وہیں مطلب تلاقی کی فہم تنگ میں اصلہ نہ دھنسا اجتہاد کے نشہ میں اوعائے باطن شہرت جمع سفر کا آواز دہکسا، اب فقیر حضرت مولیٰ انصاری سے تحقیق حق نیسے فاقول دیبول رہی اصول اولیٰ تلاقی جواب علامہ کا یہ مطلب ہے کہ سیدنا بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھیں تو تین ناسخ فی وقت میں مژدہ ذکر کیں مغرب و صبح مردانہ دیکھیں یعنی عصر عرفہ کو جو بہ شہرت ذکر فرمایا جس پر آپ نے یہ کہہ کر انھیں شکی بھی کہ یہ وہی جمع سفر بھی جو شہرت رکھ کر اس نے باطن کے حادثہ تو مجھ نہ تھا اور کھل چکا کہ شہرت و کثرت نفس ثبوت کے لئے پڑے ہیں شہرت نے پوڑہ صحابہ کرام کا نام یا پھر آپ ہی دیکھیں سے دست بردار ہوئے چار باقی ماندہ میں دو کی روایتیں رہی بے ملاقات ترکیں رہے دو 'وہاں بلور تعالیٰ وہ ظاہر نامہ جواب پائے کہ جی جی جانتا ہوگا، اگر بالعرض دو سے ثبوت ہو بھی جاتا تو کیا صرف دو کی روایت قرن صحابہ میں شہرت ہے، مگر یہاں تو کلام علامہ کا وہ مطلب بھی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف انھیں دو نمازوں عصر عرفہ و مغرب مردانہ کا غیر وقت میں پڑھنا ثابت انھیں دو کو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ انھیں وہ دونوں کو حلائی کہ کریاں شمار فرمایا اگرچہ تفصیل میں جو بہ شہرت عامہ تامہ ایک کا نام یا صرف ذکر مغرب پر اقتصار فرمایا ایسا اتنا کلام صحیح میں مشائخ، قال عز وجل

وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَمْرِ اللَّهِ حَقًّا لِّمَنْ يَّهْتَدِ (اور تمہارے لیے باس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔ ت خود انھیں نمازوں کے بارے میں امام سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارشاد دیکھئے کہ پوچھا گیا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں کوئی نماز بھی کرتے تھے، فرمایا لا اُکلیہم (نہ مگر مردانہ میں) کسا قد ہن



اور یہ بھی اجماع موافی و مخالف ہے کہ عصرِ عَرْد و مغربِ مَرْدِ حَقِیقَہٗ غیرِ وقت میں پڑھیں تو فجرِ عَرْد و مغربِ مَرْدِ لَکَم کا حکم یقیناً مختلف ہے ہاں عصرِ عَرْد و مغربِ مَرْدِ لَکَم اور غیرِ وقت میں پڑھنے کے حقیقی معنی انھیں کے ساتھ نہ ہوں جب تک حقیقت ثبوتی ہو مجاز کی طرف عدول جائز نہیں نہ جہاں میں الحقیقہ و دلہا و ملکہاں تصویفاً حجازی کے نزدیک تو جب تک بائعِ قطعی موجود نہ ہو تاہم پر حمل واجب اور شک نہیں کہ بے وقت پڑھنے سے ظاہر و متبادروہی معفو ہیں جو اُن عصر و مغرب میں حاصل نہ ہو کہ غیر میں واقع تو واجب ہو کہ جملہ صلی الفجر اُن صلاتین کا بیان نہ ہو بلکہ یہ جملہ مستقلہ ہے اور صلاتیں سے وہی عصر و مغرب مراد تو اُن میں اصلاً کسی کا ذکر ہرگز متروک نہیں، ہاں تفصیل میں پتے کے لیے ایک ہی کا نام لیا ہو کہ اُن اشہارِ کمالِ اشتہار وہ سری کا ذکر ملوی کیا بلکہ اللہ یہ معنی ہیں جو اب علماء کے جس سے تلاطم کی فہم میں اور نائن ایک، لسانِ میکد کی پرس، ملاجی، اب اُسی برابری کے بڑے بول کی خبریں کئے کہ جو جواب تمہارے وہی ہمارا کیجئے حدائقِ شادان سے

ادگمانِ برہہ کہ حقِ کرم چھو اد

فرقِ را کے بندہ آئی استیضہ جو

**فائدہ:** یہ معنی نفیس فیضِ فناء عظیم جل مجدہ سے قلبِ خیر بر اقرار ہوئے پھر ارکانِ اربعہ ملک، اعلیٰ، بکر، اعلیٰ قدس سرہ مطالعہ میں آئی دیکھی تو میری نیت اقرار فرما سے ہیں "الحمد لله على حسن التوفيق" اور شاہ فرماتے ہیں رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

نیز دو نمازوں کو جمع کرنے کی خبر صرف طرہۂ تبرک میں منقول ہے اور اس خبر کو دے میں ہزاروں لوگ شامل تھے اور سب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھیں، مگر ایک یا دو کے علاوہ کسی نے جمع کرنے کا ذکر نہیں کیا، نہ یہ بات مشہور ہوئی، اس روایت کے علاوہ جمع کی کوئی روایت نہیں آئی ہے، بلکہ بعض حاضرین تبرک نے اس جمع سے صاف انکار کیا ہے، حتیٰ کہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ۔۔۔ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منہر مایا کہ ابنِ امِ عبد (یعنی ابنِ مسعود) کی باتوں سے تم تک کیا کرنا

و یصا، خیر الجہم، لب، یعلو فی عروۃ تیوک،  
وکان فی ملک العزۃ الاف من الرجال، وکان  
کل صلو حلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم، ولہ یخبر صہم، لا واحد او اثنان،  
ولہ یشہر، ولہ یخبر غیہ، بل بعض  
لما خیر، انکروا ذلک، حتی قال ابن مسعود،  
ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم صلی صلاۃ لیسر من صلاۃ الا صلی من صلو  
جمع بین المغرب والعشاء بجمع، و صلی  
الفجر یومئذ قبل صلاۃ تبار، رواہ الشیخان

وَابْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَاءُ ، هَافِي اِبْنِ مَسْعُودٍ ، الَّذِي  
 قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،  
 تَمَسَّكَوا بِعَهْدِ ابْنِ أَحْمَدَ ، تَقْدِيمَ حَمَلَةِ  
 مِنْ الْوَقْتِ وَتَأْخِيرَهُ . وَآخِرُ بَابِهِ لِمَقَرِّعِ  
 الْأَقْصَاتَيْنِ ، بَيْنَ حَدِّ هُمَا ، وَهُوَ الْمُقَرَّبُ  
 مَجْمَعُ الْخُرُوجَاتِ فِي وَقْتِ الْعِشَاءِ ، وَلَمْ يَسْبِغِ  
 بِلَاخِرٍ ، وَهُوَ الْعَصْرُ يَوْمَ عَرَفَةَ ، بِتَقْدِيمِهِ  
 فِي وَقْتِ ظَهْرِ الشَّهْرِ ، وَلِيَعْلَمُوا بِالْمُقَاسَةِ ،  
 وَاجْتِهَادِ الْحَرِّ ، وَهُوَ تَقْدِيمُ الْفَجْرِ مِنَ الْوَقْتِ  
 الْمَسْنُونِ الْمُعْتَادِ عَنْهُ ، صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ . وَإِذَا كَانَ حَالُ نَحْوِ الْجَمْعِ عَادَ كَمَا  
 هُوَ جِبَارٌ مَوْلَا وَيْلَهُ .

کی بجائے انہوں نے دوسرا مقدم بیان کر دیا کہ فرموا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسنون اور اپنے معاد وقت  
 سے پہلے پڑھا، تو حجب میں کہ روایت کا حال یہ ہے جو ہم نے ذکر کیا، تو ضروری ہے کہ یا تو اس کو ذکر دیا جائے یا  
 کوئی تاویل کی جائے۔ (ت)

اور اس کے معاملہ سے بعد اللہ تعالیٰ ایک اور قوادح سے معلوم ہوا فقیر غفرلہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما سے پہلے باب میں غروب شفق کو قرب غروب پر حمل اور اس حمل کو ان نعوس صریحہ صریحہ طرف رو کیا اور فقہ  
 مرویہ ابن عمر کو واحد بتایا تھا حیدر بھی مسلک تک السلف نے اختیار فرمایا، فرماتے ہیں،

بَلِ الْمَرْءُ يَجْعَلُ الشَّمْسَ قَرِيبَ حُرُوبِهِ ، لَا فِ  
 الْقِصَّةِ وَاحِدَةً ، وَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ قَبْلِ  
 مَعْنَى لَا يَقْبَلُ تَأْوِيلٌ ، فَيَأْتِي بِقَرِيبِ غُرُوبِ  
 الشَّمْسِ ، أَوْ يَعَالِ ، هَذَا مِنْ وَهْمٍ بَعْضِ  
 الرُّوَاةِ ، وَ مَا مَا ذَكَرْنَا أَوَّلًا ، فَهُوَ مُطَابَقٌ  
 غُرُوبِ شَمْسٍ مِنْ مَرَادِ غُرُوبِ كَقَرِيبٍ هُوَ تَأْوِيلُ  
 قَعْدَةٍ يَكُونُ فِيهِ هُوَ اِدْمِمْ نَظَرًا فِيهِ رَوَايَاتُ بَابِ  
 كِي هُوَ مَسْتَرَسٌّ ، وَ تَأْوِيلُ كَا ، حَتَّى نَسْتَدْرِكَ هَذَا  
 بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ غُرُوبِ شَمْسٍ كِي ، قَرِيبِ غُرُوبِ مِنْ تَأْوِيلِ كَرْنِي  
 پڑے گی، یا یہ کہ یا تین لاکھ کسی راوی کا دہم ہے وہ پہلے

لاہما المستقر فی الشرح من تعین الاوقات۔  
 جو ہم نے روایت ذکر کی ہے وہ شرح میں جو کچھ مقرر ہو چکا ہے  
 یعنی قیسی اوقات، اس کے مطابق ہے۔ (ث)

بھرا اللہ تعالیٰ تیسرا تور اور واضح ہوا حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کلام فقیر دیکھئے کہ اس روایت  
 میں اسی طرح مقال واقع ہوئی مگر فقیر کتاب اس کا کوئی سارون جمع حقیقی میں نہیں ہے البتہ یہی طریقہ مع شے  
 زمانہ سولانا کچھ کس سرف چلے بعد ہمارت مذکور فرماتے ہیں،

ما جمہ استقیم علم برواۃ فی الروایات الشاذة  
 لا عند اہلہا عند سطوم شمس، نقطم۔ شہ  
 یس فی رواۃ ابی داود عن معاذ ما یبدل علم  
 تقدیم المعصر عن وقتہا، وانما فیہ، ادارعت  
 الشمس قبل ان یرتحل جمع بین الظہر و  
 المعصر، ویجوز ان یکون المعصر ما یؤخر  
 الظہر الی آخر وقتہ ویجعل المعصر اول وقتہا،  
 وان المراد بالجمع، الحسم فی ردہ  
 و نکاتہ، ویت فی وقتہا، فافہم۔ ہکذا یسہ  
 ان ینفہم المقام۔

اگرچہ وہ اپنے اپنے وقت میں کرتے تھے۔ اس کو کلمہ۔ اسی طرح اس مقام کو گننا چاہئے۔ (ث)

اور واقعی بھرا اللہ تعالیٰ یہ تینوں مطالب عالیہ وہ جو امر غالیہ میں جن کی قدر اہل انصاف ہی جانتے ہیں کے ملامت کر  
 قدس سرہ سافاض جامع جن داغ و دقین نظر اگر ایک سیان مسلسل محل مختصر میں انھیں افادہ فرما جائے اللہ کی شان  
 تدقیق سے کیا مستبد نہ رہے ایک رنگ، تھراؤں کے کلام سے مترشح کہ فرماتے ہیں ہکذا ینبغی انہ۔ یہ  
 المقام مگر فقیر فقیر قاصر فاتر پران جہل قد سیر زاہرہ اور ان کے ساتھ اردوقی وحقائق باہرہ مذکورہ  
 کثیرہ واقفہ کا افادہ محض علیہ علیہ حضرت و باب جواد بے بیقت، استحقاق و تقدم استعداد ہے ذلک فضل اللہ  
 علینہ و علی الناس و نکت اکثر الناس لا یشکرون ہ ربی لک الحمد کما ینبغی لجلال و جہلک

وَكَمَالُ لَانِكَ وَوَفُودُ نَعْمَانِكَ حَسْبُ وَسَلَامُ بَارِكْ عَلَى أَكْرَمِ أَوْلِيَانِكَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَائِرِ أَصْفِيَانِكَ 'عَيْنِ.  
مولانا قاسم سوان نفاںس عزیزہ کو بیان کر کے فرماتے ہیں،

الطَّرِيقُ الْمَادِيُّ لِنَظَرِ الشُّعْبَةِ حَيْثُ لَا تَقُوتُ عِيَالُهُمْ  
دقیقہ ۱۰

فقیر کہتا ہے ہاں واللہ آپ کے ائمہ اور کیا جانا کیسے ائمہ ماسکان ازہرہ کا شغفان غمہ ایسے ہی دقیق النظر و  
عالی مدارک و شاہان بزم و شیراز معارف ہیں کہ متاثر دقیق اجتہاد میں اوروں کے مساعی علیہ ان کے توسل و تفسار  
کی گدگدہ پہنچے اور کرلیں۔ جو کہ آفرودہ ہی ہیں کہ اگر ایمان و علم ثریا پر مسلط ہوتا ہے آستے آج کل کے کورانہ سے بصر  
ان کے معارف عید سے بے خبر، اگر آئینہ عالیاں میں اپنا مسد و یکہ کرکھن و تفسیع سے پیش، میں کیا کیجئے  
مرفشا نہ نور و سبک جو عوگند

ہر کسے بر فلت خود سے تسند

(چاند روشنی پھیلاتا ہے اور کتا بھونکتا ہے ہر کوئی اپنی فطرت کے مطابق چلتا ہے،

ان حضرات کی طویل و عریض ہدایا میں کافور نہیں دیکھ لیے مسند حید میں ملاجی کے دوسے تھے کہ وہ دلائل قطعیہ  
سے ثابت ہے اور اس کا خلاف ہی حدیث سے ثابت نہیں رہتا سوری پر اسناد و قی دلیل منقذہ کے پاس ہے  
اس کمال و قوت رب قید سب اہل اصاف نے دیکھ لیا کہ کس ہستی پر یہ ن ترانی کس برتے پر تیا پانی و لا حول لا قوۃ  
الا باللہ اعلى العلیم۔

**ثانیاً اقول** وباللہ التوفیق اگر نظر متوجہ کر نصرت جلال دیکھتے تو بعونہ تعالیٰ واضح ہو کر یہ جواب عل  
محض تنزل شمار نہ اسی حدیث میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع عرفات بھی ذکر فرما چکے، یہی حدیث  
مسنن سنائی کتاب التاسک اب الجلیح میں انہو العصرہ میں یوں ہے،

اختر بن اسعید بن مسعود عن خالد عن	ہیں فردی اسمیل بن مسعود نے خالد سے شعبہ سے
شعبہ عن سلیمان عن عمارۃ بن عبد الرحمن	عمارہ بن عبد الرحمن بن زید سے کہ عبد اللہ بن مسعود
عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللہ بن مسعود	رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
تعالیٰ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ	و علم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے مگر
تعالیٰ علیہ وسلم یصلی الصلوة یوقظھا الا	مزدلفہ و عرفات میں

یجمع فی مزدلفۃ و عرفات

سلہ ارکان اربعہ لمجاہل العلوم تحفہ فی الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مطبعہ علوی اندیا ص ۱۳۸

سلہ انسانی کتاب الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مطبعہ لاہور ۳۹/۲



مختلف اوقات میں مختلف طور پر روایت بالحدیث کی اور ہر راوی نے اپنی مسکوٹا پہنچائی چاہے یہ تنویرِ آفتاب کی ہے یا چاہے غماز یا عیدِ الرضیٰ سے ہوئی اور وہ سب آفتاب کی روشنی یا آفتاب کی روشنی خواہ اصل غماز سے مستند یا عیدِ الرضیٰ سے مستند ہونے کے لیے عیدِ الرضیٰ میں حسب حاجت مختلف طور پر ارشاد فرمائی مثلاً شبِ مزدلفہ رادِ مزدلفہ میں یا وہاں پہنچ کر آج کی مغرب وغیرہ کا مستند ارشاد کرنے کے لیے دعوت انھیں دے گا ذکر فرمایا عصر تو سب کے سامنے ابھی صبیح کو چمکے تھے اُس کے بیان کی حاجت کیا تھی دوسرے وقت جمع میں الصلا تین کا مستند پیش ہو وہاں ذکر فجر کی حاجت نہ تھی عصر و قدرِ مغربِ مزدلفہ کے ذکر پر قناعت کی کہ سوائے دو نمازوں کے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی جمع نہ فرمائی اور کسی وقت مغرب و شام کے مزدلفہ کا ذکر ہو کہ ان میں منت کیا ہے اسی وقت یہ کچھلی حدیث منقولہ افادہ کی۔

**ثُمَّ اقُولُ لَعَنَ** یہ کہ یہی حدیث ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے خروجِ مدنی صبحِ بخاری و سننی نسائی سے سیدنا امام محمد نے آثارِ مدنیہ کتاب الحج میں بسند متصل و صحیح میں کے سب رواۃ اجلہ لغات و اکابر اہل بیت رہاں صحیحین بلکہ صحاح ستہ سے ہیں یوں روایت فرمائی۔

أَخْبَرَنَا إِسْلَامُ بْنُ سَلِيمٍ الْحَضْرِيُّ عَنْ ابْنِ  
أَسْحَقَ السَّيِّئِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ  
عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَسْوَدِيِّ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ  
عِدَّةُ اللَّهِ فِي مَسْجِدِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ يَقُولُ  
لَا حُمْرَ مَيْتَ الصَّلَاتَيْنِ إِلَّا بِصَرْفَةِ الظُّهْرِ  
وَالْعَصْرِ۔

کیوں مٹا دی! اب یہاں کہہ دینا کہ ابنِ مسعود نے فقط جمع عرفات و یکمی جمعِ مزدلفہ خارجِ ربیٰ حالانکہ ہرگز نہ اس سے اعراض نہ اس پر اعتراض نہ ہر گز کلام میں وہاں کی قدر حاجت پر اقتصاد ہے یہاں من ذمہ کے جمع میں نظر و عصر کا ذکر ہو گا اس پر فرمایا کہ ان میں میں صرف روزِ عرفہ عرفات میں ہے اس کے سوا ناجائز و مستند الصلا تین معرفتِ بلام فرمایا جس میں اصل عدم ہے۔ بخاری و کتب حدیث آنکھ کھولی کر دیکھو روایات بالحدیث کے یہی انداز سے یہی خصوصاً امام بخاری روایات و روایات صحیح میں اس کے عادی ہیں حدیث کو ابواب مختلفہ میں مستند حاجت پارہ پارہ کر کے لاتے ہیں اسی سے ایک پارہ دوسرے کو نہ نہیں کرتا بلکہ وہ مجموعہ حدیث کا مل ٹھہرتی ہے۔

ہیں بجز اللہ تعالیٰ واضح و آشکار ہوا کہ یہ حدیث بھی تمام و کمال یوں ہے کہ میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نمازیں جمع فرمائی ہوں کبھی کوئی نماز اپنے وقت سے پہلے یا وقت کے بعد پڑھی ہو مگر صرف دو عطر عرسہ وقت عطر اور مطرب مزدلفہ وقت عشا، اور اُس دن فجر کو بھی وقت مسنون و معمول سے پہلے طلوع فجر کے بعد ہی تاریکی میں پڑھ ب تھا اُس دن کے سوا کبھی ایسا بھی نہ کیا۔ اچھا کہ آفتاب حق و صواب ہے پردہ و حجاب رالعتہا رہا پر پتیا، اب اس حدیث نسائی جامع ذکر عرق و درود پر کافی ہے بکمال مبارکہ جو چاہے کہ میں اُن کی خدمت گزاری کیجے اور ماہ ضیا پناہ رسالہ کو باز نہ تھامے شب تمام کا ترودہ دیجئے واقد المعین و ہرستعین۔

**لعلیغہ** یارب جلی جلیں سے تیری پناہ، کھاتی تو زوالِ احادیث و جرحِ نعات و قدرِ صحابہ کے وحشی ہیں۔ غل یا حدیث کے ادعائی راجع میں انھیں مبارکوں کی دیواریں ٹپتی ہیں۔ حدیث صحیح نسائی شریف کو دیکھا کہ انہیں مسیت کا پھاڑ توڑے گی۔ حضرت کے غل سرسبہ کو گل تر گلن سا چھڑے گی لہذا بیام بیاسے نیچے رانساں اور حدیث صحابہ میں بکس مصون ہویتا شکہ ہوں وہ یقیناً قتلوں کی یوں ہار ڈالیں حدیث سنان، معمر اور مجروح اور مترکہ سبے دو راوی اس کے مجروح ہیں ایک سلیم بن ارقم کہ اُس کی تثنی کسی سے ہیں کی ملاحظہ کیے کہ اس کو تقریب میں سلیم بن ارقم ضعیف اور ایک حاد بن محمد یہ شخص راضی تھا اور صاحبِ احادیث اولاد کا یہ تقریب ہی نہ اس کی ملاحظہ و تثنیہ و افراد۔

**اقول اولاً** وہی ملائی و قریبی سعادت نسبت و رفص کے فرق سے جہالت۔

**ثانیاً** صحیحین سے وہی پرانی بدعت و عادت عادی قلعہ نہ صرف نسائی بلکہ بخاری و مسلم و غیرہ جامع صحاح ستہ کے رجالی سے ہے امام بخاری کا من استند اور مسلم و غیرہ کا استناد الاستاذ۔

**ثالثاً** کلاں؛ تم نے تو علم حدیث کی الف بے محو نہ پڑھی اور ادعا کیے اجتہاد کی یوں بے وقت طبعی ذر کسی یڑے بکے سے ضعیف و تشبیہ و صاحبِ افراد اور مترکہ الحدیث میں فرق سیکو، تشبیہ و صاحبِ احمد اور تانا تو ملا موجب ضعف ہیں، تمھیں دیکھے ان کے ردوائے میں تھے تشبیہ موجود ہیں اور تانا افرادوں کی کیا گئی جبکہ ہم حاشیٰ فصل اول میں بکثرت نہ اھام اھام، س بیما وھم، یخلفی، یخلفی کشیوا، کشید الخلف، کشید الخلف و غیرہ والے ذکر کر آئے، رہا ضعیف اُس میں اور مترکہ میں بھی رحین و آسمان کا بل ہے ضعیف کی حدیث مقبرہ و مکتوب اور مناسبات و شواہد میں مقبول و مطلوب ہے بکلاوت مترکہ اس مجھے اور اس کے متعلقہ کی

علہ مثل بان من یرید، اعطایہ ینید بن ابی امیہ، عید الشریع بن عزواں و غیرہم ۱۲ ص ۴۰ (م)

علہ جن میں سے کسی سے زیادہ حاشیٰ فصل اول پر مدکر ہوئے ۴ ص ۴۰ (م) فہ معید الخلف ۳۸

تحقیقات جلیلہ خیر غفرلہ القدر کے رسالہ **الہدای الکافی فی حکم الضعاف** میں مطالعہ کیجئے اور  
سروست پتی مبلغ علم تقریب ہی دیکھیے کہ ضعیف درجہ نامزد اور متروک اُس کے دو پایہ نیچے درجہ عاشقہ میں ہے  
نور بعض ضعیف رجال شیخ میں اگرچہ متعلقہ یا یوں بھی واقع جس سے اُن کا نام متروک ہونا واضح۔

مثلاً (۱) اسید (۲) اسباط (۳) عبد الجبار (۴) اشعث  
(۵) زعمہ (۶) محمد بن یزید رفاعی (۷) محمد بن عبد الرحمن  
(۸) احمد (۹) آبی (۱۰) دوسرے۔

تقریب میں کہا کہ پیدہ پانچ ضعیف ہیں، چنانچہ  
بھی حاضر قوی نہیں ہے، سب تو ان بھول ہے،  
آٹھویں کو ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے، نویں میں بھی  
ضعف ہے۔

حدیث مذکورہ کے لیے عمری نے تہذیب میں تحت "ک  
عبد الجبار" کے تحت "عبد الجبار" سے مراد بتا کر ہے  
اور "ت" سے تعلیق، یعنی بنی رہی نے بھی اس کی روایت  
تعلیقاً ہی ہے، میران میں بھی تہذیب کی پیروی کرتے ہوئے  
کہا ہے کہ اس سے بخاری نے تعلیقاً اور مسلم نے متبع  
روایت کی ہے۔ اسی طرح حافظ نے بھی تقریب کی  
روایت میں اس کی پیروی کی ہے لیکن پھر متنبہ کیا ہے کہ  
صحیح "ت" سے "عبد الجبار" نہیں، چنانچہ حافظ نے پھر  
تو عبد الجبار کی وہ روایت ذکر کی ہے جو بخاری میں ہے  
پھر کہا ہے کہ یہ روایت وصل کے ساتھ ہے ذکر تعلیق کے  
طور پر۔ (اس لیے "ت" کے ساتھ "عبد الجبار" نہیں ہونی  
چاہئے کیونکہ "ت" تعلیق کی علامت ہے۔

(محمد بن یزید رفاعی کے بارے میں کہا ہے

۱۳۶  
۱۳۸

عبد الجبار بن شریک، اسباط ابو الیسع،  
عبد الکرمیم بن ابی المخاض، والاشعث بن  
سوار، مرثد بن عبال، محمد بن یزید  
الرفاعی، محمد بن عبد الرحمن مولیٰ جب  
مرہطہ، احمد بن یزید الحارثی، ابی اسباب  
وغیرہم، قال فی تقریب فی الحصة الاول،  
ضعیف، والسادس یس بالقی، والسادس  
مجهول، والثامن ضعفہ ابو حاتم، والتاسع  
لیہ ضعف، وحید الکبری، عدم لہ البصری  
فی التہذیب تحت، وتبعہ فی البصران، فقال،  
اخرجہ عن تعلیق، و مرثد بن عبال، و کذا  
تابعہ الحافظ فی موس التقریب  
ثم نبہ ان الصواب، حیث ذکر  
مالہ فی الجہاد الصحیح، ثم قال،  
ہذا موصول و لیس متعلقاً۔ وقال فی الرفاعی،  
ذکرہ ابن عدی فی شیعہ البخاری،  
وجزم الخطیب بان البخاری  
سألف عنہ، نکرت قد قال  
البخاری، انہم مجتمعین علی  
صفحة ۱۰ قلت والمثلث اثبت، فلیذا

۱۳۶  
۱۳۸



ابو یعلیٰ فی الصبح بالزلفۃ احد بن محمد بن العلاء تناوبوا مضویۃ عن الاعمش عن عمارۃ الخ  
 یفتم سنن ابی داؤد وحدثنہما سعد بن عبد الواحد بن شریاد وابا عوانۃ وابا مضویۃ حدثنہما  
 عن الاعمش عن عبد مرۃ - یفتم امام غلامی حدثنا حسین بن نصر شناق صیحة بن عقیقۃ والعریانی  
 قالوا لث سفین عن الاعمش عن عمارۃ بن عقیقۃ الخ - یہ امام انش امام اہل ثقت ثبت حاتم حافظ  
 ضابطہ کبیر القدر جلیل العزائم ازہ ما یصلیہ در رجال صحاح مستدر سے ہیں جن کی وثاقت عدالت علامت آفتاب نمونہ  
 سے روشن تر ان کا اسم بن رک سلیم ہے وہی یہاں مراد، کاشی تفسیر ابن ارقم دیکھ پائے کی خوش ملاجی کی آنکھیں  
 بند نہ کرتی تو آگے سوچتا کہ دنیا میں ایک ہی سلیم نہیں دو ورق کوٹنے تو اسی قریب میں تھا، سلیم بن  
 مہران الاعمش ثقۃ حافظ عامرہ بالقراتہ شرح (سلیم ابن مہران الخضر، ثقہ ہے، حافظ ہے،  
 قرأت کو جاننے والا ہے، متقی ہے، ت، بن حرث کا خوش نیز اس مذہب چننا ہوا ہے کیا کہا جائے کہ ان  
 سلیم سے راوی بھی آپ سے دیکھے کوں ہیں امیر المومنین فی الحدیث امام شعبہ بن الجراح حصین التوام تھا کہ ضعیف  
 لوگوں سے حدیث روایت نہ کریں گے جس کی تفصیل فقیر کے رسالہ ضعیف العین فی حکمہ لقبیل الامہاتین  
 میں مذکور وہ اور ابن ارقم سے دست گرداؤں سے - تو کی کیا شہرت۔

خاصاً حضرت کو اپنی پرانی مشق صاف کرنے کو اسی طرح کا ایک اور نام ہاتھ لگا بھی خالد نام سنی  
 نے فرمایا تھا، اخبرنا اسحاق بن مسلم عن خالد بن شیبۃ بن عبد بن حکم مگدیا کہ اس سے راوی  
 خالد بن محمد راضی ہے ملاجی! پانچ پیسے کی شیریں تو ہم بھی چڑھائیں گے اگر شہوت ہو کہ یہاں خالد سے یہ شخص  
 مراد ہے، ملاجی، تم کیا حاکم اور محدثین کس حالت میں اپنے بیج کے مجرد نام سے ذکر نیز پرکتفا کرتے ہیں، ملاجی  
 صحابہ کرام میں عبد اللہ کہتے بحیثیت ہیں حضور خداوند غمزدہ یعنی اللہ تعالیٰ غم، پھر کیا وجہ ہے کہ جب بصری  
 عن عبد اللہ کے توحید اللہ ہی عربی عام مفہوم ہوں گے، اور کوئی کے توحید اللہ بن مسعود یعنی اللہ تعالیٰ غم  
 پھر رواۃ مابعد میں توحید اللہ صمد ہا میں مگر جب سرید کہیں حدثنہما عبد اللہ توحید اللہ ابن المبارک میں،  
 محدثین کا شمار کون کر سکتا ہے مگر جب بندہ انہیں عن محمد عن شیبۃ توحید کے سوا کسی طرف ذہن نہ جائے گا  
 وہی نہ انقیاس صمد ہا میں ہیں غیبی اوتنے اوتنے نام حدیث جاستہ سمجھتے پہناتے ہیں۔ ملاجی! یہ

لے سنن النسائی الوقت الذي يصل فيه الصبح بالزلفۃ مبلورہ نور محمد کتب خانہ کراچی ۲۶/۲  
 لے سنن ابی داؤد باب المسلوۃ بحجج آفتاب عالم پریس لاہور ۲۶۴/۱  
 لے شرح معانی الآثار الجمع بین الصلوۃ الخ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ۱۱۳/۱  
 لے تقریب التہذیب ترکیبہ برہمہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۹۲/۱

خالد امام اجل ثقت حافط میل دانش خالد بن عارث بصری میں کہ امام شعبہ بن الحجاج بصری کے مختصر تلامذہ اور امام اسمعیل بن مسعود بصری کے اجل اساتذہ اور رجال صحاح ستہ سے ہیں اسمعیل بن مسعود کو ان سے اور انھیں شعبہ سے آثار روایت بدرجہ غایت ہے، اسی سنی نسائی میں اسمعیل کی بیسیوں روایات ان سے موجود، ان میں بہت خاص اسی طریق سے ہیں کہ اسمعیل خالد بن عارث سے اور خالد شعبہ بن الحجاج سے ان میں بہت جگہ خود اسمعیل نے نسب خالد مصر فابان کیا ہے۔ بہت جگہ انھوں نے حسب عادت مطلق چھوڑا۔ امام نسائی سنہ واضح فرمادیا ہے بہت جگہ سنی ولاحق بیانیوں کے اعتماد پر یوں ہی مطلق باقی رکھا ہے میں آپ کا حجاب نادقیق توڑنے کو ہر قسم کی مصرع روایات سے بہ نشان کتاب و باب کچھ حاضر کر دیں۔

طریق شعبہ ۱۶، کتاب الاصلاح باب التظنن اخبرنا اسمعیل بن مسعود حد ثنا خالد بن الحارث عن شعبہ عن سلیط الخ۔

(۲) کتاب الطہارۃ باب النضح اخبرنا اسمعیل بن مسعود حد ثنا خالد بن الحارث عن شعبہ الخ۔  
(۳) کتاب المرافیت الرخصة فی الصلاة بعد العصر اخبرنا اسمعیل بن مسعود عن خالد بن الحارث عن شعبہ الخ۔

(۴) کتاب الامامة الجملة ادکار، تین احباب اسمعیل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث عن شعبہ الخ۔

(۵) کتاب السور باب التمری اخبرنا اسمعیل بن مسعود حد ثنا خالد بن الحارث عن شعبہ الخ۔  
(تصریح اسمعیل صوے ما صر)

(۶) کتاب الامامة الرخصة للامام فی التطویل اخبرنا اسمعیل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث الخ۔

طہ، نسائی	باب التظنن	مطبوعہ مطبع سلیم لاہور	۱۲۳/۱
کے	باب الصبح	" "	۹/۱
کے	الرخصة فی الصلاة بعد العصر	" "	۹۷/۱
کے	الجماعة اذا کادوا اثنتین	" "	۹۷/۱
کے	باب التمری	" "	۱۳۹/۱
کے	الرخصة للامام فی التطویل	" "	۹۳/۱

- (۸) کتاب قیام الليل باب وقت رکعتی الفجر اخبارنا اسمعيل بن مسعود قال ثنا خالد بن الحارث الثوري  
 (۹) کتاب الزکوة وفيه المرأة بغیر اذن زوجها اخبرنا اسمعيل بن مسعود ثنا خالد بن حارث الثوري  
 (۱۰) الزکوة اعمادیت المنی عن کرمی الارض بالکلت والربیع اخبارنا اسمعيل بن مسعود قال ثنا خالد بن الحارث الثوري

(۱۱) انقضاء القدر باب عقل الاصابع اخبارنا اسمعيل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث الثوري

### انقضاء القدر

- (۱۲) کتاب الحجیر من احسن الجمع فی شایب حسنة اخبارنا اسمعيل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث الثوري  
 (۱۳) قبل کتاب الحجیر باب اقل للرجل هل سبیت اخبارنا اسمعيل بن مسعود ومحمد بن عبد الاعلی قال حدثنا خالد بن الحارث الثوري

(۱۴) کتاب الصیاء ان تقدم قبل شهر رمضان اخبارنا اسمعيل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث الثوري

(۱۵) الزکوة من الاماویث الذکرة اخبرنا اسمعيل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث الثوري

(۱۶) کتاب الاشرار فی انباء البسرا اخبارنا اسمعيل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث الثوري

کتابون لا یجوز ان یکون فی شایب حسنة اخبارنا اسمعيل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث الثوري  
 کرتے ہوئے ایک ایک نہ چھوڑا، وہ تو خدا نے غیر کر لی کہ امام نسائی نے اسمعيل بن مسعود کہہ دیا تھا میں نے اسمعيل بن مسعود سے کہا کہ یہ حدیث تم اہل سنت کے نزدیک سنت مردود کر آس کی سند میں اسمعيل بن مسعود موجود

۲۰۶/۱	مطبوعہ مطبعہ سلطانیہ لاہور	باب وقت رکعتی الفجر	شہ سنن النسائی
۲۸۹/۱	" " "	عقیدۃ المرأة	شہ " "
۱۷۲/۶	" " "	الثالث من الشروط في الزکوة والوفاء	شہ سنن النسائی
۲۴۴/۲	مطبوعہ مطبعہ سلطانیہ لاہور	باب عقل الاصابع	شہ سنن النسائی
۲۳/۱	" " "	مضاجعة الخیض	شہ سنن النسائی
۱۶۰/۱	" " "	باب اقل للرجل	شہ " "
۲۴۹/۱	" " "	التقدم قبل شهر رمضان	شہ " "
۱۴۶/۲	" " "	الزکوة من الاماویث الذکرة	شہ " "
۳۲۱/۲	مطبوعہ مطبعہ سلطانیہ لاہور	انقضاء القدر	شہ " "



اولاً جمع صوری بدلتا ہے۔ روٹی ثبوت سے بے پردہ و حجاب اور اُس کا انکار انکار آفتاب۔  
ثانیاً کسی حدیث میں جسے تقدیم کا نام کو بھی اصطلاحاً پتا نہیں اُس کی نسبت ادعا سے قطعی ثبوت مضمّن  
نہج التکبیرت۔

ثالثاً جمع تاخیر میں بھی کوئی حدیث صحیح صریح جیسا کہ ادعا کیا جاتا ہے ہرگز موجود نہیں یا ضماوت و مناکیر  
ہیں یا بعض بے علاقہ یا صاف عقل اور محکمات سے ہر سبب اثبات محل و عقل۔

رابعاً جب جمع صوری پر ثبوت حضرت متعین ناقابل تاویل قائم تو محکمات خصوصاً حدیث ابن عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما کا اُس کی طرف رجوع لازم کہ مقدمہ ارجاع عقل پر متعین ہے نہ کسی کہ سراسر ٹھیکس۔

خامساً نماز بید شہادتین اہم فرائض و اعظم ارکان اسلام ہے اور اُس میں رعایت وقت کی فرضیت  
اور اظہر ضروریات دین سے جسے مسلمانوں کا ایک ایک بچہ جانتا ہے یوں اوقات خمسہ غایت شہرت و استغناء پر  
بالغ حد تو تہوں اگر حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حالت سفر میں جس کی ضرورت ہمیشہ  
ہر زمانہ میں ہر شخص کو رہی اور ہر جگہ سے چار نمازوں کے لیے اوقات مشہورہ معلوم معروفہ کے سوا فرقہ یا فسطا کوئی  
ادکم عطا فرمایا ہوتا تو وہ واجب تھا کہ جس شہرت جلیلہ کے ساتھ اوقات خمسہ منقول ہوئے اُسی طرح یہ نیا وقت بھی  
نقل کیا جاتا اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فعل کسی ثبوت میں نہ کیا غرضہ تو کہ میں ہزار اصحاب کرام  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ رکاب سادات تابع تھے اگر حضور جمیع فرائض بلاشبہ وہ سب کے سب دیکھتے اور کثرت  
رواہ سے اسے بھی مشہور و چھوڑتے یہ کیا کہ ایسی عظیم بات ایسے جلیل فرض کے ایسے ضروری لازم میں ایسی مسہرہ  
تبدیل ایسے مجمع کثیر کے سامنے واقع ہوا اور اُسے بھی دو ایک راوی روایت فرمائیں تو بلاشبہ یہی جمع صوری فرائض  
جس میں نہ وقت بدل نہ کسی حکم میں تغیر نہ راہ پائی کہ اُس کے اشتہار پر وہ اعلیٰ متفرخ ہوتے نظراً لعداوت صاف ہو  
تو صرف ایک ہی کلام تمام دلائل خلاف کے جواب کو پس ہے کہ جب باوصف و قرد و اعلیٰ نقل آماد ہے تو لاہرم  
جمع صوری پر محمول کہ تو فرمایا اور بالفرض کوئی روایت مفسرہ ناقابل تاویل ملے تو متروک العمل کہ ایسی جگہ آماد رہنا  
عقل سے دور۔

سادساً نمازوں کے لیے تعیین و تخصیص اوقات و آیات قرآن عظیم و احادیث حضور سید المرسلین  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قطعی الثبوت ہے اگر کسی اُس کا غفلت مانے تو وہ بھی دیسا ہی قطعی چاہیے جیسے  
حضر عرفہ و مغرب مزدلفہ کا اجماعی مسئلہ در تعینی کے مقابل قطعی مضمّن۔

سابعاً بالفرض اگر مثل منہ دلائل جمع بھی قابل میں تسلیم کیجئے تاہم ترجیح منہ کو ہے کہ جب حاضر و علیٰ مجمع  
ہوں تو حاضر مقدم ہے۔

ثامناً جانب جمع صرف نقل فعل ہے قول اگر ہے ترجیح صوری میں اور بجانب منع دلائل قولہ و فصلیہ دونوں موجود اور قول فعل پر ترجیح قول و فعل محض نقل فعل پر بدرجہ اولیٰ۔

تاسعاً اقلیت راوی اور مرجع منع ہے کہ ابن عمر و انس میں کسی کو فقہائیت جلیلہ عبد اللہ بن مسعود تک رسائی نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہ وہی ابن مسعود ہیں جن کی نسبت حدیث میں ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

تسکوا بعہد ابی امیہ عبد اللہ بن ابی عامر عبد بن قریب سے کہ کیا کرو؟ رواہ الترمذی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (نوٹ، اصل متن ترمذی میں الفاظ یوں ہیں تسکوا بعہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ نذیر احمد) مرقاۃ میں ہے اسی لیے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی روایت و قول کو خلفائے اربعہ کے بعد سب صحابہ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں۔

یہ وہی ابن مسعود ہیں جنہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب ستر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے: ان اشبه الناس دلا و سماً و هدایا برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا بن امیہ عبد اللہ۔ مرواہ البخاری و الترمذی و النسائی۔ مسود میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ وہی ابن مسعود ہیں جنہیں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے، کیف صلی علیا (ایک گھڑی میں علم سے بھری ہوئی)۔

نہایت یہ کہ حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مریضیت لاصق حارضی لہا سلم جامع الترمذی مناقب عبد اللہ بن مسعود مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲۲۱/۲  
۴۰۹/۱۱ مرقاۃ المفاتیح جامع الناقب، الفصل الاول مکتبہ امدادیہ طبعان  
۵۴۳ شہ شکوۃ المعانیج بحوالہ بخاری باب جامع الناقب مطبع مجتبیٰ دہلی  
جامع الترمذی، مناقب عبد اللہ بن مسعود امین کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲۲۲/۲

ف شکوۃ میں یہی الفاظ ہیں جبکہ ترمذی میں الفاظ یوں ہیں۔ کان اقرب الناس ھدایا و دلا و سماً برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن مسعود اور بخاری میں الفاظ یوں ہیں ما اعلو احداً اقرب سماً و ھدایا و دلا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن امیہ عبد۔

۴۵۹/۳ مکتبہ الفایۃ فی معرفۃ الصحابۃ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود (مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ)  
۲۱۴/۲ المستدرک کتاب معرفۃ الصحابۃ دار الفکر بیروت

ابن ام عُبَید (میں نے اپنی اُمت کے لیے پسند فرمایا جو کہ عبد اللہ بن مسعود اس کے لیے پسند کرے) دو اہل الحاکم  
پسند صحیح -

لا جرم ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک غصائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بعد وہ  
جناب تمام صیبرا کرام علیہم الرضوان سے علم و فقہارت میں زائد ہیں، مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے  
هو عند امتنا افقه الصحابة بعد الخلفاء ہمارے ائمہ کے نزدیک ابن مسعود و خلفاء اربعہ کے بعد سب  
الاصحاب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ (دقت)

عاشراً اگر بالفرض براہین مستندہ وادّٰتہ جمیع کائنات کی قول برابر ہی سہی تاہم منہج ہی کو ترجیح دے گی کہ اس میں  
اعتقاد زائد ہے اگر عند اللہ جمیع درست بھی ہوئی تو ایک جائز بات ہے جس کے ترک میں بالاجماع علماء نہیں بلکہ اتفاق اُئس  
کا ترک ہی افضل ہے اور اگر عند اللہ نادرست ہے تو جمیع تاخیر میں نماز و انستہ قضا کرنی ہوگی اور جمیع تعظیم میں سرے سے  
ادائی نہ ہوگی فرض گردن پر ہے کہ قرآنی بات جس کا ایک پہلو خلافتِ اولیٰ اور دوسری جانب جہاد و گناہِ کبیرہ ہر مائل  
کا کام بھی ہے کہ اُس سے احتراز کرے، یہاں جو قاضی ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر لکھ گئے ہیں کہ تشکیک مذکور اُس  
صورت میں جاری ہوتی ہے جس میں طغیان کا مذہب مدّٰل ہر مائل ہو اور صورتِ اختلاف کی ہر حال ان کے سلسلہ جمیع میں مانع  
کا دعویٰ ہے دلیل ہے اور ناجائز کائنات کا اختلاف ہے اختلاف طغیان میں اگر صورت میں مائل بدل بدل کے قول ہے دلیل  
شک و ڈال دیا کرے تو سیکڑوں اعمال باطل ہو جائیں اور حق و باطل میں کچھ تمیز نہ رہے، ان جہتوں بالآخر انہوں نے نہ صرف  
کی فن ترانہ میں لکھا چھتا ہوں تعالیٰ سب کھل چکا مگر دنیا کا بھلا جو جس کے آسرے بیٹھے ہیں یوں ہی تو آفتاب پر خاک  
اڑا کر اندھوں کو بھٹا دیا کرتے ہیں کہ حنفیہ کا مذہب ہے دلیل و خلاف حدیث ہے، خدا کی شان قرآنِ عظیم و احادیث  
رسول کریم علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی ان قاصر دلیلوں کو جنہیں سن کر جگر تنگ و دھک پہنچی ہوگی بے ریس ٹھہراؤ  
اور اپنے ضعیف و بے ثبوت قول کو قطعی یقینی مدّٰل بناؤ اور علل و احادیث و دین و ریاست کا نام پتے و نشانہ انا للہ  
وانآ الیہ مرجعون -

اگر کیا کم شد نہ ملک گرفت اجتناد

فقیر غفر لہ المولیٰ القدر نے یہ چند اوراق کہ منظر اتفاق حق لکھے، مولیٰ تعالیٰ عزّ و جل اپنے کرم سے قبول فرمائیے

یعنی تصور منقول و تراجم اصول سے قطع نظر کر کے یہ مقصودائے عقول ہے - (م)

۳۱۴، ۳

لے المستدرک کتاب معرفۃ المصابیۃ و ارا الفکر سیرت

لے مرقاة شرح مشکوٰۃ المصابیح باب طعن المنافق الفصل الاول من جلد ثانی بن عمر مطبوعہ دار اربعہ طبعان ۱۱/ ۲۰۹

فہ معیار الحق ص ۱۵۴

شرِ حَسَد و شامتِ ذنوب سے محفوظ رکھے۔ وجہ ثبات و استقامت مقصدین کرام بنائے، یہ امید قرآن شاعر اللہ  
 تعالیٰ القریب الجیب نقد وقت ہے مگر دشمنانِ حقیقت کو ہدایت ملے عنادِ خفید کی راہ نہ چلنے کی طرف سے یاس  
 سخت ہے کہ کھلے مکابروں میں جی صاحبوں کی یہ جہتیں بڑھی ہیں یہ مشقیں چڑھی ہیں انھیں آئندہ ایسی اور ان سے  
 بڑھ کر اور ہزار ہٹ دھرمیاں کرتے کیا لگتا ہے، تحریفِ قصبِ مکابریے حکم کا کیا علاج ہے سزا اس کے کہ  
 شرِ شریان سے اپنے رب عزوجل کی پناہ لوں اور جو سئل روح اکرم امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس سے عرض  
 کروں رب انی احوذ بك من هجمات الشیطان و احوذ بك من ان یحضر و ۵ و صلی اللہ تعالیٰ  
 علی الہادی الامین الامان العا مون محمد و آلہ وصحبہ الکرام و الذین ہم بمعہ ۶ یہتد و ان الحمد للہ کہ یہ مبارک رسالہ نفیس مجاہد پانزدہم ماہِ رجبِ شعبہ ۱۳۸۷ ہجریہ علی صاحبہما افضل الصلوٰۃ  
 و التحیۃ کو تمام اور بلحاظ تاریخ حاجز البحرین الوافی عن جمیع الصلواتین نام ہوا مرتباً تقبیل مناس  
 انک انت السیم العلیم و صلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین  
 آمین سبحانک اللہم و بحمدک اشہدان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک و اللہ  
 سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔